ناول: تیری محبت سے ہار کر

تحریر: حوریہ ملک

انتساب:

میرے تمام چاہنے والوں کے نام

سفید ہیل میں موجود اس کے مومی پیر ماربل کے چکنے فرش پہ بڑی مضبوطی و تیزی کے ساتھ" خان انٹرپرائزر اینڈ کمپنیز "کے لگژری آفس کی جانب بڑھ رہے تھے۔

اس کے بائیں جانب اس کے قدموں کی رفتار کا ساتھ دینے کے لیے اس کی پرسنل اسسٹنٹ ہاتھ میں کافی کا مگ لیے تیز تیز چلتی اسے رپورٹنگ دے رہی تھی۔

صبح نو بجے کے اس وقت میں جہاں ہر ورکر اپنے کام میں مصروف نظر آنے کی تگ و دو میں تھا، ایسے میں اس کی پی اے علینہ بہزاد کی پروفیشنل آواز گونجتی ہوئی اس کی سماعتوں کے ساتھ ٹکرا رہی تھی۔

"علینہ! کین یو پلیز سٹاپ دس؟ "آفس کے دروازے سے چند قدم کے فاصلے پر وہ بنا رکے بیزار کن لہجے میں بولی تو فر فر انگلش جھڑتی علینہ کو جیسے ایک دم سے بریک لگی۔

اس کے لیے اس کے کیریئر کا سب سے بڑا جھٹکا تھا، اپنی ایگریسو اور موڈی باس کا کام کی بات کے لیے ایسا بیزار کن رویہ؟

لیکن وہ سوال اٹھانے کی پوزیشن میں نہیں تھی اس لیے فوراً چپ سادھتی اس کے پیچھے چلتی اس کے پر تعیش آفس روم میں داخل ہوئی۔

آفس میں داخل ہوتے ہی اس نے پھرتی سے اس کی کافی اس کے ٹیبل پہ رکھی، ساری ضروری فائلز ٹیبل پہ سجائیں، اس کا لیپ ٹاپ اور دیگر ضروری چیزوں کو حسبِ معمول سیٹ کیا کیونکہ اس کی' باس 'کو دیری اور بے ترتیبی پسند نہ تھی۔مگر اس کے لیے شاید آج شاکنگ ڈے تھا جب اس کی ورکحولک لیڈی باس اپنی سیٹ پہ جانے کی بجائے لیفٹ سے رائٹ بے چینی سے چکر کاٹنے لگی۔

نیوی بلیو پینٹ کے ساتھ وائٹ ٹی شرٹ اور بلیو کوٹ پہنے وہ سفید ہیل کو پیروں پہ سجائے، خوبصورت سیاہ بالوں کو پونی ٹیل میں مقید کیے وہ خوبصورت نقوش کی حامل حوروں کی مانند دلکش و حسین دوشیزہ تھی، جسے اللہ پاک نے حسن، دولت اور نزاکت شاید کھل کے نوازی تھی اور وہ موقع آنے پر ان سب نعمتوں کے بے جا استعمال سے گریز ہر گز نہ کرتی تھی۔

"میم!ایوری تھنگ از اوکے؟ "

اس کا لیفٹ رائٹ مارچ ختم نہ ہوا تو علینہ نے جھجھکتے ہوئے سوال کیا تو وہ جیسے اس کی موجودگی کا احساس کرتی چونکی تھی۔

اور پھر گہری سانس بھرتی ایک طرف پڑے صوفوں کی جانب بڑھی اور علینہ کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"علینہ!کین یو سجیسٹ می دا نیم آف مین ہو از الرجک ٹو وومین؟)علینہ کیا تم مجھے ایسے مرد کے متعلق بتا سکتی ہو جو خواتین سے خار کھاتا ہو؟ (

جتنے زیادہ جھٹکے آج' خان انٹرپرائزر اینڈ کمپنیز 'کی سی او اسے دے چکی تھی اس سے بھی کئی زیادہ ہیوی وولٹیج کا جھٹکا اسے اس کا سوال سن کر ہوا تھا۔

"واٹ؟ "اس کے واٹ میں اتنی بے یقینی و حیرانگی تھی کہ اس نے فوراً اپنی کاجل سے لبریز سیاہ پرکشش آنکھیں اٹھا کے سپاٹ تاثرات سے اسے گھورا تو وہ فوراً سیدھی ہوئی۔

"ڈونٹ بی ایکٹ لائک آ چائلڈ علینہ۔

"اس نے ناگواری سے اسے ڈپٹا اور اسے کافی پکڑانے کا اشارہ کیا جو شاید نہیں یقیناً ٹھنڈی ہو چکی تھی۔

اور اس کو جاننے والے سبھی یہ بات جانتے تھے کہ وہ ٹھنڈی کافی و چائے پینے کی عادی تھی۔

"میم کیا آپ مجھے کام کی نوعیت بتا سکتی ہیں تاکہ میں اس حساب سے آپ کی مدد کروں؟"

اسے کافی پکڑاتے ہوئے علینہ واپس اپنی پروفیشنل ٹون میں آ چکی تھی۔

جب چند ثانیوں کے بعد اس کے ہونٹوں سے بیاں ہوتی' کام کی نوعیت ' سن کا اس کے سر میں جیسے دھماکے سے ہونے لگے اور شاک کی کیفیت میں وہ جیسے برف کی سل بنی اسے دیکھنے لگی جس کے چہرے پہ
ڈھونڈنے سے بھی مذاق کی ہلکی سی رمق بھی نظر نہ آ رہی تھی۔

اور جب اسے اپنی موڈی باس کے ارادے کی پختگی کا یقین ہو گیا تو اس نے اس کی ٹیبل پہ پڑی فائلز میں سے ایک نیلی فائل اٹھا کے اس کے سامنے رکھی۔

جس پر جعلی حروف میں جگمگاتا' ایس اے کے کمپنیز 'کا ٹائٹل دور سے ہی اس کی سیاہ آنکھوں میں مقید ہو گیا۔

"سر!آج آپ کی پہلی میٹنگ ساڑھے نو بجے' احمد شیرازی 'کے ساتھ تھی لیکن کسی ایمرجنسی کی وجہ سے وہ آج آ نہی۔۔۔۔۔۔ "سیاہ رینج روور کی ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے حاتم لغاری نے ایک نظر اسے دیکھتے ہوئے اطلاع بہم پہنچانی چاہی جو اپنی آنکھوں پہ سیاہ چشمہ چڑھائے سیاہ شیشوں سے اس پار نجانے کیا کھوج رہا تھا۔

ایسے میں ہمیشہ کی طرح اس سے محوِ کلام حاتم کو لگا کہ شاید اس نے اس کی بات توجہ سے سنی ہی نہ تھی مگر اس کی اس سوچ کو اچانک گونجنے والی اس کی گھمبیر آواز نے فوراً رد کیا تھا۔

"احمد شیرازی کے ساتھ میٹنگ اور ڈیلز کینسل کر دو۔ "اس کے لہجے کی قطعیت دیکھتے ہوئے حاتم نے' کیوں 'جیسا بیوقوفانہ سوال ہر گز اٹھانے کی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ وہ اس کا اصول جانتا تھا اسے کام کے دوران ایسے رویوں سے سخت نفرت تھی۔

اس نے ہلکی سی گردن گھما کے ایک نظر اسے دیکھا جو اس کے فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا ہنوز باہر کی جانب متوجہ تھا۔

سیاہ پینٹ کوٹ میں ملبوس وجاہت، دلکشی، خوبروئی، مغروریت اور ذہانت کے اس پیکر کو اگر یونانی دیوتا کہا جاتا تو کچھ غلط نہ تھا۔

خوبصورت سنہری اور گہری آنکھیں جو دھوپ میں اس قدر چمکتی کہ ہر شے ان کے پھیکی لگنے لگی تھی۔اس پہ اس آنکھوں پہ پہرہ دیتی اس کی گھنی اور خمدار پلکیں حاتم نے آج تک کسی مرد کی نہ دیکھی تھیں۔

کھڑی ناک کسی بادشاہ کی مانند اٹل ارادوں کا پتہ دیتی تھی۔

خوبصورت اور تراشی ہوئی مونچھیں جن کے نیچے اس کے کثرتِ سگار نوشی سے رنگت بدلتے لب ہمہ وقت بھنچے ہوئے محسوس ہوئے تھے، شارپ جبڑوں پہ سجی اس کی ہلکی سی داڑھی جو سیاہ روئیں کی مانند محسوس ہوتی تھی، اس کی وجاہت میں مزید اضافے کا باعث بنتی تھی۔

چھ فٹ دو انچ کے اس لمبے چوڑے وجیہہ مرد کے ساتھ دن کے بیس گھنٹے گزارنے والے حاتم کو اکثر چھیڑا جاتا تھا کہ وہ اس یونانی حسن کے بادشاہ کے مانند خوبرو و وجیہہ مرد کے ساتھ رہتے ہوئے اپنے اعصاب پہ قابو کیسے رکھتا تھا۔

اور یہ بعض اوقات اسے خود بھی محسوس ہوتا تھا۔اس کی اُس پر پڑنے والی بے ارادہ نگاہ اس پہ ٹھہر سی جاتی اور وہ خدا کی اس شان پہ ماشاءاللہ کہہ اٹھتا۔

"حاتم!ہم روڈ پہ ہیں۔اپنی نگاہیں روڈ پہ مرکوز کرو اور مجھے اگلی میٹنگز کے شیڈول کے بارے میں بتاو۔"

بنا اس کی جانب گردن گھمائے وہ اپنے مخصوص لب و لہجے میں گویا ہوا تو اس پہ جیسے گھڑوں پانی پڑا تھا۔

وہ خجالت سے چہرے کا رخ موڑتا اسے آج کے دن کے شیڈول کے بارے میں آگاہ کرنے لگا جس میں اس کا آج" خان انٹرپرائزز اینڈ کمپنیز "کی سی او سے ملنا بھی تھا۔

اور یہ میٹنگ ارینج کرنے والے حاتم لغاری کے فرشتوں کو بھی خبر نہ تھی کہ آج کی میٹنگز میں ایک میٹنگ ایک عدد خاتون کے ساتھ بھی طے تھی۔

"میم!کیا آپ واقعی سیریس ہیں؟ "فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی علینہ نے بیک سیٹ پہ بیٹھی مس خان کو مخاطب کرتے ہوئے استفسار کیا تو اس نے پلکیں وا کر کے اسے دیکھا جو کچھ حواس باختہ سی نظر آ رہی تھی۔

"اسٹاپ پیپر پہ لکھ کے دوں کیا؟ " تحمل سے پوچھتے ہوئے اس نے اسے گھورا تو وہ نفی میں سر ہلاتی سیدھی ہو بیٹھی۔

"میم!ہی از سو روڈ اینڈ ایرو گیبنٹ ۔"بنا گردن گھمائے اس نے روکنے کی ایک اور کوشش کی۔

"مائنڈ اٹ علینہ بہزاد!مجھے روڈ اینڈ ایرو گیبنٹ بزنس پارٹنر چاہیے۔"وہ دوبارہ سے پلکیں موندتی سر سیٹ کی پشت سے ٹکا چکی تھی۔

"آج تاریخ شاید کچھ انوکھا رقم کرنے والی ہے۔"اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لیتی علینہ دل ہی دل میں گویا ہوئی تھی۔

"میم!آپ ان کے ساتھ میٹنگ تو بزنس کے شیئرز کے لیے کرنے والی تھیں۔ایسے میں آپ کو لگتا ہے کہ آپ کی آفر۔۔۔۔"ہچکچاہٹ سے بولتی وہ ایک دم سے رکی تھی۔

"علینہ! مان لیا کہ' ایس اے کے کمپنیز 'کی سرچ ۔۔ بین الاقوامی طور پر پھیلی ہوئی ہیں لیکن اس وقت اس کمپنی کو پاکستان میں اپنے شیئرز بیچنے کی اشد ضرورت ہے اور ہم ناصرف وہ شیئرز خریدیں گے بلکہ ان کے نئے بزنس کے لیے انہیں پرفیکٹ جگہ بھی دے رہے ہیں تو ایسے میں ان کے لیے میری کسی بھی آفر کو ریجیکٹ کرنا پاسیبل ہی نہیں ہے۔"اس کے پرسکون لہجے میں اس کی ذات کا غرور بول رہا تھا۔

اور یہ بے جا نہ تھا بلکہ وہ جس بھی کام کو کرنے کی ٹھان لیتی تھی خدا پاک کے تعاون سے اسے اس کام میں ہمیشہ فتح ہی نصیب ہوا کرتی تھی۔

اسی لیے وہ اس وقت بھی خاصی پرامید سی پلکیں موندتی اپنے ارادے کو ایک دفعہ پھر سے مضبوط بنانے لگی۔

شہر کی پر رونق و بے ہنگم زندگی سے بہت دور سبزوں سے سجے اس خوبصورت علاقے میں شان و شوکت سے کھڑی اس بلند و بالا' حیات حویلی 'کی سفیدی دور سے دیکھنے والوں کی ہی آنکھوں کو خیرہ کر دیتی تھی۔

صبح کے اس پر نور اجالے میں حویلی کی چہل پہل عروج پہ تھی کیونکہ اس جدید دور میں بھی اس حویلی میں جہاں ہر طرح کی سہولت سے مزین اٹالین کچن موجود تھا تو وہیں حویلی کے ایک طرف چبوترہ سا بنایا گیا تھا جہاں مٹی کا چولہا لگایا گیا تھا اور ہر صبح لکڑیوں سے آگ لگائی جاتی اور حیات بیگم)بی جان (اپنے بیٹوں، بہوؤں، پوتوں پوتیوں الغرض حویلی کے سبھی مکینوں کے لیے اپنے ہاتھوں سے پراٹھے تیار کرتی تھیں۔

جہاں وہ لکڑیاں جلاتی تازہ پراٹھے بناتی تھیں تو وہیں ان کی بہوئیں دوسرے کچن میں ناشتے کے دوسرے لوازمات تیار کرتیں۔

پھر سبھی بچیاں اور ملازمائیں مل کر ڈائننگ روم میں بچھے قالین پر دستر خوان سجا کے ناشتے کے برتن رکھنے لگیں۔

'حیات حویلی 'کا یہ معمول سالوں سے جاری تھا اور محبتوں کی چاشنی کی بدولت یہ معمول آج تک جاری و ساری تھا۔

تینوں وقت کا کھانا یہ بھرا پرا گھرانہ یونہی دسترخوان بچھا کے ہی کھایا کرتا تھا اور انہی اوقات میں سب اکٹھے ہوتے ایک دوسرے سے گپ شپ بھی لگا لیا کرتے تھے۔

"روبینہ !میرے پوتے کو آج تم نے کال نہیں کی؟ "اچار اور دہی کے ساتھ ناشتہ کرتی بی جان نے اپنی بڑی بہو کو مخاطب کیا جو ان کے بائیں جانب جبکہ دائیں جانب ان کے بڑے بیٹے رحمان علی بیٹھے تھے۔

"بی جان!آپ ناشتہ کر لیں۔پھر آپ کی بات کرواتی ہوں۔ "روبینہ بیگم جنہیں سب بچے بڑی ماما کہہ کے پکارتے تھے جبکہ ملازمائیں بڑی دلہن کہتی تھیں۔

جبکہ ان سے چھوٹی عدینہ بیگم جنہیں سب چھوٹی ماما اور زمان علی کو چھوٹے بپا کہا جاتا تھا۔

سب سے چھوٹے عدنان علی کو چاچو جبکہ ان کی نصف بہتر زینب کو چچی کہہ کے پکارا جاتا تھا۔

آدم صاحب)ابا جان (کی جلد وفات کی بعد حیات بیگم نے اپنی نگرانی میں ان کا سارا بزنس اپنے وفادار ملازم کے سپرد کیا اور خود اپنے تینوں بیٹوں کی اچھی تعلیم و تربیت میں مگن ہو گئیں۔

اللہ کے فضل سے بچے بھی جوان ہو گئے اور کاروبار بھی پھیلتا چلا گیا۔ زمین جائیداد کی میکے و سسرال دونوں طرف سے انہیں تنگی نہ تھی اس لیے انہوں نے بچوں کی تربیت کرتے ہوئے اگرچہ ہر طرح کی سہولت انہیں دی مگر ان کے اندر خوفِ خدا اور زوال کا احساس ضرور بیدار کیا۔

یہی وجہ تھی کہ ان کے تینوں بیٹے جو معاشرے میں ایک اہم نام کما چکے تھے وہ سب کے ساتھ اچھے برتاو سے پیش آتے۔

رحمان صاحب کا رجحان بزنس کی طرف، زمان صاحب کا دھیان زراعت کی جانب جبکہ عدنان صاحب ڈاکٹر تھے۔

ان تینوں کی شادیاں انہوں نے اپنے جاننے والوں میں کی تھیں اور خوش قسمتی میں تینوں بہوئیں انہیں خاندان جوڑ کے رکھنے والی نصیب ہوئی تھیں۔

وقت گزرنے لگا اور ان کے بیٹوں کو اللہ نے اپنی رحمتوں نعمتوں سے نوازا تو ان کا کنبہ مزید مہکنے لگا تھا۔

"بی جان!ویسے کبھی آپ لوگوں نے سوچا کہ اگر خلیفہ بھائی نے شہر میں شادی کر رکھی ہوئی تو؟ "نوالہ منہ میں رکھتی حَناح نے شوخی سے دادی کی جانب دیکھا تو ان کے چہرے کا رنگ پھیکا سا پڑ گیا۔

"تمہارے خلیفہ بھائی کو ایسے شادی کر کے چھپانے کی ضرورت تو نہیں ہے۔اس لیے اس نے ایسے شادی کر رکھی ہے تو وہ ہمیں بتا سکتا ہے۔ " خود کو سنبھالتے ہوئے انہوں نے اپنے مخصوص رسانیت بھرے لہجے میں جواب دیا تو وہ مسکرانے لگی۔

"بی جان!یہ آفر صرف خلیفہ کے لیے ہے یا میں بھی اس سے مستفید ہو سکتا ہوں؟ "حسن نے شرارتی انداز میں بی جان کو دیکھتے ہوئے استفسار کیا تو ان کے چہرے پہ بھی نرم سی مسکان پھیل گئی۔

"تم ٹرائی مار کے نتائج کا اندازہ لگوا لو میری جان۔ "ان کی بات میں چھپی دھمکی کو محسوس کرتا وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرتا ناشتے کی طرف

متوجہ ہو چکا تھا جبکہ بڑی ماما موبائل لانے کے لیے اٹھ کھڑی ہوئیں تاکہ بی جان کی ان کے لاڈلے پوتے سے بات کروائی جا سکے۔

۔۔

"ایوری تھنگ از اوکے حاتم؟" گرے کلر کا جدید ٹیب کو بند کرتے ہوئے اس نے حاتم کی جانب بنا دیکھے سوال کیا تو اس کے سامنے براجمان حاتم چند پل کے لیے ہچکچایا اور پھر بول اٹھا۔

"آئم سوری سر لیکن آج کی آپ کی ایک میٹنگ' خان کمپنیز 'کی لیڈی باس کے ساتھ ہے۔" اپنے اوپر چاروں قل پڑھتے ہوئے اس نے اسے اطلاع دی۔

جو نجانے لڑکیوں سے نفرت کرتا تھا یا ان سے خار کھاتا تھا لیکن اس کے نزدیک آج تک کسی نے کسی عورت کا وجود نہیں دیکھا تھا۔ ان کی

اتنی بڑی بملا پرٹزز تھیں لیکن فی میل ورکرز کے لیے الگ پوسٹس بنائے گئے تھے۔

ان سب کو حاتم ڈیل کرتا تھا، اس نے خود آج تک کسی لیڈی کے ساتھ پارٹنرشپ کے ساتھ ڈائریکٹ کام نہیں کیا تھا۔
ایسے میں حاتم کا بنا سوچے سمجھے میٹنگ فکس کر دینا اسے سخت طیش میں مبتلا کر گیا تھا۔

"واٹ ربش حاتم!تم جانتے ہو کہ عورتوں میں کنسسٹینسی نہیں ہوتی اور دوسرا ان کی نظریں۔۔۔۔ "بات کرتے کرتے وہ اچانک رکا تھا کیونکہ بے شک وہ عورتوں سے چڑتا تھا لیکن اس نے کبھی ان کے متعلق غیر مہذبانہ الفاظ ادا نہ کیے تھے۔

"سوری سر "!حاتم اس کی سنہری آنکھوں کی تپش سے گڑبڑا چکا تھا۔

کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اب وہ میٹنگ کینسل نہیں کر سکتے تھے کہ ایک تو یہ اس کے بنائے گئے اصولوں کے خلاف تھا اور دوسرا اس وقت ان کو اس میٹنگ کی اشد ضرورت تھی۔

"بہرحال جو ہونا تھا اسے بدلا نہیں جا سکتا لیکن میٹنگ کے دوران ڈیل تم کرو گے۔مجھے انوالو مت کرنا۔"ناگواری سے کہتے ہوئے وہ اپنا کوٹ اتار کے کوٹ اسٹینڈ پہ لٹکا گیا۔

"اوکے سر!یو ڈونٹ وری۔"اس کے اتنی جلدی ٹھنڈے ہو جانے پہ وہ شکر بجا لاتا فوراً میٹنگ کے لیے ضروری پوائنٹس نوٹ کرنے لگا۔

جبکہ وہ ایک دفعہ پھر سے ایک ان دیکھی آگ میں سلگتا ہوا اپنے سگار باکس نکال رہا تھا۔

"مس خان! آپ کو یہ ڈیل منظور ہے؟ "حاتم نے فائل کو اپنے مدمقابل بیٹھی' مس خان 'کی جانب دھکیلتے ہوئے پروفیشنل انداز میں مخاطب کیا۔

جس کی کاجل سے مزین سیاہ آنکھیں بغور پاور سیٹ پہ بیٹھے اس شخص کا جائزہ لے رہی تھیں جس نے اس پوری میٹنگ کے دوران ایک دفعہ بھی نظر اٹھا کر اس کی جانب نہیں دیکھا۔بلکہ وہ سامنے پڑے ٹیب پہ مصروف حاتم کو خاموش انسٹرکشنز دے رہا تھا۔

یہاں آنے سے پہلے وہ اس کے بارے میں سن چکی تھی کہ' ایس اے کے کمپنیز 'کا سی ای او لڑکیوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا تھا اور یہی بات اسے یہاں تک کھینچ لائی تھی۔

"آف کورس مسٹر حاتم! آپ کے سی ای او صاحب سے ڈیل کرنا ہماری کمپنی کے لیے باعثِ فخر ہو گا۔ "اپنے ساتھ بیٹھی اپنی پی اے اور

سامنے بیٹھے حاتم لغاری کی حیران نگاہوں کو بڑی سہولت سے نظرانداز کرتی وہ اک ادا سے بولی۔

تو ٹیب پہ نظریں جما کے بیٹھے' ایس اے کے 'کی آنکھوں میں چھائی برودت مزید بڑھ گئی۔

"اوکے مس خان! آپ شیئرز کی پیمنٹ ٹرانسفر کر دیں کل تک۔ اینڈ بیسٹ آف لک۔ "حاتم اسی پیشہ ورانہ انداز میں کہتا ہوا اسے سائن کرنے کا اشارہ دے گیا لیکن وہ سائن کرنے کی بجائے پین انگلیوں میں گھمانے لگی۔

"تھینک یو لیکن مسٹر حاتم مجھے صرف شیئرز نہیں بلکہ کچھ اور بھی چاہیے، اگر آپ کے سی ای او ایگری کریں تو میں سائن کرتی ہوں۔ " سیاہ پینٹ سفید شرٹ کے ساتھ سیاہ منی کوٹ پہنے وہ اپنے سیاہ بالوں کو

کھلا چھوڑے ہائی ہیل میں موجود اپنا پیر جھلاتے ہوئے سکون سے بولی، نگاہیں ہنوز ٹیب پہ مصروف شخص کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

"کیا چاہیے آپ کو مس خان؟ "اس سر پھری محترمہ کی حرکتوں کو دیکھتا اب حاتم بھی کسی حد تک زچ پڑ چکا تھا۔

"ایک عدد نکاح نامے پہ مسٹر سی ای او کے سائن۔ "پرسکون لہجے میں کیے گئے اس کے دھماکے پہ پاور سیٹ پہ بیٹھا ہوا وہ شخص ایک دم سے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور اس سارے دورانیے میں پہلی دفعہ نظر اٹھا کر بڑے کاٹ دار انداز میں اس کی جانب دیکھا۔

اور وہ جیسے اپنی جگہ بیٹھی پتھر کی ہو گئی۔

اس قدر گہری اور پرکشش آنکھیں، اس نے اتنی خوبصورت اور گہری آنکھیں آج تک کسی مرد کی نہیں دیکھی تھیں۔

اس پہ مستزاد ان کی رنگت۔۔۔۔

وہ لمحے بھر کو ان آنکھوں کے سحر میں ڈوب چکی تھی جو سیکنڈ سے بھی پہلے اس پر سے ہٹا لی گئی تھیں

"حاتم یہ سارا میس ختم کر کے فوراً کانفرس روم میں پہنچو۔ "بنا اس کی جانب مزید دیکھے اس نے بھاری لہجے میں کہتے ہوئے ایک جھٹکے سے کوٹ سٹینڈ پہ پڑا کوٹ کھینچا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

"ایک سائن سے انکاری نہیں کریں مسٹر سی ای او ورنہ کانفرس ہال کیا اس آفس سے قدم باہر نہیں نکال سکیں گے۔ "اس کے بڑھتے قدم دیکھ کر اس نے عقب سے بلند آواز میں ہانک لگائی لیکن وہ بنا رکے بنا مڑے آفس کا دروازہ کھول چکا تھا۔

"آئم سوری مس خان!میٹنگ کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔ "اسے گئے چند سیکنڈز گزرے ہوں گے جب حاتم اپنی سیٹ سے کھڑا ہوتا سپاٹ لہجے میں بولا اور ڈیل کی فائل کو بنا بند کیے ایک سائیڈ پہ دھکیل دیا۔

"مسٹر حاتم!اپنے سر کی طرح جذباتی نہیں ہوں کیونکہ میری ایک ٹویٹ آج آپ لوگوں کا یہاں سے نکلنا بند کروا سکتی ہے۔آپ جانتے تو ہیں 'وومین پلے کارڈ 'کو۔ "اس نے اپنے موبائل کی سکرین اس کے سامنے کی جس پر دو تین لائنز میں ایس اے کے اور اس کے افیئر کی داستان اور شادی کے وعدے تھے۔

چند لمحے سکرین کو گھورنے کے بعد حاتم نے نفرت سے اس طرحدار حسینہ کو دیکھا جو بہت اطمینان سے اپنے پیر جھلا رہی تھی۔

"آپ کو لگتا ہے کہ سر آپ کے ایسے اوچھے ہتھکنڈوں سے ڈر جائیں گے؟ "حاتم کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اس عورت کو اس عمارت سے باہر پھینک دے جو اس کی نا اہلی کی وجہ سے اس وقت ان کے لیے دردِ سر بن گئی تھی۔

"مجھے ایسا بالکل نہیں لگتا لیکن مجھے اس بات کا یقین ضرور ہے کہ آپ کے سر کے گھر والے یقیناً میری ٹویٹ سے ضرور متاثر ہوں گے۔ "اس کے محظوظ کن لہجے میں کہے گئے الفاظ پہ حاتم کو اندازہ ہوا کہ وہ اپنے مہرے پورے کر کے شطرنج کی بساط بچھانے آئی تھی۔

"کیا چاہتی ہیں آپ؟ " بھینچے ہوئے جبڑوں کے ساتھ وہ لفظ چباتے ہوئے ٹھنڈے لہجے میں گویا ہوا تو اس نے ہولے سے مسکراتے ہوئے اپنے کندھے اچکائے۔

اسی لمحے وہ جو اس کے جانے کا سوچ کے واپس آفس روم میں داخل ہوا تو چہرے کے تاثرات فوراً تبدیل ہوئے۔

"میں اپنا مقصد واضح کر چکی ہوں حاتم صاحب !آپ کو جو چاہیے وہ آپ کے لیے اس وقت ضروری ہے۔میں وہ آپ کو ضرور دوں گی لیکن میری ڈیمانڈ صرف تین پیپرز پہ سائن ہیں۔ "اس کی آمد کا نوٹس لیتی وہ بڑی دیدہ دلیری سے اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی جو اس سے چند قدم کے فاصلے پہ اسے دیکھنے کی بجائے حاتم کو گھور رہا تھا۔

"اگر تم لوگ کو ڈیل منظور نہیں ہے تو میری ایک ٹویٹ کیا تہلکہ مچائے گی، وہ آپ کے سی ای او کے موبائل پہ آنے والی پہلی فون کال

آپ لوگوں کو سمجھا دے گی۔ "اس کی گھنی پلکوں کو بغور دیکھتی وہ سکون سے بولی اور واپس پلٹی۔

اسی سکون کے ساتھ بت بنی بیٹھی علینہ کو چلنے کا اشارہ کیا جس نے لپک کے اس کا بیگ اور ٹیب تھاما جبکہ وہ سیاہ گاگلز آنکھوں پہ چڑھاتی دروازے کی طرف بڑھی۔

"آئم ناٹ سپ‌سٹ !آج کے بعد مجھے دھمکانے یا مجھے استعمال کرنے سے پہلے میرے بزنس اور فیملی کے علاوہ کوئی سولڈ بہانہ سوچ کے میرے سامنے آنے کی کوشش کیجیے گا خاتون۔ "اس کا ہاتھ دروازے کے ہینڈل پہ تھا جب عقب سے آتی ہڈیوں کو جما دینے کا تاثر لیے سرد آواز پہ لحظہ بھر کے لیے اس کی ریڑھ کی ہڈی سنسنا اٹھی لیکن اگلے ہی پل سنبھلتے ہوئے اس نے گردن گھما کے اس کی جانب دیکھنا چاہا جو ہنوز اس کی جانب پشت موڑے کھڑا تھا۔

اگلے ہی لمحے اس کے ہائی ہیل میں موجود پیر لفٹ کی جانب بڑھ رہے تھے۔

گاڑی کی فضا اس وقت انتہائی بوجھل محسوس ہو رہی تھی یا شاید علینہ اس کو زیادہ محسوس کر رہی تھی۔

"آر یو اوکے میم؟ "جب اس سے رہا نہ گیا تو اس نے اسے مخاطب کیا جس کے ماتھے پہ پڑے بل اس کے ذہنی خلفشار کی نمائندگی کر رہے تھے۔

"ہمم!شیری کا نمبر ڈائل کرو۔ "دونوں بھنووں کے درمیان انگوٹھا رب کرتی وہ سپاٹ لہجے میں گویا ہوئی تو علینہ نے جلدی سے موبائل پہ اک نمبر ملا کے اس کے ایئر پوڈز کے ساتھ کانیکٹ کیا۔

"السلام علیکم!بیرسٹر شہریار آفریدی سپیکنگ۔ "بھاری لب و لہجہ گونجا تو اس کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑنے لگے۔

"وعلیکم السلام!کیسے ہو؟ "کمپوزڈ لہجے میں جوابی سلامتی بھیجتی وہ بولی تھی۔

"الحمداللہ، تم ٹھیک ہو؟ "دوسری جانب وہ ڈریسنگ ٹیبل کے کنارے پہ موبائل سپیکر پہ ڈال کے اسے رکھے اپنے کف لنکس لگا رہا تھا۔

"پریٹی فائن بٹ ایکچوئلی آئم ناٹ مینٹلی ویل۔ "بنا تمہید باندھے وہ اس بات کی طرف آئی جس کے لیے اس نے کال کی تھی۔

"خیریت؟ "کف لنکس بند کرتے شہریار کی چمکتی آنکھیں فرشتے پہ مرکوز تھیں جو ننھی زحلے کو گود میں اٹھائے کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔

"ممی ڈینیئل سے ملنا چاہتی ہیں لیکن ڈینیئل نا تو پاکستان آ سکتا ہے نا ممی سے ایسی کوئی بات کر سکتا ہے ابھی جو ممی کی خواہش ہے۔ "اس کے لہجے میں ہلکی سی جھنجھلاہٹ در آئی۔

"ہمم پھر؟ "شہریار نے ابرو اچکاتے ہوئے فرشتے کو اپنی جانب آنے کا اشارہ کیا۔

"اور یہ کہ ممی کی طبیعت خراب ہے بہت اور وہ مجھے مسلسل بلیک میل کر رہی ہیں۔ "اس کا لہجہ ہنوز جھنجھلایا ہوا تھا۔

"یہ سب مجھے پتہ ہے ڈیئر، تم مجھے وہ کیوں نہیں بتا رہی جس کے لیے تم نے مجھے اس وقت کال کی ہے جبکہ تمہیں پتہ بھی ہے اس ٹائم میں

اپنی بیوی کے ساتھ رومینس کرنے میں مصروف ہوتا ہوں۔ "فرشتے کے نزدیک آنے پر اس نے خلافِ عادت شرارتی انداز میں کہا تو جہاں اس کے چہرے پہ مسکان پھیلی تھی وہیں فرشتے جھینپ سی گئی تھی۔

"ڈونٹ بی سو مین، مجھے پیپر میرج کرنی ہے ارجنٹ کسی سے۔ ممی کی طبیعت سنبھلنے کی بجائے بگڑ رہی ہے اور اسی سلسلے میں،میں آج' ایس اے کے کمپنیز 'گئی تھی۔ "اب کی بار اس نے بنا رکے بات مکمل کی تو دوسری جانب جیسے اس کے اردگرد کوئی دھماکہ ہوا تھا۔

"واٹ؟تم نے خلیفہ کو میرج پروپوزل دیا ہے؟ "

اس کی پیشانی پہ فوراً کئی بل نمودار ہوئے ۔

"تمہیں اندازہ ہے کہ کتنی رف بیہیو کرتا ہے وہ خواتین سے اور تمہیں ساری دنیا میں وہی شخص ملا تھا۔ "

اس کا لہجہ خاصا سخت ہو چکا تھا جس کے باعث فرشتے بھی تفکر سے اسے دیکھنے لگی۔

"ڈونٹ شاوٹ شہری، مجھے ایسے ہی بندے سے پیپر میرج کرنی ہے جسے مجھ میں میری دولت میں، میری کسی سرگرمی میں دلچسپی نہ ہو۔ آئی نو کہ وہ خاصا بدتمیز، ایرو گینٹ اور بدلحاظ سا ہے لیکن اس وقت میرے لیے بیٹر چوائس وہی ہو سکتا ہے۔ "اس کے لہجے میں ٹھہراو تھا جو یقیناً اس کے ساتھ بات شیئر کرنے کی وجہ سے تھا۔

"اور وہ تو جیسے تمہارے پروپوزل پہ جھٹ سے ایگری کر لے وہ بھی تمہاری ٹرمز اینڈ کنڈیشنز پہ۔ "اس کے سنجیدہ لہجے میں طنز کی رمق موجود تھی۔

"مجھے بالکل یقین ہے کہ میرا اس کی فیملی کو کیا گیا ایک میسج اسے میری ہر بات پہ مجبور کر دے گا۔ "کار کے شیشے سے باہر دیکھتی وہ مطمئن لہجے میں بولی۔

"پھر تمہارے لیے بہت بہتر ہے تم خلیفہ کی بائیو گرافی و ہسٹری جان لو۔پھر شاید تم اس خوش گمانی سے نکل آو۔ "وہ اس کے اس فیصلے سے ناخوش دکھ رہا تھا۔

"تمہاری ڈانٹ سننے کے لیے کال نہیں کی بلکہ تمہیں یہ کہنا ہے کہ ممی کو ایگری کر دینا اور میری پیپر میرج تم اپنی موجودگی میں کرواو گے مطلب سارا پیپر ورک بیرسٹر شہریار کے ہاتھوں طے پایا جائے گا۔ "اس کی خفگی کی پرواہ کیے بغیر اس نے اسے آرڈر جاری کیا اور بنا اس کی مزید کوئی بات سنے کال بند کر دی۔

"کیا ہوا؟ کیا کہہ رہی تھی رابیل؟ "کال بند ہوتے ہی فرشتے اس کے سامنے ٹھہرتی ہوئی بولی۔

"رابیل کا دماغ خراب ہو چکا ہے۔ "اس کی خفگی تاحال قائم تھی جسے محسوس کر کے فرشتے نے بلا ارادہ اس کے سینے پہ اپنا دایاں ہاتھ رکھا تو شہریار نے نظر اس کے چہرے پہ جمائی۔

"آپ کیا کرنا چاہتی ہیں زما کرانا؟ "اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے ہوئے وہ اب یکسر بدلے ہوئے مگر گھمبیر لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"میں کچھ بھی نہیں کرنا چاہتی اور اگر آپ نے صبح صبح کچھ کر کے میری حالت بگاڑنے کی کوشش کی تو میں چ۔۔۔ "اس کی چمکتی آنکھوں سے خائف ہوتے وہ جو تیزی سے بول رہی تھی اپنی شفاف گردن پہ اس کے سلگتے ہونٹوں کا لمس محسوس کرتے اس کے الفاظ ٹوٹنے لگے۔

"جو موقع کی تلاش میں ہو اسے موقع نہیں دیتے۔ "وہ اپنے سینے پہ اس کے ہاتھ رکھنے کی طرف اشارہ کرتا ہوا اس کی گردن کو اپنے لمس کی حدت سے دہکائے جا رہا تھا اور اس کے لمس سے سمٹتی فرشتے اس کی شرٹ کو مزید جھکڑ رہی تھی۔

"میں۔۔تو بس آپ کا غصہ کم کرنے کی کوشش کی۔ "مدہم لہجے میں کہتے ہوئے اس نے اس سے بچنے کو اس کے کشادہ سینے میں اپنا چہرہ چھپانے کی کوشش کی تھی۔

"تو پھر صحیح سے کوشش کریں نا۔ "اس کا دوپٹہ اس کے کندھوں سے سرکا کر بیڈ پہ پھینکتے ہوئے وہ ذومعنی انداز میں بولا تو اس کے ارادے سمجھتی وہ سٹپٹا اٹھی۔

"شہریار، نن۔۔نو، زحلے جاگ جائے گی اور عدن اور اذان بھی ابھی آ۔۔رہے ہوں گے۔ "اس نے حدبندی لگانی چاہی لیکن اس کے ہونٹوں کے بے باک لمس پہ اس کے الفاظ اس کی دھڑکنوں کی مانند ٹوٹنے لگے تھے کیونکہ اب وہ اپنی تیاری کو بھی فراموش کیے اسے بانہوں میں جھکڑے اس کے ملائم چہرے پہ جھکا اس کی سانسوں پہ قابض ہو چکا تھا۔ جبکہ اس کی اس قدر شدت پہ لرزتی فرشتے زور سے اس کی استری شدہ سفید شرٹ کا کباڑہ کرتی اپنی بے قابو دھڑکنوں کو سنبھالنے کی سعی کر رہی تھی۔

"مورے "!اچانک دروازے کے پار سے آتی آواز پہ اس کے بہکتے اعصاب کو جیسے کرنٹ لگا۔ اس نے اپنی آنکھیں وا کر کے اسے متوجہ کرنا چاہا جو اس کی گردن میں چہرہ چھپائے اپنی جنون خیزی کی داستان رقم کر رہا تھا۔

"شہریار!عدن۔۔۔ "اس کے کندھے پہ ہاتھ مارتی وہ بکھرتی سانسوں کے بیچ بمشکل بولی مگر اس کے ہاتھ اس کے وجود کی نرمیوں کو محسوس کرنے جبکہ لب اس کی سانسوں کو منتشر کرنے میں مصروف تھے۔

"شہریار پلیز بس کریں، رات بھی آنی ہے ابھی۔ "جیسے جیسے عدن کی آواز قریب ہوتی محسوس ہوئی فرشتے نے پوری ہمت مجتمع کرتے ہوئے اسے پرے دھکیلا اور خود لپک کے اپنا دوپٹہ بیڈ سے اٹھایا۔

"میری توبہ ہے جو آج کے بعد صبح کے وقت آپ کے نزدیک آوں۔ " اس کی بے باک نگاہوں سے نظر بچاتی وہ کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اپنے چہرے کو تھپتھپاتی دروازے کی جانب بڑھنے لگی۔

"میں اس جرم پہ آپ پر دفع عائد کر سکتا ہوں زما کرانا۔ "اس کی پشت پہ نگاہیں جماتے اس نے ذو معنی انداز میں کہا تو دروازے کھولتی فرشتے کے چہرے پہ حیا کی لالی مچلنے لگی۔

"ویسے رات کے وقت ایسی کوئی قدغن نہیں ہے ناں؟ "اس کی مزید شرارت پہ اس نے شاکی انداز میں پلٹ کے دیکھا جو اپنی سلوٹ زدہ شرٹ پہ ہاتھ پھیرتا معنی خیزی سے اس کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو واقعی اپنی وکالت کی ڈگری کو آگ لگا دینی چاہیے۔ " جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہتی وہ عدن کی طرف متوجہ ہوئی جو کھکھلاتے ہوئے بابا کو بلانے آیا تھا کہ انہیں سکول ڈراپ کیا جائے۔

حسبِ عادت سگار ہونٹوں میں دبائے وہ سیاہ تھیم سے سجے ماسٹر بیڈ روم سے منسلک اس سٹڈی روم میں صوفے پہ بیٹھا تھا جس کا انٹیریئر مکمل طور پہ سیاہ رنگ سے سجایا گیا تھا۔ اس سیاہ رنگ میں کہیں کہیں سنہرے و سرمئی رنگ کی جھلکیاں بھی نظر آتی تھی۔

ٹانگیں سامنے پڑی ٹیبل پہ پھیلائے وہ اپنے ٹیب کی روشن سکرین پہ چمکتی آنکھیں جمائے اپنے کام میں مصروف تھا۔

جب اس کی اجازت لیتا حاتم ایک براون لیدر فائل ہاتھ میں لیے اس کے پرسنل اسٹڈی روم میں اس کے بیڈروم سے ملحقہ دروازے کی بجائے بیرونی دروازے سے اندر داخل ہوا۔

"السلام علیکم!سر یہ فائل جو آپ نے منگوائی تھی۔ "حاتم نے براون فائل اس کے اشارے پر سامنے میز کے کنارے پہ رکھی۔

"تم پندرہ منٹ لیٹ فائل لے کے آئے ہو۔ "بنا ٹیب سے نظریں ہٹائے وہ اپنے مخصوص سپاٹ انداز میں بولا تو وہ محض اس ٹائم مشین کو دیکھ کے رہ گیا۔

"بہرحال، کیا اس فائل میں میرے کام کی کوئی چیز موجود ہے حاتم؟ " اس نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے اپنی ٹانگیں سمیٹیں۔

"جی سر!ساری انفارمیشن اور بائیو ڈیٹا اس فائل میں موجود ہے۔ "اس نے فائل کی طرف اشارہ کیا۔

"پھر اس ساری انفو اور بائیو ڈیٹا سے تم نے کیا اندازہ لگایا کہ خلیفہ کے ساتھ گیم کھیلنے کی وجہ کیا ہے؟ "دھوئیں کے مرغولے بناتے ہوئے اس نے سپاٹ لہجے میں استفسار کیا تو وہ جیسے چند لمحے کچھ سوچتا رہا اور پھر اچانک بولا تھا۔

"محبت۔۔۔کسی اور سے محبت۔ "اس کے مختصر مگر جامع جواب پہ سنہری آنکھوں کی تپش گہری ہوئی تھی۔

"اوکے اور اس کھیل کا گیم میکر کون ہے؟ "بنا فائل کھولے وہ سوال پہ سوال کیے جا رہا تھا۔

"محبت کی دعویدار۔ "اس کے برجستہ جواب پہ ایک زہر خند سا تبسم خوبصورت ہونٹوں پہ چھلکا تھا۔

"گیم میکر اکیلے بازی نہیں کھیلتا ہے حاتم تو کیا تم مجھے بنا پوچھے اگلا نام بتاو گے؟ "ایک نظر حاتم پہ ڈالتے ہوئے اس نے سگار بجھایا۔

لیکن اگلے ہی لمحے حاتم کے ہونٹوں سے نکلنے والے نام کو سن کر اس کے حرکت کرتے ہاتھ ٹھٹھکے جبکہ چہرے کا سپاٹ تاثر مزید گہرا ہوا تھا۔

"میری کل سی او صاحبہ سے میٹنگ فکس کرو اور بابا جان کو میسج کر دو کہ دو دن بعد وہ میرا رشتہ لے کر جا رہے ہیں۔ "اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے وہ فیصلہ کن انداز میں بولا تو اس کی آخری بات پہ حاتم جیسے اپنی جگہ سے اچھلا تھا۔

"کیا مطلب؟رشتہ؟مگر کیوں؟ "یہ پہلی بار تھا جو وہ ایسے بے ربطگی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

"کیونکہ میں شادی کر رہا ہوں سی او صاحبہ سے۔ "اس کے پر سکون لہجے میں کہے گئے الفاظ جیسے دھماکے کی مانند حاتم کے دماغ پہ برسے تھے۔

"شادی؟ "اس کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے جبکہ آنکھیں بے یقینی سے بک شیلف کی طرف جاتے خلیفہ کو دیکھ رہی تھیں۔

"بیلا!کیا سوچا ہے پھر تم نے؟ "اپنے معمول کے مطابق وہ رات کے کھانے کے بعد ممی کی چیئر تھامے انہیں لان کی کھلی فضا میں لے کے آئی تھی جب انہوں نے نقاہت بھری آواز میں اسے متوجہ کیا تو وہ جیسے کراہی تھی۔

"ممی!اتنی جلدی نہ مچائیں۔میں ایک دو دن میں آپ کو ملوا دوں گی آپ کے ہونے والے داماد سے۔ "وہ ممی کو اس وقت ڈیئر کے بارے میں نہ بتانے پہ خوش بھی تھی لیکن اس کے بدلے کسی قابلِ بھروسہ شخص کو ان کے سامنے لے کے آنے پر زچ بھی تھی۔

"جلدی نہیں ہے یہ۔ تمہارے ڈیڈ کے جانے کے بعد تمہیں اندازہ ہے کہ کتنی مشکل سے میں نے ان کے بزنس اور تمہیں سنبھالا ہے۔اتنے سال سے تم بھی بزنس کو دیکھ رہی ہو کہ کیسے مگرمچھ ہر شے ہڑپنے کو راستے میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ایسے ہی مگرمچھ تمہارے لیے بھی کھڑے ہیں اور مجھے تمہیں اپنی زندگی میں کسی سیف زون میں بھیجنا ہے۔"ممی کی وہی باتیں اسے ایک بار پھر سے ڈپریس کرنے لگی تھیں۔

ایلیٹ کلاس سے تعلق رکھنے والی ممی کی وہی پرانی شادی اور گھر بار والی سوچ اسے ہمیشہ ہائپر اور کبھی کبھار ڈپریس کر دیتی تھی۔

اسے سمجھ نہ آتی تھی کہ ممی کے لیے کیا ہر مسئلے کا حل شادی ہی تھا؟

جبکہ اس کی نظر میں ہر اللہ کے بعد خود اس کی ذات ہر مسئلے کے حل کے لیے موجود تھی۔اسے اللہ کے بعد اپنی ذات پہ مکمل بھروسہ تھا مگر ممی کی طبیعت کو لے کر وہ زندگی میں پہلی دفعہ بے بس ہوئی تھی۔

اور ڈ سلیہ کے مشورے پہ عمل کرتے ہوئے وہ' پیپر میرج 'کا رسک لے رہی تھی۔

"آپ پریشان نہیں ہوں۔جیسا آپ چاہتی ہیں ویسا ہی ہو گا لیکن آپ خود کو پرسکون رکھیں پلیز۔ "اس نے نرمی سے ان کے کندھے دباتے ہوئے کہا تو وہ ہولے سے سر اثبات میں ہلانے لگیں۔

اسی اثناء میں اس کی جینز کی پاکٹ میں موجود اس کا سیل فون گنگنانے لگا تو اس نے ممی سے ایکسکیوز کر کے علینہ کی کال پک کی۔

"السلام عل۔۔۔۔۔ "اس کا سلام علینہ کی پرجوش آواز میں دب سا گیا۔

"میم!ابھی' ایس اے کے کمپنیز 'کے سی ای او کے پرسنل اسسٹنٹ کی کال آئی تھی۔وہ کل آپ کی اور مسٹر سی ای او کی میٹنگ فکس کرنے

کی اطلاع دے رہے تھے۔ "علینہ کی اطلاع پہ وہ لمحے بھر کے لیے ہِل سی گئی۔

"آر یو شیور علینہ؟ "وہ بے یقینی کا شکار تھا۔

"ڈیم شیور میم! آئی نو اٹس انبلیوایبل بٹ اٹس سچ۔ "اس کی بجائے علینہ بے حد پرجوش نظر آ رہی تھی۔

"اٹس انوبلیوایبل علینہ! لیکن مسٹر سی ای او نے پہلے قدم پہ مجھے باور کروا دیا ہے کہ وہ بہت چالاک اور ماسٹر مائنڈ ہے۔ مجھے ہر قدم سوچ سمجھ کے اٹھانا ہے۔ "بے یقینی کی زد سے نکلنے کے بعد اس کے لہجے میں اس کا ازلی سکون عود کر آیا۔

"کیا مطلب میم؟ "علینہ ٹھٹھکی۔

"بہت واضح مطلب ہے علینہ۔ وومین فوبیا کا شکار شخص ایک ہی دن میں ایسی کایا پلٹ دکھائے تو سمجھ جاو کہ وہ یا تو کھیل کو سمجھنے کی کوشش میں ہے یا وہ کسی مطلب کی تلاش میں ہے۔ "اس کے لہجے میں بہت کچھ الجھ رہا تھا۔

"میم!مطلب کل آپ نے خود ہی بتایا تھا نا کہ ان کی کمپنی کو شیئرز کی بھی اور جگہ کی بھی ضرورت ہے اور یہ دونوں چیزیں اتنے ارجنٹ نوٹس پہ صرف آپ دے سکتی ہیں اس لیے ان کے لیے یہ سودا گھاٹے کا نہیں ہو گا۔ "علینہ کے سنجیدہ لہجے میں دکھائے گئے پہلو پہ وہ کچھ پل سوچ میں پڑ گئی۔

"لیٹس سی علینہ "!رسانیت سے کہتے اس نے اللہ حافظ کہہ کے کال بند کی اور خود کو آنے والے کل کے لیے تیار کرنے لگی جو اس کی زندگی، اس کے نام، اس کی پہچان سب کچھ بدل دینے والا تھا۔

'حیات حویلی 'کے کچھ مکین رات کے کھانے اور گپ شپ کے بعد اپنے کمروں میں مکین ہو چکے تھے جبکہ سارے بڑے اس وقت بی جان کے کمرے میں موجود حویلی کے بڑے پوتے کی اچانک و غیر متوقع ہونے والی شادی کو ڈسکس کر رہے تھے۔

"اس نے بتایا نہیں کہ کس سے شادی کرنا چاہتا ہے؟ "بی جان نے بیٹے کی طرف دیکھا۔

"نہیں بی جان! مجھے حاتم نے کال کی تھی اور اس نے بس یہی پیغام دیا تھا۔ اُس سے میری بات نہیں ہوئی۔ "وہ ماں کو نہ بتا سکے کہ ان کے پوتے نے ان کی کال پک کرنے کی زحمت ہی نہیں کی تھی۔

"پھر کیا خیال ہے آپ کا؟ "عدنان صاحب نے بی جان نے سوچ میں ڈوبے چہرے کو دیکھتے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"کیا تم لوگوں کو لگتا ہے کہ ہم لوگ کوئی خیال، رائے یا ردو کد پیش کرنے کی پوزیشن میں ہیں۔ پچھلے کچھ سالوں سے گھر کی خواتین کے علاوہ اس کا رویہ عورتوں کے رہا ہے۔ ہمارے لیے یہ خوش آئند بات ہونی چاہیے کہ اس نے اپنی زندگی کو نئے راستے پہ ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ میں اس کے رویے اور روش سے بے حد پریشان تھی کہ کہیں بڑے پوتے کی خوشیاں دیکھے بغیر نہ گزر جاوں۔ اب بس تم سب یہ دعا کرو کہ جو لڑکی اس نے پسند کی ہو وہ اس کے حق میں بہتر ہو۔ " تفصیل سے جواب دیتیں بی جان کے باریش چہرے پہ پوتے کی زندگی

کے ماہ و سال یاد کرتے ہوئے کرب آمیز سائے پھیلنے لگے تو اک دکھ سب کے دلوں میں سرائیت کر گیا۔

"اللہ پاک انشاءاللہ خیر کرے گا۔ میں آپ کی کچھ دیر تک بات کرواتا ہوں اس سے۔ "رحمان صاحب نے رسانیت سے جواب دیتے ہوئے انہیں تسلی دی تو وہ سر اثبات میں ہلانے لگیں۔

جبکہ دروازے کے پاس کان لگا کے کھڑے حسن اور کنزی نے فوراً کمروں کی طرف دوڑ لگائی اور ینگ پارٹی پہ ایک سرپرائزڈ بم گرانے کی کوشش کی۔

ایک دفعہ پھر سے وہ اسی لگثری ڈارک گرے تھیم سے سجے اس آفس کی گلاس وال کے سامنے رکھے سیاہ صوفوں میں سے ایک پہ براجمان

فریش جوس سے لطف اندوز ہوتی اپنی کاجل سے لبریز آنکھیں اس شخص پہ مرکوز کیے بیٹھی تھی جو آج بھی اس کی طرف متوجہ نہ تھا۔

"مس خان! آج آپ شاید اس فائل پہ سائن کرنا پسند کریں گی؟ "حاتم نے وہی فائل اس کے سامنے میز پہ کھسکائی تو اس کے لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں پہ بڑی محظوظ کن مسکان پھیلی۔

"اگر سی ای او صاحب تین سائن کرنے پہ ایگری ہیں تو ضرور۔ "اس نے کندھے اچکاتے ہوئے گہری نگاہوں سے اسے دیکھا جو براون پینٹ کے ساتھ کریم کلر کی شرٹ پہ ویسٹ کوٹ پہنے سلیوز کہنیوں تک فولڈ کیے میچنگ ٹائی لگائے، گھنیرے بال جیل سے اچھی طرح سیٹ کیے اپنی پرکشش آنکھیں ٹیب کی روشن سکرین پہ جمائے بیٹھا تھا۔

"آپ کی یہاں موجودگی اسی بات کو ظاہر کر رہی ہے کہ سائن کے بدلے سائن ہی ملیں گے آپ کو مس خان۔ "حاتم بڑی محتاط گفتگو کر رہا تھا۔

جبکہ اس کی اس حاضر جوابی پہ وہ ستائشی انداز میں مسکرائی۔

"تو کیا خیال ہے مسٹر حاتم اس فائل پہ سائن کرنے سے پہلے کچھ ٹرمز اینڈ کنڈیشنز پہ بات ہو جائے؟ "بات کرتے ہوئے اس نے ساتھ ہی بیٹھی علینہ کو اشارہ کیا جس نے فوراً ایک فولڈر اس کی جانب بڑھایا۔

"شیور "!حاتم نے ایک نظر اپنے' باس 'کی طرف دیکھا۔

"سب سے پہلی بات کہ یہ ایک پیپر میرج ہو گی مگر اس پیپر میرج کی حقیقت اس آفس روم سے باہر نہیں جائے گی۔ باہر کی دنیا میں یہ ایک حقیقی شادی ہی نظر آئے گی۔ "بولتے بولتے نجانے کیوں اسے محسوس ہوا تھا کہ پاور سیٹ پہ بیٹھا وہ شخص مسکرایا تھا۔

بالکل مدہم سا۔

جیسے بادلوں کے پیچھے سے چاند ہلکا سا جھانکا ہو۔

مگر جب اس نے اس کی طرف دیکھا تو اس کا چہرہ انہی جامد تاثرات سے اٹا ہوا تھا۔

"گو ٹو ہیل۔ " جھنجھلاتی ہوئی وہ واپس حاتم کی طرف متوجہ ہوئی۔

"اس پیپر میرج کی مدت چھ سے آٹھ ماہ تک ہو گی۔ اس مدت کے بعد ہمارے راستے یوں الگ ہو جائیں گے گویا کہ ہمارا کبھی واسطہ ہی نہ پڑا ہو۔ "اس نے اگلی کنڈیشن بھی بتائی اور اس دوران وہ سنہری آنکھوں کی بڑھتی تپش کو نہ دیکھ سکی۔

"اوکے نیکسٹ؟ "حاتم نے سر اثبات میں ہلاتے ہوئے اسے مزید بولنے کا اشارہ کیا۔

"دیگر چھوٹی موٹی ہر طرح کی ٹرمز اینڈ کنڈیشنز اس لیگل نوٹس پہ موجود ہیں۔جو میں نے اپنے وکیل سے تیار کروا لیا ہے۔اس پہ میرے سائن ہو چکے ہیں۔مسٹر سی ای او بھی اسے پڑھ کے سائن کر دیں تاکہ اگلی کاروائی کی تیاری کی جا سکے۔"اس نے فولڈر حاتم کی طرف بڑھایا جسے اس نے پڑھے بغیر آگے بڑھ کے اس کے سامنے شیشے کی میز پہ اس طرح سے رکھا کہ بنا پلکیں اٹھائے اُس کے وکیل کے سائن اس کی نظر میں آ گئے تھے۔

اگلے ہی لمحے اس نے سیاہ و گولڈن رنگ سے سجا خوبصورت و قیمتی پین اٹھایا اور اپنے سائن اس صفحے پہ گھسیٹے۔

"اس کایا پلٹ کی وجہ جان سکتی ہوں؟"اس کے اتنی آسانی سے سائن کرنے پہ وہ بھی شیئرز والی فائل پہ سائن کرتی ان کی طرف متوجہ تھی۔

"اس سے بڑی وجہ کیا ہو سکتی ہے میم۔ "حاتم نے شیئرز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ کھل کے مسکرائی۔

"گڈ ٹو سی یو مسٹر حاتم اینڈ۔۔۔۔۔۔ "اس نے رک کے پاور سیٹ کی طرف دیکھا گویا کہ کچھ جاننے کی سعی کی تھی۔

"مسٹر سی ای او۔ "بڑے ہی غیر متوقع انداز میں اور ایسا جواب اس طرف سے آیا تھا کہ وہ چند لمحوں کے لیے لاجواب سی ہو گئی تھی۔

"اوکے مسٹر سی ای او، امید ہے یہ کچھ مہینوں کا سفر آپ کے ساتھ بہت خوشگوار گزرے گا۔ "اپنی جگہ سے اٹھتی وہ اس کے بالکل سامنے ٹیبل پہ دونوں ہاتھ جماتی گہرے انداز میں بولی تو اس نے بڑے سکون سے اپنی آنکھیں سکرین سے ہٹا کر اس کی طرف گھمائیں۔

"شیور۔ "سرد و سپاٹ تاثرات، آنکھوں میں برفیلا تاثر لیے وہ اس کی طرف متوجہ تھا جو ایز یوزل سیاہ آفس سوٹ میں ملبوس ڈارک لپ اسٹک ہونٹوں پہ سجائے خوبصورت بال کندھوں پہ سجائے، ہیلز پہنے اس کے سامنے بڑے پراعتماد انداز میں مسکرا رہی تھی۔

اگلے ہی لمحے اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو وہ جس انداز میں پیچھے کو ہٹا تھا وہ لحظہ بھر کے لیے ششدر سی رہ گئی لیکن اگلے ہی لمحے اہانت سے اس کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔

"میری طرف سے صرف ایک ہی کنڈیشن ہے سی او صاحبہ کہ۔۔۔۔۔ " اس کے سرخ چہرے اور کچھ قدم کے فاصلے پہ کھڑے ان دونوں نفوس کو فراموش کیے وہ اپنے محسوس سرد و پر تپش امتزاج سے پُر گھمبیر لہجے میں بولا۔

"کہ مجھ سے فاصلہ پہ رہیے گا۔ "اسی ٹھنڈے ٹھار انداز میں بات مکمل کرتا وہ واپس روشن سکرین کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

جبکہ وہ سرخ چہرے اور بگڑے تنفس کے ساتھ چند لمحے اسے یونہی اس کی میز پہ ہاتھ جمائے جھکی گھورتی رہی اور پھر ایک جھٹکے سے اس کے ٹیب کو ہاتھ مار کے بند کرتی وہ ٹک ٹک کرتی تیز قدموں کے ساتھ آفس روم سے باہر نکل گئی۔

جبکہ اس کا بیگ اور فائلز لیے علینہ نے بھی بھاگنے کے سے انداز میں اس کی تقلید کی تھی۔

دوسری جانب حاتم بڑی محتاط نگاہوں سے اس کا سپاٹ چہرہ دیکھ رہا تھا جو میز پہ الٹے پڑے ٹیب کو گھور رہا تھا۔

لائٹ پرپل کلر کا نائٹ سوٹ پہنے وہ ہاتھوں پہ موئسچرائزنگ لوشن لگاتی رابیل کی پوری توجہ کال پہ موجود ڈ کی طرف تھی۔

"آنٹی کیسی ہیں اب؟ "اس کا سوال اس کی سماعتوں میں گونجا تو اس کی آنکھوں کے سامنے سعدیہ بیگم کا مطمئن و خوش سراپا لہرایا جو اس کی دی گئی نیوز کے بعد خوش و خرم ہو چکی تھیں۔

"شادی کا سن کے بہت خوش ہیں۔ "اس کے لہجے میں تیکھا پن سمٹ آیا۔

"سوری سویٹ ہارٹ!تم جانتی ہو میرے لیے یہاں سے اتنی ایمر جنسی میں آنا کس قدر مشکل ہے۔ "اس کے لہجے کو سمجھتے ہوئے اس نے ایک دفعہ پھر سے معذرت کی۔

"اوکے لیکن اب تمہارے پاس صرف چھ ماہ کا ٹائم ہے۔میں نے رسک صرف تمہارے ساتھ کے لیے لے رہی ہوں۔ "اس نے اسی انداز میں اسے باور کروایا۔

"آئی نو ڈارلنگ اور تم فکر نہیں کرو۔میں چھ ماہ سے پہلے آنے کی کوشش کروں گا۔ "اس نے فوراً لبھانے والے انداز میں اسے تسلی دی۔

"ہمم۔جولیا کیسی ہے؟ "اس نے موضوعِ گفتگو بدلا تھا۔نجانے کیوں شادی کی بات پہ اسے اس شخص کے چہرے کی کرختگی یاد آنے لگتی جو تن بدن کو جلا کے راکھ کر رہی تھی۔

چند منٹ مزید اس کے ساتھ گفتگو کرنے کے بعد اس نے کال بند کی تو ایک دفعہ پھر سے اس شخص کے کہے الفاظ دماغ میں اودھم مچانے لگے۔

"تمہیں میرے سے ہاتھ ملانا ناگوار گزرا تھا نا مسٹر سی ای او۔ میں تمہیں ان چھ مہینوں میں اپنی قربت سے ایسے ناکوں چنے چبواوں گی کہ

تم زندگی بھر یاد رکھو گے کہ رابیل خان کیا ہے؟ "اپنی سبکی کے احساس سے پاگل ہوتی وہ پرعزم ارادے باندھتی سونے کے لیے لیٹ گئی۔

سفید شرٹ کو کہنیوں تک فولڈ کیے، وہ ٹائی ڈھیلی چھوڑے، گریبان کے اوپری دو بٹن کھلے چھوڑے خاصے ڈھیلے ڈھالے انداز میں رینج روور کی بیک سیٹ پہ براجمان سر ٹیک سے لگائے آنکھیں موندے ہوئے تھا۔

گھٹن زدہ یادوں نے ہمیشہ کی طرح تنہائی اور خاموشی پا کے اس پہ حملہ کیا تو جیسے سانسیں سینے میں اٹکنے لگیں۔

بے ساختہ ہاتھ بڑھا کے اس نے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا تو رات کی تاریکی میں چلتی ٹھنڈی ہوا اس کی سانسوں سے ٹکرائی تو اسے ایک دم سے جیسے نئی زندگی کا احساس ہوا۔

"وہ چار لڑکیاں تھیں اور ان کے ساتھ ایک مرد تھا۔ "

ٹھنڈی ہوا کی تازگی محسوس کرتے ہوئے ایک بار پھر سے وہ آواز اس کے کانوں میں لہرائی تو جیسے مندمل زخموں سے پھر سے خون رسنے لگا تھا۔

بھنچے ہوئے جبڑوں اور سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ اس نے بے چینی سے اپنے گھنیرے بالوں میں انگلیاں پھیریں اور خود کو پرسکون کرنے کی کوشش کی۔

اور یہ کوشش اس کی کامیاب ٹھہری تھی کیونکہ چند منٹوں کے بعد گاڑی' حیات حویلی 'کے بڑے سے گیٹ کو پار کرتی وسیع پورچ میں جا رکی۔

گاڑی رکنے پر وہ گہرے سانس لیتا خود کو پرسکون کرنے کے بعد جب نیچے اترا تو اس وقت رات کے تقریباً پونے نو بج رہے تھے اور وہ جانتا تھا کہ اس وقت سارے کھانا کھانے میں مصروف ہوں گے۔

اس لیے اس نے بیک سائیڈ سے اپنے کمرے کی طرف جانے کو ترجیح دی کہ فریش ہونے کے بعد سب سے ملے اور کھانا کھا سکے۔

بیک سائیڈ سے ہوتے ہوئے وہ بالکونی کو جاتی سیڑھیوں کو استعمال کرتا اپنے کمرے کے ٹیرس پہ پہنچا اور اپنے پاس موجود کیز سے دروازہ کھولتا اپنے بیڈروم میں داخل ہوا۔ جو اس کے شہر والے گھر کے بیڈ روم جتنا بڑا نہ تھا کہ وہ بیڈروم نہیں بلکہ اس کے لیے ایک چھوٹا سا اپارٹمنٹ تھا۔ مگر یہ بھی ماسٹر بیڈروم کہلایا جاتا تھا جس کے ساتھ ملحقہ واشروم، سٹڈی روم اور ڈریسنگ روم بھی تھے۔

اس کی توقع کے عین مطابق اس کا روم ہمیشہ کی طرح صاف ستھرا تھا۔ جوتے اتار کے وہ ننگے پیر دبیز کارپٹ پہ رکھتا وارڈروب کی جانب بڑھا

اور اپنے لیے ایک آف وائٹ شلوار قمیض نکالی کیونکہ بی جان کو ویسٹرن ڈریسنگ کچھ خاص پسند نہیں تھی۔

آدھ گھنٹے بعد جب وہ اپنی تھکن اور اینزائٹی کو لمبے شاور کے بعد کچھ حد تک زائل کرنے کے بعد تولیے سے اپنے بال رگڑتا باہر نکلا تو ٹھٹھک گیا۔

کیونکہ اس کے بالکل سامنے حسن اور حسنین مسکاتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"تم لوگ کیا کر رہے ہو یہاں؟ "اس نے ناگواری سے انہیں اور پھر کمرے کے ادھ کھلے دروازے کو دیکھا۔

"تمہیں تمہاری ہونے والی شادی کی مبارکباد دینے آئے ہیں۔ "دانت نکوستا حسن آگے بڑھا اور زبردستی اس کے گلے آ لگا۔

"ہٹو پیچھے۔یوں چپکا مت کرو۔ "اس نے فوراً اسے پرے ہٹانے کی کوشش کی۔

"اب یہ ڈائیلاگ کوئی اور بولا کرے گا خلیفہ صاحب۔ "پیچھے ہٹنے کی بجائے وہ خباثت سے بولا تو اس کی تیوری چڑھنے لگی۔

"کیا بکواس ہے یہ؟ "اسے سامنے سے پرے کرتے وہ ڈریسنگ مرر کی جانب بڑھا۔

"خلیفہ واقعی تم شادی کر رہے ہو؟ "حسنین نے حسن کی طرح اٹیک کرنے کی بجائے محتاط راستہ اپنانے کی کوشش کی۔

"نہیں بھنگ پی کے پرانک کرنے کی کوشش کی ہے۔ "اس نے جل کے جواب دیا تو حسن کی بے ساختہ ہنسی چھوٹ گئی جبکہ حسنین خجل سا ہو گیا۔

"تم لوگوں کو میرے آنے کا کس نے بتایا؟ "اپنے بال سیٹ کرنے کے بعد وہ پرفیوم کا بے دریغ استعمال کرتا جھنجھلائے ہوئے انداز میں گویا ہوا تھا۔

" کھانا کھانے کے بعد باہر نکلے تو تمہاری گاڑی دیکھی۔بس پھر تم سے ملنے آ گئے۔ "حسن نے بے نیازی سے جواب دیا تو وہ چپ ہو گیا۔
چند منٹوں کے بعد ان دونوں کے ہمراہ وہ سیڑھیوں سے اترتا نچلے پورشن پہ جا رہا تھا۔

"بھابھی کا نام کیا ہے خلیفہ؟ "حسن کے فضول سوالات تھے کہ ختم ہونے میں ہی نہ آ رہے تھے بلکہ اس کے خیال میں ابھی تو سٹارٹ لیا تھا اس نے۔

"یہ تم اپنی بھابھی سے ہی پوچھ لینا۔ "مخصوص سپاٹ لہجہ میں جواب دیتا وہ لیونگ ایریے کی طرف بڑھا جہاں اس وقت سبھی براجمان تھے۔

لائٹ بلیو جینز کے شاکنگ شرٹ پہنے وہ سیاہ بالوں کا جوڑا بنائے سعدیہ بیگم کے کمرے کی طرف آئی جنہوں نے میڈ کے ذریعے اسے پیغام بھجوایا تھا۔

"آپ نے بلایا ممی؟ "اس نے ممی کے چہرے کو دیکھا جو اس کے انہیں ہونے والے داماد کی تصویر دکھانے کے بعد کِھلا ہوا تھا۔

ان کے ایکسیڈینٹ کے بعد وہ اگرچہ بزنس ورلڈ سے کافی دور ہو چکی تھیں لیکن' ایس اے کے کمپنیز 'کے سی ای او کا سنتے ہی انہوں نے فوراً

اسے گوگل کیا اور پھر کیا تھا انہیں دل و جان سے اپنا ہونے والا داماد پسند آیا تھا۔

"ہاں، میں نے تمہارے لیے ڈریس منگوایا ہے آج کے دن کے لیے۔ " انہوں نے بیڈ کے ایک طرف پڑھے باکس کی طرف اشارہ کیا تو اس نے اچنبھے سے انہیں دیکھا۔

کہ آج کے دن ایسا کیا خاص ہونے والا تھا مگر وہ بنا کچھ بولے باکس کی طرف بڑھی لیکن اس کے اندر سے نکلنے والی ڈریس کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹنے کو ہو گئیں۔

"ممی!یہ۔۔؟یہ ڈریس منگوایا ہے آپ نے میرے لیے؟ "اس نے خوبصورت و نفیس ڈیزائن سے سجے پیچ کلر کے دیدہ زیب لانگ

کرتے، ٹراوزر اور پنک کلر کے میچنگ دوپٹے کو بے یقینی سے دیکھا اور پھر ایک دم سے اسے بیڈ پہ واپس پھینک دیا۔

"بیلا!ڈونٹ ایکٹ لائک آ سپوئلڈ چائلڈ۔کیا برائی ہے اس ڈریس میں؟ "قدرے سخت لہجے میں ڈپٹتے ہوئے انہوں نے بیٹی کو دیکھا۔

"اچھائی کیا ہے اس میں؟کب دیکھا ہے آپ نے مجھے ایسے ڈریسز میں ممی؟ ہو کیا گیا ہے آپ کو؟ "وہ جیسے سر تا پا جھنجھلا چکی تھی۔

دنیا کو جوتے کی نوک پہ رکھنے والی رابیل خان اپنی ماں کے سامنے یونہی بے بس ہو جاتی تھی۔

"پہلے نہیں پہنے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کبھی پہن ہی نہیں سکتی تم یہ۔کچھ کام موقع کی مناسبت سے کرنے پڑتے ہیں۔اب کیا اپنے نکاح

پہ پینٹ کوٹ یا جینز پہن کے بیٹھو گی؟ "انہوں نے سنجیدگی سے اس کا خوبصورت مگر جھنجھلایا ہوا چہرہ دیکھا۔

"لیکن ممی۔۔۔۔ "اس نے کچھ کہنا چاہا۔

"بیلا ڈونٹ ڈو دس۔ اگر مجھے خوشی دی ہے تو مکمل خوشی دو۔ میں نے پڑھا ہے خلیفہ کی فیملی کے متعلق وہ تمہیں کم از کم آج کے دن جینز شرٹ میں دیکھ کے اچھا محسوس نہیں کریں گے۔ تم خلیفہ کی پسند ہو، وہ تمہیں پسند ہے لیکن زندگی اکیلے تم دونوں نے نہیں گزارنی اس لیے ایسے چھوٹے موٹے کمپرومائزز کو زندگی کا حصہ بناو۔ تم سے تمہارا لائف سٹائل چینج کرنے یا کوئی ماورائی کام کو نہیں کہہ رہی۔ بس ڈریسنگ چینج کرنے کو کہہ رہی ہوں۔ "انہوں نے بڑے مدلل انداز میں اسے سمجھانے کی کوشش کی تھی۔

اور کوشش میں خلیفہ کو پسند کرنے کروانے کی بات پہ اس کا دل اس قدر خراب ہوا کہ اس کا مزید کسی بحث پہ دل آمادہ ہی نہ ہو سکا۔

"اگر وہ شخص اتنا بدتمیز اور بددماغ نہ ہوتا اور مجھے ڈسلیر سے محبت نہ ہوتی تو شاید اس شخص کی گڈ لکس اور چارمنگ پرسنالٹی کو دیکھ کر میں پسند کرنے کا سوچ لیتی لیکن اس کی بدتمیزی کا لیول۔۔۔۔۔۔ "اسے ایک دفعہ پھر سے اس کا روڈ انداز یاد آیا تو خون انگاروں کی مانند دہکنے لگا۔

وہ بڑے برے موڈ کے ساتھ ڈریس اٹھاتی بنا ممی کو جواب دیتی خفگی سے باہر نکل گئی۔ لیکن ممی اس وقت اس کو کوئی ڈھیل نہیں دینا چاہتی تھیں اس لیے اسے روکنے کی بجائے موبائل پہ کوئی نمبر ملانے لگیں۔

"یہ بھابھی ہیں؟ "پیچ رنگ کے سوٹ میں ملبوس دوپٹہ کندھوں پہ ٹکائے اپنے بالوں کو کیچر میں جھکڑے وہ خلافِ عادت ہونٹوں کو نیچرل لپ اسٹک سے رنگے آنکھوں کو کاجل سے سجائے، نفیس سینڈل پہنے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تو حسن فوراً پاس بیٹھی زینب چچی کے کان میں گھسا تھا۔

کیونکہ بزنس ورلڈ سے تعلق رکھنے والا ہر شخص تقریباً' خان انٹرپرائزز اور کمپنیز کی مغرور سی او 'سے واقف تھا۔

"میرے خیال میں تو مسز شاہد کی ایک ہی بیٹی ہے اور وہ یہی ہے۔ " زینب چچی نے آہستگی سے جواب دیا۔

جبکہ وہ سعدیہ بیگم کی ہدایت کے مطابق بڑے باادب طریقے سے بی جان، بڑے بابا، بڑی ماما، چاچو، چھوٹی ماما، چچی کو ملنے کے بعد ساتھ آئے

حسن اور حنان سے سلام دعا کرتی بڑی تکلف کے ساتھ بڑی ماما اور بی جان کے کہنے پر ان کے درمیان میں بیٹھ گئی۔

"ماشاءاللہ !بیٹی آپ کی بہت پیاری ہے اور ہمیں پسند بھی ہے اس لیے ہم تکلفات میں پڑنے کی بجائے اگر نکاح کی تاریخ فائنل کر لیں تو بہتر رہے گا۔ "بی جان کے اشارے پہ بڑےبابا نے بات شروع کی تو سعدیہ بیگم اس عجلت پہ پل بھر کے لیے بوکھلا گئیں۔

"لیکن اتنی جلدی؟وہ بھی ایسے اچانک نکاح؟اگر پہلے کوئی منگنی وغیرہ ہو جاتی تو سب کو اطلاع بھی مل جاتی۔ "انہوں نے جزبز سا ہوتے ہوئے ایک نظر بیٹی کو دیکھا جو دوپٹہ سنبھالنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔

"آپ کی بات اور خدشات کو سمجھ رہی ہوں بیٹا لیکن میں منگنی جیسے ناپائیدار رشتے پہ وقت ضائع کرنے کی بجائے نکاح کو ہی اہمیت دوں گی۔تاکہ بچے محرم اور پاکیزہ رشتے میں بندھ جائیں پھر آپ ہفتے مہینے بھر میں رخصتی کی تاریخ دے دیجیے گا۔ "بی جان نے اب کے بڑے سبھاو سے بات کی کہ وہ منگنی کی رسم کو زیادہ پسند نہیں کرتی تھیں۔

اور اب جب دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے تو ایسے میں منگنی جیسی رسم ان کی نظر میں فضول تھی تبھی وہ نکاح پہ فورس کر رہے تھے۔

"ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ بی جان۔جیسے آپ کو مناسب لگے۔ اسی مہینے کی کوئی تاریخ فائنل کر لیں آپ لوگ پھر۔ "ممی کی بات پہ پہلے ہی عجیب سا محسوس کرتی رابیل مزید جھنجھلائی تھی۔

اپنے منہ سے اپنا پروپوزل اس اکھڑ شہزادے کو دینے والی بولڈ و بلیبڑ رابیل خان اپنے سامنے اپنے نکاح کی ڈیٹ فائنل ہوتے دیکھ کر عجیب سا محسوس کر رہی تھی۔

اس کی شکل پہ لکھی حکایت پڑھتے ہوئے سعدیہ بیگم نے اسے ح َناح اور حسن کو گھر دکھانے کے لیے کہا تو وہ فوراً شکر مناتی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

شام کے تقریباً ساڑھے چھ بجے جب وہ سب حویلی واپس پہنچے تو وہ لیونگ ایریے میں ہی موجود تھا۔

"واہ واہ! آج تو خلیفہ صاحب پلکیں راہ میں بچھائے بیٹھے ہیں۔ "اسے دیکھتے ہی حسن نے باچھیں پھیلاتے ہوئے کہا تو اس نے ابرو اچکاتے

ہوئے ایک سرد نظر اس پہ ڈالی اور واپس حنان کی طرف متوجہ ہو گیا جو اس سے کام کے حوالے سے کوئی بات پوچھ رہا تھا۔

"یہ نظروں کے تیر صرف ہم پہ چلاتے ہو یا بھابھی پہ بھی یہی طریقہ استعمال ہوتا ہے؟ "بنا اس کی گھوری کا اثر لیے وہ بولا۔

تو خلیفہ نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔

"کون سی بھابھی؟ "اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

"وہی بھابھی جسے ابھی ہم دیکھ کے اور مل کے آئے ہیں۔ "حَناح پرجوش آواز میں بولتی نزدیک آئی تو اس نے گہری سانس خارج کرتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

"چاچو!آپ کو بڑے دادا بلا رہے ہیں۔ "چھ سالہ حاسن نے خلیفہ کو آ کے رحمان صاحب کا پیغام دیا تو اس کے چہرے کے سرد ہوتے تاثرات کسی کی نظر سے چھپے نہ رہے۔

لیکن اپنے تاثرات کے برعکس وہ ہولے سے سر ہلاتا حنان سے معذرت کر کے رحمان صاحب کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ نے بلایا مجھے؟ "کمرے کا دروازہ ہولے سے وا کرتا وہ کمرے میں داخل ہوتا بلا تمہید سنجیدگی سے گویا ہوا تو کرسی پہ بیٹھے رحمان صاحب نے بغور بیٹے کے سرد تاثرات کو جانچا۔

"بیٹھو۔ "انہوں نے صوفے کی طرف اشارہ کیا تو وہ چارو ناچار جگہ سنبھال گیا۔

"یہ اچانک نکاح اور شادی کی نوبت کیوں آن پڑی؟اور وہ بھی بزنس وومین سے؟ "تمہید باندھنے کا تکلف کیے بغیر وہ بولے تو یونہی اسی سرد مہری سے انہیں تکے گیا۔

"میری زندگی میں کچھ بھی پری پلانڈ نہیں ہوا ہے۔ سبھی اچانک ہی ہوتا رہا ہے اس لیے اب مجھے ضرورت محسوس ہوئی تو میں نے آپ لوگوں کو انفارم کر دیا۔ "آنکھوں سے جھلکتی سرد مہری کے برعکس آواز سنجیدگی سے لبریز تھی۔

"ڈو یو لو ہر؟ "ان کے سوال پہ اس کی آنکھیں دہکنے لگیں جبکہ گلے پہ ایک دفعہ پھر سے گھٹن بڑھنے لگی۔

"آپ کہہ سکتے ہیں۔ "اپنی دلی کیفیات کے برعکس آواز ہنوز پرسکون و مطمئن تھی۔

جبکہ وہ اس کے جواب پہ چند لمحوں کے لیے لاجواب ہو گئے مگر پھر سر جھٹک کے رہ گئے۔

"تو پھر نکاح کا کیوں کہا؟رخصتی بھی ساتھ ہو جاتی تو بہتر تھا۔ "انہوں نے وہ پوائنٹ سامنے رکھا جس کے لیے اسے بلایا تھا۔

"کیا آپ کو نہیں لگتا کہ آپ مجھ سے آج بہت ٹائم مانگ چکے ہیں؟ " ان کی بات کا جواب دیے بغیر وہ سوالیہ انداز میں گویا ہوا۔

"بیٹے ہو تم میرے، کیا اتنا حق بھی نہیں جتا سکتا میں؟کیا تمہارے قیمتی وقت کے چند لمحے بھی میں نہیں مانگ سکتا؟ "ان کے لہجے میں دکھ پنپ رہا تھا۔

"آپ کے نام نجانے کیا کچھ کر چکا ہوں کہ اب تو اپنا وجود ختم ہو چکا محسوس ہوتا ہے۔اب آپ کو دینے کے لیے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، وقت کے چند سکے بھی نہیں۔ "اس کے بے تاثر لہجے میں نجانے کیا کچھ سمٹ آیا جسے محسوس کر کے رحمان صاحب کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا جسے دیکھے بنا وہ اگلے ہی لمحے اٹھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔

جبکہ پیچھے رحمان صاحب کمرے کی بوجھل ہوا میں تادیر اسی جگہ کو تکتے رہ گئے جہاں وہ موجود تھا۔

صبح کے پرنور اجالے نے جب' شاہ پیلس 'کے خوبصورت درو دیوار پہ دستک دی تو پرسکون نیند کی آغوش میں لیٹی' علیزے سکندر 'نے کروٹ بدلتے ہوئے اپنا چہرہ ایک بار پھر سے اپنے بازووں میں چھپانا چاہا جب

اک عجیب سے احساس کے تحت اس کا نیند میں ڈوبا ذہن ہولے سے بیدار ہونے لگا۔

وجود کے گرد لپٹے مضبوط حصار اور چہرے پہ محسوس ہوتے جا بجا سلگتے لمس پہ اس کی نیند مکمل طور پہ ختم ہوتی اسے ہوش کی وادیوں میں لانے لگی۔

"حیدر "!بند آنکھوں اور نیند میں ڈوبے دماغ کے ساتھ اس نے مچلتے ہوئے ہولے سے سرگوشی کی تو اس پہ جھکے جہان حیدر شاہ نے اس کی اس ادا پہ اسے دیکھتے ہوئے اس کے نیم وا ہونٹوں کو ہولے سے چھوتے گویا انعام دینے کی کوشش کی تھی۔

اس کی اس جسارت پہ کسی تخیل میں ڈوبی علیزے کی آنکھیں پٹ سے کھلیں اور خود پہ جھکے جہان کی سیاہ آنکھوں سے جا ٹکرائیں۔

نیند کے خمار سے سرخ ہوتی آنکھوں میں پہلے حیرت، پھر بے یقینی اور پھر ایک ساتھ محبت، گرم جوشی اور خفگی ایک ساتھ جھلکی۔

"آپ کب آئے؟ "اس نے ایک نظر بیڈ پہ ڈالی جہاں رات کو اس کے بچے اس کے پاس سو رہے تھے لیکن اس وقت وہ بیڈ پہ موجود نہیں تھے۔

"جب آپ میرا چین و سکون لیے محوِ خواب تھیں۔ "گھمبیر لہجے میں بولتے ہوئے اس نے اس کی ستواں ناک کی نوک کو چھوا تو اس کی آنکھوں سے چھلکتے جذبات اور تقاضے حسبِ معمول علیزے کو بوکھلانے لگے۔

"ب۔۔بچے کہاں ہیں؟ "اس نے ایک بار پھر سے خود پہ جھکتے جہان کے سینے پہ اپنا کپکپاتا ہاتھ رکھتے گویا روکنے کی ناکام سعی کی تھی۔

"بچوں کا باپ اتنے دنوں بعد آیا ہے، اس سے ملیں رہونل۔ "جذبات کی شدت سے بھاری ہوتے لہجے کے ساتھ بولتا وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپاتا اسے کانپنے پہ مجبور کر گیا۔

"جہان۔۔میرا مطلب حیدر ص۔۔ صبح ہو گئی ہے۔ "ہونٹوں اور مونچھوں کی چبھن سے ہوتی میٹھی سی سرسراہٹ اس کے رگ و پے میں عجیب سا احساس پیدا کر رہی تھی جبکہ اس کی قربت صبح ہی صبح حواس سلب کر دینے کے در پے تھی۔

"ڈونٹ وری!ہماری نہیں ہوئی ہے۔اتنے دن آپ کو دیکھے، چھوئے، محسوس کیے بغیر گزاریں ہیں رہونل، میرے دل پہ اپنے وصل کا مرہم رکھنے دیں۔ "دلکش و گھمبیر لب و لہجے میں بولتا وہ سائیڈ ٹیبل پہ پڑے

ریموٹ کا بٹن دباتا دبیز کرٹن کو کھڑکیوں میں گراتا، ساری لائٹس بند کرتا کمرے کو نیم تاریکی میں بدل چکا تھا۔

کمرے کا ماحول دیکھتی اور اس کے الفاظ کی شدت محسوس کرتی علیزے نے بے قابو ہوتے دل کے ساتھ اپنے بازو اس کے گرد لپیٹے تو جہان کے تڑپتے دل پہ جیسے پھوار پڑی تھی۔

اس نے سرشاری سے بہکتے ہوئے اسے اپنی بانہوں میں مقید کرتے ہوئے اس کے کندھے پہ اپنے لب جمائے اور پھر اس کی ڈوبتی ابھرتی دھڑکنوں کو محسوس کرتا وہ گزرے دنوں کے ہجر کو اپنی منہ زور محبت و قربت سے ختم کرتا اس کے رگ و پے میں اترتا چلا گیا۔

----------------,--------------

"اتنی تھوڑی دیر کے لیے کیوں آتے ہیں آپ؟" حسبِ معمول اس کی تیاری میں مدد کرواتی علیزے نے یاسیت سے گھڑی کی طرف دیکھا جو دس بجا رہی تھی۔

تقریباً صبح پونے سات بجے اس کی آنکھ کھلی تھی اور اس نے اسے سامنے پایا تھا۔

اور اب وہ پھر سے جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔

"آپ کو دیکھنے کے لیے۔آپ کو محسوس کرنے کے لیے تاکہ میری سانسیں رواں رہیں۔ "محبت سے چور لہجے میں بولتا وہ اسے ہر بار کی طرح ایک تفاخر میں مبتلا کر گیا لیکن یہ دوری۔۔۔؟؟

"اور جب میں پاس نہیں ہوتی پھر؟ "اس کی ٹائی کی ناٹ صحیح کرتی وہ ہولے سے بولی تو جہان نے اس کے کھلے کھلے گلابی چہرے کو ایک نظر دیکھا اور پھر نظر پھسلتی ہوئی شفاف گردن سے جا ٹکرائی۔

"آپ ہمیشہ میرے پاس، میرے ساتھ ہوتی ہیں۔ "اس نے جھک کر اس کی گردن میں لپٹے پینڈنٹ پہ اپنے لب جمائے تو علیزے نے بے ساختہ اس کی شرٹ زور سے اپنی مٹھی میں دبوچی۔

"اور میں ہمیشہ آپ ک۔۔۔۔ "اس کی گردن کو چومتے ہوئے وہ اس کے گرد بازو لپیٹے محبت کے سُر بکھیر رہا تھا جب زوردار دستک کی آواز کے ساتھ دروازہ ایک دم سے کھلا اور ہمیشہ کی طرح وہ ایک دھماکے کے ساتھ دروازے میں نمودار ہوا۔

اس اچانک افتاد پہ علیزے فوراً اس کے سینے سے ہاتھ ہٹاتی فاصلے پہ ہوئی جبکہ جہان نے کھا جانے والی نگاہوں سے' معاویہ حسن 'کو دیکھا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟ "اس کی سرد آواز پہ علیزے نے اپنا تمتماتا چہرہ لیے رخ ہولے سے موڑ لیا۔

"یاد آ رہی تھی تمہاری۔اور مجھے کیا پتہ تھا کہ تم ایسے تیار ہوتے ہو۔ " اس کی خفگی کا اثر لیے بغیر وہ اس کی سلوٹ زدہ سفید شرٹ کو معنی خیزی سے دیکھتا چند قدم آگے بڑھا۔

"تم اتنے بدتمیز کیوں ہو معاویہ؟تم یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ۔۔۔۔۔۔ "وہ ابھی بول رہا تھا جب معاویہ نے ایک بار پھر سے اس کی بات اُچکی۔

"کہ تم ایک انتہائی رومینٹک انسان ہو۔جس کا ہر کام میری بھابھی بیگم کے ساتھ کے بغیر ممکن نہیں۔تم نجانے اپنے پروفیشنل کام کو کیسے اکیلے نپٹا کے آتے ہو ورنہ تو تمہیں سونے، جاگنے، اٹھنے بیٹھنے۔۔۔۔۔۔ "اور معاویہ حسن کی زبان کے آگے تو گویا خندق تھی۔

"معاویہ بھائی پلیز۔ "اور یہ خندق نجانے کیا گل مزید کھلاتی کہ شرم سے سرخ پڑتی علیزے اور جہان کے پہلو میں پڑنے والے گھونسے نے بیک وقت اس کا منہ بند کیا تھا۔

"آپ کا شوہر بہت بے رحم ہے بھابھی بیگم۔ "اس نے پہلو پہ ہاتھ جماتے علیزے کی طرف شکایتی انداز میں دیکھا۔

"اور آپ بہت بے شرم۔ "خفگی سے کہتی وہ دونوں کو دیکھے بغیر تیزی سے ان کے نزدیک سے نکلتی باہر کی طرف بڑھ گئی۔

جبکہ معاویہ نے فوراً آگے بڑھ کے اسے زبردستی گلے لگایا۔

"اگر ہو گیا ہو تو پیچھے ہٹو۔ "اسے خود سے پرے کرتے ہوئے اس نے بیڈ پہ پڑا کوٹ اٹھایا۔

"رہنے دو میں بھابھی کو بھیجتا ہوں۔ "اسے خود سے کوٹ پہنتے دیکھ کر اس کی رگِ ظرافت اک بار پھر سے پھڑکی۔

"شٹ اپ۔تمہاری ان فضول اینٹریوں اور باتوں کی وجہ سے وہ اتنے اتنے دن مجھ سے منہ چھپاتی پھرتی ہیں۔ "اس کے جھلائے ہوئے انداز میں وہ ہنستا چلا گیا۔

"اوہ ہاں، میں دراصل تمہیں اک بمباسٹک نیوز دینے آیا تھا۔ تمہارا نمبر شاید بند ہے، خان کی کال آئی تھی کہہ رہا تھا کہ خلیفہ نکاح کر رہا ہے اسی ہفتے وہ بھی کسی بزنس لیڈی سے۔ "معاویہ نے اچانک یاد آنے پہ بنا تمہید ساری بات اس کے سامنے پیش کی تو اس کے کوٹ کو ٹھیک کرتے ہاتھ لحظہ بھر کو ٹھٹھکے۔

"خلیفہ کا نکاح؟ "اس کے ماتھے پہ پرسوچ شکنیں بچھی تھیں۔

"اچھی بات ہے۔ اسے موو آن کر لینا چاہیے اب۔ "اندر ہوتی کشمکش سے بالاتر جب وہ بولا تو لہجہ ہمیشہ کہ طرح پر سکون تھا۔

"لیکن بے ایسے اچانک وہ بھی بزنس کی دنیا میں؟ "معاویہ تذبذب کا شکار تھا۔

"اٹس ہز پرسنل میٹر اینڈسٹر۔یشن۔ "قطعی لہجے میں بولتا وہ اپنی تیاری مکمل کر کے اس کے ہمراہ باہر کی طرف بڑھا۔

لیکن دماغ ایس اے خلیفہ کے اس ایمرجنسی نکاح کی خبر میں الجھ چکا تھا۔

-----------------.---------------

نومبر کے اس خوبصورت دن کی چمچماتی دھوپ آنکھوں کو بھلی محسوس ہو رہی تھی۔

ایسے میں میٹنگ سے واپسی کے بعد وہ علینہ کے ساتھ اپنے فیورٹ ریسٹورینٹ میں داخل ہوئی تو معمول سے ہٹ کے وہاں کی گہما گہمی بہت کم لیکن سیاہ لباس میں ملبوس کچھ افراد جو یقیناً گارڈز تھے وہ ریسٹورینٹ کی اینٹرینس اور مین ایریے میں موجود تھے۔

ایک گہری نظر سے یہ سب باتیں جج کرتی وہ اپنا آرڈر لکھوانے کے بعد علینہ کے ساتھ میٹنگ کے پوائنٹس ڈسکس کرنے لگی۔

"آج کی یہ غیر معمولی چہل پہل اور گارڈز کی موجودگی سے لگ رہا ہے کہ کوئی وی آئی پی شخصیت آ رہی ہے۔"علینہ نے عادت کے مطابق ادھر ادھر دیکھتے اپنا تجزیہ پیش کیا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی، اچانک کوئی ان کی ٹیبل کے پاس آن کھڑا ہوا۔

اس نے چونکتے ہوئے گردن گھمائی تو وہ عمیر احمد تھا، ڈ سیلیئر کا کزن۔اور یہ حوالہ عمیر کو دیکھ کر اس کے چہرے پہ مسکان لانے کو کافی تھا۔

"ہیلو عمیر!کیسے ہو؟ "وہ خوش دلی سے بولتی اسے کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کرنے لگی۔

"آئم گڈ!تم کیسی ہو؟ "اس نے براون پینٹ کے ساتھ سفید ٹاپ اور سکن کوٹ کندھوں پہ دھرے، حسبِ عادت ہونٹوں کو سرخ لپ اسٹک سے سجائے، بالوں کو کھلا چھوڑے، پیروں میں سفید ہیلز پہنے شاہانہ انداز میں بیٹھی رابیل کا گہری نگاہوں سے جائزہ لیا تھا۔

"پریٹی فائن!گھر میں سب کیسے ہیں؟ "ڈ سیلیئر کی فیملی کے کچھ افراد ان کے ریلیشن سے واقف تھے یہی وجہ تھی کہ وہ ان سب سے قدرے فرینک تھی۔

"گڈ، ڈ سلیپر بتا رہا تھا کہ تم شادی کر رہی ہو؟ "عمیر نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے اس سے استفسار کیا۔

"ہمم! ممی کی طبیعت خراب رہنے لگی ہے اور ڈ سلیپر کا آنا ابھی سپاسبل نہیں ہے تو یہ سب ضروری تھا۔ "اس نے اسے نہیں بتایا کہ یہ پیپر میرج ہے یا اس کا ارادہ کیا تھا۔

"اور ڈ سلیپر ؟ "عمیر کو اس کا مطمئن انداز کھٹک رہا تھا کیونکہ وہ ان کی فیلنگز سے واقف تھا۔

"اس کے واپس آنے پہ دیکھوں گی کہ کیا کرنا چاہیے۔ "اس نے ویٹر کے آنے پہ بڑا مختصر سا جواب دیا جو اس کی تشفی ہرگز نہ کروا سکا۔

"اِٹس ویری سٹرینج رابیل، ڈ سلیپر اور تمہارا ریلیشن تو بلت سٹرانگ تھا اور اب تمہاری اچانک شادی۔ان بیلیو ایبل۔ "اس کی متجب سی آواز

پہ علینہ اور رابیل نے ایک ساتھ ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور فوراً نگاہیں چرائیں۔

"ریلیکس، یہ بہت ضروری تھا۔ تم لو ناں۔ "اس نے اپنا فیورٹ پزا اس کی جانب بڑھایا تو اس نے اک پیس اپنی پلیٹ میں نکالا۔

"ویسے ہے کون جس سے شادی کر رہی ہو؟ "فورک سے نوالہ منہ میں رکھتا وہ جیسے یاد آنے پہ بولا تھا تو رابیل نے نوالہ نگلتے ہوئے اسے جواب دینے کے لیے لب وا کیے ہی تھے۔

کہ اچانک ریسٹورینٹ کی انٹرینس پہ عجیب سی ہلچل محسوس ہوئی۔ جس کے باعث اس نے گردن گھما کے دیکھنا چاہا تو پورا وجود پل بھر کے لیے ساکت ہو گیا۔

سیاہ سوٹ و شوز میں ملبوس، خوبصورت بالوں کو جیل سے سیٹ کیے، آنکھوں پہ گاگلز چڑھائے، دائیں کلائی پہ سلور ڈائل والی قیمتی گھڑی پہنے کسی مضبوط قلعے کی مانند چلتا وہ

'ایس اے کے کمپنیز 'کا" سی ای او "تھا۔

جو اس پل وہاں موجود لڑکیوں کیا بہت سے لڑکوں کے بھی دلوں کو دھڑکا گیا تھا۔

"واٹ آ گریس اینڈ پرسنالٹی "!عمیر کی متاثر کن آواز پہ وہ چونکتی ہوئی اس پہ سے نظر ہٹا گئی جو اپنے لیے مختص کی گئی میز کی جانب بڑھ چکا تھا۔

"کیا تم اس شخص کو جانتے ہو؟ "اس نے سرسری سا لہجہ اپناتے ہوئے واپس اس میز کی طرف دیکھا جہاں وہ اس ریسٹورینٹ کے اونر کو بیٹھنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

اور اسے اونر سے بات کرتے دیکھ کر اسے اس کے یہاں آنے اور بات کی اصل نوعیت معلوم ہو چکی تھی۔

"اسے کون نہیں جانتا؟ہر ہفتے بزنس میگزین کی سرخیوں پہ یہ شخص چھایا ہوا ہوتا ہے۔ "عمیر کے لہجے میں ستائش اور رشک جھلک رہا تھا۔

جو اسے بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا۔

"تم نے بتایا نہیں کہ تم کس سے شادی کر رہی ہو؟ "اس نے کولڈ ڈرنک کا سپ لیتے ہوئے اس کا چہرہ دیکھا جو نوالہ چباتے ہوئے کچھ فاصلے پہ موجود خلیفہ کو دیکھ رہی تھی۔

"اسی کے ساتھ جو ہر ہفتے بزنس میگزین کی سرخیوں پہ چھایا ہوتا ہے۔ " اس کے طمانیت بھری سنجیدگی سے جواب دینے پہ اسے ایک دم سے اچھو لگ گیا۔

"واٹ؟ "حیرت و بے یقینی کا جھٹکا شدید تر تھا۔

"تم اس شخص سے شادی کر رہی ہو؟جس کی لڑکیوں سے نفرت کا علم ساری دنیا کو ہے۔ "وہ بے یقینی کے گہرے بھنور میں الجھا تھا۔

لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا بلکہ وہ اسی کو یک ٹک دیکھ رہی تھی جو اپنی گلاسز اتار کے میز پہ رکھ چکا تھا۔

اس کی نگاہوں کا مسلسل ارتکاز تھا یا اس کی چھٹی حِس کا الارم، اس نے ہولے سے گردن گھمائی تو نظر سیدھی اس پہ جا پڑی جو ایک نوجوان مرد اور لڑکی کے ساتھ بیٹھی اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھی۔

اس کے ایک نظر دیکھنے پہ اس کے لب مسکراہٹ کی شکل میں ڈھلے اور بائیں آنکھ کا کنارہ ہولے سے اس نے دبایا تو اس کے چہرے کے سرد تاثرات عود کر آئے۔

اس نے ناگواری سے اگلے ہی لمحے نظر پھیرتے ہوئے اپنا رخ بدل لیا۔

جبکہ اس کے اس رد عمل پہ وہ دل میں گہرا اطمینان محسوس کرتی اب عمیر اور علینہ کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔

یوں جیسے اس کا مقصد پورا ہو چکا تھا۔

اور پھر اگلے چند منٹوں میں اس کے بلند ہوتے چنچل قہقہوں اور باتوں کی بھنبھاہٹ پہ کچھ فاصلے پہ موجود خلیفہ کے دل میں اس کھلے بالوں والی دلکش حسینہ اور اس کے ساتھ موجود مرد کے ناگواری بڑھتی چلی گئی۔

آف وائٹ ٹراوزر اور ٹی شرٹ پہنے وہ اپنے کمرے میں موجود یوگا کر رہی تھی جب ہلکی سی دستک دیتی بانو ممی کی چیئر دھکیلتی کمرے میں داخل ہوئی تو اس نے اچنبھے سے انہیں دیکھا۔

کیونکہ ممی بہت کم اس کے روم میں آتی تھیں اور سنڈے والے دن تو بالکل نہیں۔

"واٹ آ سرپرائز ممی "!اٹھ کے ان کا رخسار چومتی وہ خوشی سے بولی تو انہوں نے محبت سے اس کا ماتھا چوما۔

"پہلے ہی سمارٹینس کے چکر میں سوکھ کے کانٹا بن چکی ہو، مزید تمہاری یہ ایکسرسائز اور یوگا کلاسز نے اور حشر نشر کر دیا ہے تمہارا۔ "اس کے نازک سراپے کو دیکھتی وہ خفگی سے بولیں تو وہ مسکراتی سر جھٹک کے رہ گئی۔

"کچھ نہیں ہوتا ممی، آپ بتائیں کیسی کنڈیشن ہے اب آپ کی؟ "اس نے ان کی توجہ خود سے ہٹانی چاہی۔

"میں اب بالکل ٹھیک ہوں۔دراصل میں یہ کہنے آئی ہوں کہ کچھ دیر میں تمہاری سسرال سے کچھ لوگ آئیں گے تمہیں لینے۔تاکہ تم ان کے ساتھ جا کے نکاح کی شاپنگ کر سکو۔ "ان کے کہنے پہ اس نے چونک کے انہیں دیکھا۔

"نکاح کی شاپنگ کے لیے ان کے ساتھ جانا ضروری ہے کیا؟ وہ میں اکیلی کر لوں گی۔ "وہ ان لوگوں کے سامنے پھر سے گز بھر کے دوپٹے کو نہیں سنبھال سکتی تھی، تبھی بول اٹھی۔

"وہ لوگ چاہتے ہیں کہ تم شاپنگ خلیفہ کے ساتھ کرو۔ "ان کی بات پہ وہ چونکی تھی۔

"ابھی آپ کہہ رہی تھیں کہ ان لوگوں ساتھ شاپنگ کرنی ہے اور اب آپ مسٹر سی ای او کا نام لے رہی ہیں۔ "خفگی سی اس کے لہجے میں جھلکی۔

"یہ سی ای او کیا ہوتا ہے؟اور مطلب یہی ہے کہ وہ لوگ شہر آئیں گے تمہیں اور خلیفہ کو ساتھ لیں گے تاکہ تم دونوں مل کے برائیڈل ڈریس سلیکٹ کر سکو۔ "انہوں نے تفصیلاً جواب دیا۔

"مسٹر سی ای او کے ساتھ شاپنگ؟ناٹ بیڈ؟ان چھ سات مہینوں میں اس روبوٹ کو زچ کرنے سے وقت اچھا گزرے گا۔ "دل ہی دل میں سوچتی وہ ممی کو اپنی رضامندی دے گئی۔

"یہ کیا فضول سی بخ ہے؟ "بھاری قدم اٹھاتا وہ اپنے آفس روم کی طرف بڑھ رہا تھا۔

جب حاتم کے ہاتھ میں موجود اس کا موبائل بج اٹھا۔ اس نے اسے کال پک کرنے کا اشارہ کر کے ایئر پوڈ پہ اپنی انگلی پریس کی۔
لیکن دوسری جانب سے اپنی ماں کی بات سن کے اس کی کشادہ پیشانی پہ گہرے بل پڑے۔

"مما! فار گاڈ سیک، سخت نفرت ہے مجھے ایسے فضول کاموں سے۔ "اس کے لہجے میں سخت ناگواری جھلک رہی تھی جبکہ کان اب دوسری جانب سے مما کی بات سن رہے تھے۔

"خود شادی کے لیے کہنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں فضول کاموں کے لیے مالز میں پھرتا پھروں۔ "اس کا چہرہ ضبط کی شدت سے سرخ ہو چکا تھا۔

اس نے بنا مما کی مزید کچھ سنے ایئرپوڈ پہ انگوٹھا دباتے کال بند کر دی اور آفس کا دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا۔

اس نے کوٹ اتار کے حاتم کی طرف اچھالا تو اس نے جلدی سے پکڑ کے کوٹ سٹینڈ پہ لٹکایا۔

"اینی پرابلم سر؟ "اس کے بھنچے ہوئے چہرے کو دیکھتے حاتم نے استفسار کیا۔

"نتھنگ امپورٹینٹ حاتم، تم آج کا شیڈول بتاو۔ "اس نے کف لنکس اتار کے آفس ٹیبل پہ رکھے اور اپنی آستینیں کہنیوں تک فولڈ کیں۔

"سر دس بجے آپ نے دوسری برانچ میں وزٹ کے لیے جانا ہے جبکہ دو بجے آپ کی۔۔۔۔ "اس کی پروفیشنل آواز کو کھلتے دروازے کی آواز نے فوراً روکا تھا۔

دونوں نے بیک وقت دروازے کی طرف دیکھا تو خلیفہ نے فوراً ناگواری سے نظریں واپس اپنے ٹیب کی طرف گھما لیں جبکہ حاتم جیسے بخاطرِ مجبوری جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔

"مسٹر حاتم! آپ شاید مسٹر سی ای او کو آج کے شیڈول میں ہماری شادی کے لیے برائیڈل اینڈ گروم ڈریس کی شاپنگ کے لیے انفارم کرنا بھول گئے ہیں۔ "سفید ہاف سلیوز ٹاپ کے ساتھ براون کھلا ٹراوزر پہنے وہ کریم کلر کی جیکٹ کندھوں پہ رکھے، کھلے بالوں میں قیمتی گاگلز اٹکائے، ہاتھ میں کلچ پکڑے، پیروں میں بوٹس پہنے مسکراتی ہوئی بولی تو حاتم نے محتاط نگاہوں سے اپنے باس کا سرد تاثرات سے سجا چہرہ دیکھا۔

"حاتم! تم گاڑی تیار کرواو، کچھ دیر میں نکلتے ہیں۔اور حامد صاحب کو انفارم کرو کہ میرے کمپنی کے وزٹ سے آنے تک کانفرس ہال میٹنگ

کے لیے تیار کروائیں۔ "بنا اس کی بات کا اثر لیے اس نے حاتم کو حکم جاری کیا اور قدرے جھک کے میز کی دراز سے اپنا سگار باکس نکالا۔

"حاتم! یہ غلطی مت کرنا کیونکہ پھر اس بڑی سی ملٹی نیشنل کمپنی کے ورکرز کو پتہ چل جائے گا کہ اس کمپنی کا سی ای او اپنی ہونے والی بیوی کو شاپنگ کے لیے نہیں لے کر جا رہا ہے۔ "اپنی خاموش بے عزتی پہ جھلاتی وہ بظاہر مسکراتے ہوئے لہجے میں بولی تو حاتم کو لگا کہ یہ خاتون یقیناً پاگل تھی۔

جبکہ اس کی بات پہ ٹیب پہ نگاہیں جما کے بیٹھے خلیفہ نے گہری سانس خارج کرتے چہرہ ہولے سے گھما کے تیکھے ابرو اچکاتے ہوئے سنہری آنکھیں اس کی طرف نامحسوس انداز میں گھمائیں۔

"خاتون! بہتر ہو گا کہ آپ اس پیپر میرج کو میرے پرسنل افیئرز میں نہ الجھائیں۔ ورنہ قسم خدا کی میرے انتقام کا طریقہ بہت ظالم ہے۔ "

سنہری آنکھوں کی جھلسا دینے والی تپش اس پہ مستزاد ٹھنڈا ٹھار لہجہ ضرور سامنے والے کے چھکے چھڑا دیتا جو اگر سامنے رابیل خان نہ ہوتی۔

"اور قسم اُسی خدا کی، میں اس ظالم طریقے سے ضرور الجھنا چاہوں گی لیکن اس سے پہلے اگر' شادی 'کی شاپنگ ہو جائے تو بہتر رہے گا۔ " قدم قدم چلتی وہ اس کی ٹیبل تک آئی اور اس پہ ایک ہاتھ جما کے قدرے جھکتی ہوئی وہ ہونٹوں پہ تمسخرانہ سی مسکان سجائے بولی تو اس کی کاجل سے لبریز سیاہ آنکھوں کی بے باک لپک پہ اس کا دل بگڑنے لگا۔

"اونہوں مسٹر سی ای او، ایسے مت دیکھیں آپ کی سنہری آنکھیں مجھے بہکا سکتی ہیں۔ "بنا حاتم کی موجودگی کو خاطر میں لائے اس نے دوسرا ہاتھ بڑھا کے اس کی دائیں آنکھ پہ سایہ فگن پلکوں کو چھوتے ہوئے دلفریبی سے کہا تو ایک طوفان سا اس کے اندر امڈنے لگا۔

"سٹے اوے فرام می۔ "درشتگی سے اس کا ہاتھ پرے جھٹکتے ہوئے اس نے اپنے اندر امڈتے طوفان پہ بمشکل بندھ باندھا تھا۔

"اس کے لیے بہتر ہو گا کہ تم میرے ساتھ شاپنگ پہ چلو ورنہ میں بہت کچھ کرنے پہ مجبور ہو جاوں گی۔ "اس کے ہاتھ جھٹکنے پہ اس کے چہرے سے مسکان غائب ہو گئی جبکہ چہرے کے تاثرات سے جیسے آگ نکلنے لگی لیکن ضد ہنوز قائم تھی۔

اس کی بات و اس کے انداز پہ پہلی دفعہ وہ شاید اپنی کہی ہوئی بات کو یوں رد کرتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"حاتم! گاڑی مال جانے کے لیے تیار کرواو اور گیارہ بجے مال سے سیدھا ہم سائٹ کمپنی کی طرف جائیں گے۔مس سی او بیوی بننے والی ہیں تو

انہیں اپنے کام سے آگاہ کرنا بھی ضروری ہے۔ "سپاٹ لہجے میں بولتا ہوا وہ اپنا کوٹ اور سگار باکس اٹھاتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا باہر نکل گیا جبکہ وہ اب بڑے پر سکون انداز میں شیشے کی دیواروں سے سجے اس لگژری آفس کو طائرانہ نگاہوں سے دیکھتی ہوئی واپس مڑی۔

"آپ ایسے کیوں کر رہی ہیں؟ "حاتم نے بہت سنجیدگی سے اسے مخاطب کیا۔

"اپنے ہونے والے شوہر سے محبت کرنا یا اس سے شاپنگ کی فرمائش کرنا کیا بری بات ہے؟ "اس کے اس اندازِ تجاہل عارفانہ پہ حاتم اس پہ دو حرف بھیجتا ہوا اس سے بھی پہلے باہر نکل گیا۔

جبکہ وہ اپنی فتح پہ سرشار مسکراتی ہوئی نزاکت سے چلتی ہوئی لفٹ کی جانب بڑھی۔

"کیسی لگ رہی ہوں میں؟ "سیاہ رنگ کے صوفے پہ دایاں بازو پھیلا کے بیٹھا وہ بائیں ہاتھ میں موبائل تھامے اپنا کام مکمل کر رہا تھا۔

اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ اس کے انکار کرنے پہ اس کی کریزی فیملی نے اس بگڑی امیرزادی کو کہا تھا کہ وہ اسے ساتھ لے جا کر شاپنگ کر لے کیونکہ ان کی نظر میں یہ ایک' لو میرج 'تھی۔

وہ موبائل کی سکرین پہ ٹھکا ٹھک ٹائپنگ کر رہا تھا جب اچانک آواز آنے پہ اس نے بے دھیانی میں گردن گھمائی تو شاید پہلی دفعہ نگاہ ٹھٹھکی۔

ملائی کی مانند سفید میکسی جس کی آستینیں کلائیوں تک جبکہ گلہ بوٹ سٹ یہ میں تھا، کھلے گھیر کے ساتھ فرش پہ بکھرائے وہ چٹکیوں میں اسے تھامے اس کے سامنے کھڑی اس کی رائے کی منتظر تھی۔

میکسی کا عکس تھا یا چہرے کی خوشی، اس کا گلابی پڑتا چہرہ تمتما رہا تھا جبکہ گردن کو چھوتے بال اک عجب منظر پیش کر رہے تھے۔

اس نے فوراً سے پیش تر اپنی نظریں اس پر سے ہٹائیں۔

"مسٹر سی ای او! آپ نے بتایا نہیں کہ کیسا لگ رہا ہے ڈریس مجھ پر؟ " کچھ دیر پہلے اسے دھڑلے سے' تم 'کہنے والی اب واپس' آپ 'پہ آ چکی تھی۔

"ڈونٹ لائک وائٹ آر اینی لائٹ کلر۔ "سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے اس نے گویا چند لمحوں کے سحر کو ختم کرنا چاہا تھا۔

"اوکے لیکن میں نکاح پہ ہرگز سیاہ رنگ نہیں پہنوں گی اس لیے یہی ڈن ہو گا۔ "وہ یوں بول رہی تھی گویا وہ واقعی دلی رضامندی سے شاپنگ کے لیے آئے ہوں۔

حالانکہ وہ جب سے آیا تھا اسی صوفے پہ براجمان تھا، غلطی سے بھی ڈریس سلیکشن میں اس کی مدد نہ کی تھی۔

اور دوسری جانب پرواہ کسے تھی، وہ تو فقط اسے زچ کرنے کو ساتھ لائی تھی۔

اور اب بہت آزادی اور لاپرواہی سے ناصرف اپنی شاپنگ مکمل کی بلکہ اسے تنگ کرنے کے لیے اس کے لیے بھی نکاح کا سفید ہی سوٹ پسند کر لیا۔

ساری شاپنگ مکمل کرنے کے بعد اس نے سیلز گرل کو بل بنانے کا اشارہ کیا اور خود اس کے سامنے اسی صوفے پہ براجمان ہو گئی جہاں وہ بیٹھا تھا۔

"میم! آپ نے اپنے برائیڈل ڈریس کے ساتھ دیگر اسیسریز نہیں لینی؟ "
چند لمحوں بعد سیلز گرل کی آواز پہ وہ چونکی۔

"اسیسریز؟ "وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی جبکہ اس کے ساتھ براجمان خلیفہ نے بے ساختہ اپنے لب بھینچے۔

"میم آپ برائیڈل ڈریس لے رہی ہیں تو اس کے ساتھ آپ میچنگ ان۔۔۔۔۔ "اس کو دیکھتی سیلز گرل نے مسکراتے ہوئے پروفیشنل انداز میں بولنا شروع کیا تو اس کا شعور فوراً ٹھٹھکا۔

"اوکے اوکے! آئی گاٹ اٹ، تھینک یو مجھے بس کچھ خریدنا تھا۔ "فوراً اسے ٹوکتے ہوئے وہ اسے مزید بولنے سے روکتی وہ بے ارادہ اپنے گلابی پڑتے چہرے کو تھپتھپانے لگی۔

اور اس سب کے دوران وہ سنہری آنکھوں کی گہری ہوتی تپش سے بے خبر رہی۔

اس کے کریڈٹ کارڈ کا آزادی سے استعمال کرتی وہ کھلے دل سے اس کی اور اپنی شاپنگ کرنے کے بعد پونے گیارہ بجے مال سے باہر نکلی۔

تو اپنی کہی ہوئی بات کے مطابق وہ اسے لیے سائٹ کمپنی لے گیا جہاں وہ اسے ساتھ لیے اتنا چلا کہ اونچی نیچی جگہوں پہ ہائی ہیل کے ساتھ چلتی رابیل نے دل ہی دل میں آج کے بعد اس سڑیل اور بددماغ شخص کے ساتھ کہیں آنے جانے سے لاکھ بار توبہ کی تھی۔

"عدن! تنگ نہیں کرو بیٹا، جاو دیکھو جا کے کہ بابا آ گئے آپ کے؟ " عدن نے کمرے میں دنگل مچاتے عدن کو مخاطب کی جو اذان کو ساتھ ملائے کمرے میں اودھم مچائے ہوئے تھا۔

"مورے!بابا نہیں آئے۔ "وہیں ٹھہرے اس نے زحلے کو کپڑے پہناتی فرشتے کو جواب دیا جو اس برجستگی پہ اسے دیکھ کے رہ گئی۔

"آپ دونوں کو آج کے بعد آپ کے بابا کے ساتھ آفس بھیجا کروں گی۔ "اس نے اپنے تیئں انہیں دھمکی لگانی چاہی۔

"یونو مورے! بابا کے آفس میں آپ کی پک ہے، ہم وہ بابا کے سامنے کرتے ہیں۔سوہنۓ ڈانٹتے۔ "اذان نے بڑی معصومیت سے اسے جواب دیتے گویا باور کروانا چاہا کہ اس دھمکی کا کوئی فائدہ نہیں۔

جبکہ ان کی بات سن کر اس کے چہرے پہ الوہی مسکان مچلنے لگی۔

"اوکے لیکن اب بہت ہو گیا۔میں آپ کی بہنا کو سلانے لگی ہوں۔اس کے بعد مجھے آپ کی آنی کی شادی میں جانے کے لیے تیاری کرنی ہے اسلیے آپ خانم کے پاس جائیں۔ "اس نے دونوں کو بمشکل ادھر سے بھگایا اور خود بسورتی ہوئی زحلے کو گود میں لے کر فیڈ کروانے لگی۔

جبکہ شاکی نگاہیں وال کلاک کو تک رہی تھیں جس کے مطابق وہ رابیل کے نکاح میں جانے کے لیے لیٹ ہو رہے تھے لیکن بیرسٹر صاحب کے آنے کے آثار کہیں نہ تھے۔

وہ زحلے کے چھوٹے چھوٹے بالوں کو سہلاتی ہوئی اس کی بھوک مٹا رہی تھی جب کچھ دیر کے بعد دروازہ کھلا تو اس نے زحلے کے سر پہ ہاتھ جماتے بنا مڑے بیٹوں کو تنبیہہ کی۔

"عدن اذان!شور بالکل نہیں کرنا، بہنا سو رہی ہے۔"

انہیں تنبیہہ کر کے اس نے پھیلے دوپٹے کی اوڑھ سے زحلے کو دیکھا جو پلکیں موندھے ہنوز بھوک مٹا رہی تھی جب مانوس سی خوشبو پہ اس کا دل دھڑک اٹھا۔

"میں بھی شور نہیں چاہتا کیونکہ زحلے کا اس وقت سونا میرے لیے بہت ضروری ہے۔ "گھمبیر لہجے میں بولتا ہوا وہ اس کے نزدیک بیڈ پہ اس کے عقب میں جا بیٹھا اور اس کے حرکت کرنے سے قبل اس کی گردن کے گرد بازو حائل کرتے چہرہ اس کے بالوں میں چھپایا۔

"زما کرانا "!سرگوشی کرتے لب اس کے بالوں سے سرسراتے ہوئے کشادہ گردن پہ پہنچے تو اس کا وجود کپکپا اٹھا۔

"شہریار!زحلے جاگ جائے گی۔ "اس کی پرشدت پیش قدمی اسے خفگی دکھانے کا موقع نہیں دے رہی تھی۔

"کوئی مضبوط بہانہ بنائیں زما کرانا۔ "اس کے گرد گرفت مضبوط کرتا وہ اس کی گردن اور کندھے پہ اپنا لمس مہکاتا اس کی دھڑکنوں کو تہہ و بالا کرتا جا رہا تھا۔

"شہریار پلیز! ہمیں نکاح پہ جانا ہے، آپ پہلے ہی لیٹ آئے ہیں اور اب آتے ہی۔۔۔۔ "جب اس کی پیش قدمی حدیں پار کرنے لگی تو وہ تڑپ کے اس کی گرفت سے نکلتی زحلے کو بیڈ پہ لٹا کر اس کے ہاتھ اپنے پہلوؤں سے ہٹا کر اپنی شرٹ ٹھیک کرنے لگی۔

جبکہ سرخ ہوتا چہرہ اس کی نگاہوں کی لپک سے دہکتا جا رہا تھا۔

"مجھے رابیل کے نکاح کا سن کر اپنا نکاح یاد آ گیا ہے اس لیے آئیں اس کی یاد تازہ کریں۔ "اس کے دوپٹے کا پلو تھامتے ہوئے اس نے اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ اس کے کندھے پہ ہاتھ جماتی خود کو اس کی گود میں گرنے سے بمشکل روک سکی۔

"ایسی یادیں دروازہ بند کر کے تازہ کی جاتی ہے بیرسٹر صاحب اور زیادہ بہتر یہی ہوتا ہے کہ تنہائی میں کی جائیں۔ابھی اپنے جذبات پہ قابو رکھیں کیونکہ نیچے سے آپ کے والدِ محترم کا بلاوا آیا ہے کہ جلدی تیار ہو کے نیچے آئیں۔دیر ہو چکی ہے۔"اپنی بے دھیانی کے باعث ادھ کھلے دروازے سے نمودار ہوتے شہیر)جس نے آنکھوں پہ ہاتھ دھرے ہوئے تھے (کی زبان بنا بریک کے جو چلی تو فرشتے فوراً بدک کے اس سے فاصلے پہ ہوئی اور بنا ان دونوں کی طرف دیکھے وہ صوفے پہ پڑے اپنے کپڑے اٹھا کے تیار ہونے کے لیے بنفشے کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

کہ وہ تیاری کے دوران اس شخص کی بے باکیوں کے باعث مزید لیٹ نہیں ہو سکتی تھی جبکہ دوسری جانب وہ آنکھیں پھاڑے اسے گھور رہا تھا۔

جو فرشتے کے جانے کے بعد بڑی معصومیت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تیرے کمرے میں واقعی سی سی ٹی وی فوٹیج ہونی چاہیے کمینے انسان۔ " دانت کچکچا کے کہتا وہ اس کی طرف لپکا جو اسے طرح دیتا باہر بھاگ گیا تھا۔

چونکہ صرف نکاح تھا ابھی اس لیے خلیفہ نے سختی سے مہندی مایوں یا ڈھولکی ٹائپ جیسی فضول رسومات سے منع کر دیا تھا۔

اسی وجہ سے بڑی خاموشی اور سبک روی سے اس کے نکاح کا دن آن پہنچا۔

یہ بی جان کا ہی حکم تھا کہ اسے کسی معاملے میں مجبور نہ کیا جائے کہ اگر وہ اس رشتے کے لیے مانا تھا تو ان کی رسموں یا خواہشات کے چکر میں منکر ہی نہ ہو جائے۔

انہوں نے سب کو تسلی دی کہ اپنے چاو وغیرہ سب اس کی رخصتی پہ پورے کر لیجیے گا۔

اور بالآخر ان کے نکاح کا دن آن پہنچا تھا اور اپنی تمام تر ناپسندیدگی کے باوجود اسے رابیل خان کا ہی پسند کیا گیا سفید جوڑا پہننا پڑا تھا کہ بی جان کے حکم کے مطابق سسرال سے آئے جوڑے کو وہ ٹھکرا نہیں سکتا۔

"تم ٹھیک ہو؟ "اپنے کمرے میں موجود وہ بڑے سے شیشے کے سامنے کھڑا سپاٹ چہرے کے ساتھ گریبان کے بٹن بند کر رہا تھا جب اسے کب سے آبزرو کرتے حسن نے مخاطب کیا۔

تو اس نے بنا چونکے گردن اثبات میں ہلائی۔

"ٹھیک ہوں میں۔ "سپاٹ لہجے میں کہتے ہوئے اس نے اپنے سگنیچر کف لنکس لگائے۔اسی اثناء میں اس کا موبائل بجنے لگا تو اس نے اندرونی خلفشار کے زیرِ اثر بنا نمبر دیکھے کال ریسیو کر لی۔

"ہینڈسم "!دوسری جانب سے کال ریسیو ہوتے ہی بڑے دلربا انداز میں پکارا گیا تو اس کے سلام کے لیے وا ہوتے ہونٹ وہیں ساکت رہ گئے جبکہ چہرہ یوں سفید پڑا گویا کہ مردہ کفن میں لپٹا ہو۔

"سنا ہے کہ شادی کر رہے ہو تم؟مطلب کہ تم شادی کر رہے ہو؟ " اس کی خاموشی پہ دوسری جانب فتح و سرشاری سے چور آواز میں سوال داغے گئے جو اس لمبے چوڑے مرد کو منہ کے بل گرانے کو بے تاب تھے۔

اس کا سفید پڑتا چہرہ بتدریج سرخ پڑنے لگا جبکہ سانسیں گھٹن کا شکار ہونے لگیں۔ اس نے بے ساختہ اپنے گریبان پہ ہاتھ مارا تو کمرے میں موجود حسن فوراً آگے بڑھا۔

مگر اس کی حالت دیکھتا وہ مارے بے بسی کے وہیں رک گیا کہ اس حالت میں وہ کسی کو نزدیک برداشت نہ کرتا تھا۔

"کیا تمہاری ہونے والی مسز تمہارے بارے میں جانتی ہے؟اوپس جانتی ہوتی تو مر نہ جاتی شادی کرنے سے قبل۔ "اس کی خاموشی پہ دوسری جانب شہہ پاتا وجود مسلسل بولے جا رہا تھا اور اس کی یہ باتیں اس کے رگوں میں ابال لانے کا باعث بن رہی تھیں۔

"میری بات سنو ہینڈسم، اگر تم میری بات نہیں مانتے تو۔۔۔۔۔ "

دوسری جانب گونجتی آواز کو اس نے سرخ دائرہ پریس کر کے فوراً بند کیا اور گریبان کے بٹن کھول کے گہری سانسیں لینے لگا۔

"تم ٹھیک ہو خلیفہ؟ "حسن نے فکرمندی سے اسے دیکھا جو پینک اٹیک کا شکار ہو رہا تھا۔

"پانی پلاو مجھے اور کچھ دیر کے لیے مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ بی جان کو کہو کہ ایک گھنٹے تک نکلتے ہیں۔ "خود کو بمشکل کمپوزڈ کرتا وہ بولا تو حسن ٹھنڈے پانی کا گلاس اسے تھماتا ہوا ایک نظر اسے دیکھ کے اس کے ماسٹر بیڈروم سے باہر نکل گیا۔

جبکہ کمرے میں تنہائی پاتے ہی اس کے ہاتھ موبائل پہ ایک نمبر ڈائل کرنے لگے۔

فون سپیکر پہ ڈال کے وہ دوسری جانب سے کال ریسیو ہونے کا منتظر تھا۔

"السلام علیکم! جہان حیدر شاہ سپیکنگ۔ "کال ریسیو ہوتے ہی ایک خوبصورت گھمبیر آواز سپیکر سے گونجی تو اس کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑے۔

"وعلیکم السلام ! خلیفہ از ہیئر۔ "اس کی آواز سپاٹ لیکن معمول سے مدہم تھی۔

"ایوری تھنگ از اوکے ؟یور نکاح سیریمنی؟ "بڑے نپے تلے اور محتاط انداز میں اس نے اس سے استفسار کیا۔
کیونکہ لمبی ٹیلیفونک گفتگو وہ کر ہی نہیں سکتے تھے۔

"کال آئی تھی مجھے ابھی۔ "اس نے دریا کو کوزے میں سمیٹ کر اس کے سامنے پیش کیا۔

اور دوسری جانب موجود وہ شخص ایسا تھا کہ جسے بات سمجھانے کے لیے لفظوں سے الجھنا نہیں پڑتا تھا۔

"نمبر سینڈ کرو مجھے اور آج کے بعد ایسی کال ریسیو ہو تو کال ریکارڈ کر لینا۔ نمبر سینڈ کر کے تم ریلیکس ہو کے فنکشن پہ جاو۔ "طبیعت و عادت کے خلاف اس نے اسے اپنے تیئں تسلی دی۔

"آپ آ رہے ہیں؟ "اس نے ہنکارا بھرتے ہوئے سوال داغا۔

"نہیں۔ "دوٹوک لہجے میں بولتے ہوئے اس نے کال بند کر دی جبکہ وہ اب موبائل سکرین کو گھورتا ہوا خود کو اس رشتے کے لیے تیار کرنے لگا جسے اس نے برسوں پہلے ہی اپنی زندگی سے ختم کر دیا تھا۔

یونہی تو نہیں پلکوں پہ یاقوت اویزاں!!!

کچھ تو ہے جو میرے سینے میں پگھلتا ہو گا۔۔۔۔

مختصر لیکن ایک شاندار سی بارات کے ساتھ جب' حیات حویلی 'کے مکینوں اور رشتہ داروں نے' خان ولا 'کے ڈیکوریٹڈ لان میں قدم رکھے تو اترتی شام میں جگمگاتی روشنیوں میں جیسے مزید اضافہ ہوا تھا۔

"رابی!یور ہزبینڈ از ڈیم ہاٹ اینڈ ہینڈسم۔ "رابیل کے کمرے سے باہر لان میں جھانکتی اس کی فرینڈز نے تبصرہ کیا تو ڈریسنگ مرر کے سامنے بیٹھی دوپٹہ سیٹ کرواتی رابیل کے چہرے پہ کوئی تاثر نہ ابھرا تھا۔

"ڈسلیئر کے ساتھ اتنے سال ڈیٹنگ کرنے کے بعد ایسا بندہ مل جانا بھی قسمت ہے۔ "ڈسلیئر کی ایک کزن نے اسے دیکھتے ہوئے عجیب سے انداز میں کمسبٹ پاس کیا تو رابیل نے بڑی کاٹ دار نگاہوں سے ایک نظر اسے دیکھا۔

اور پھر واپس آئینے میں نظر آتے اپنے روشنیاں بکھیرتے عکس کی طرف متوجہ ہو گئی۔

سفید میکسی میں لائٹ میک اپ اور ڈائمنڈ جیولری پہنے وہ آسمان سے اتری حور سے مشابہہ نظر آتی بہت سوں کی دھڑکنیں تہہ و بالا کر رہی تھی۔

"جتنے شاندار اور بریتھ ٹیکنگ۔۔ یہ دونوں لگ رہے ہیں، مجھے ڈر ہے کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر دونوں رخصتی کا مطالبہ نہ کر ڈالو۔ "پرشوق نگاہوں سے لان میں نظر آتے خلیفہ اور کمرے میں موجود رابیل کو دیکھتی ندا نے شوخی سے کہا۔

تو ایک پل کو رابیل کے دل کی دھڑکن تھم سی گئی۔یہ سب تو اس نے سوچا ہی نہیں تھا۔

اگر اُس شخص نے اس کی گیم اس پہ پلٹنے کی کوشش کی تو۔۔۔؟؟

یہ سوالیہ نشان اس کے دل کو گھبراہٹ سے بھر گیا۔

تبھی اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور ہنستی کھکھلاتی لڑکیاں ایک سوبر سی خاتون کے ہمراہ اندر داخل ہوئیں۔

"ماشاءاللہ !ہم تو اپنے بیٹے کے حسن کو دیکھ کر ابھی تک خود کو سنبھال نہیں پائے۔لیکن بہو تو بیٹے سے بھی زیادہ جگمگا رہی ہے۔ "زینب چچی نے اس کی پیشانی چومتے محبت سے کہا تو بولڈ و ببلبٹ سی رابیل بھی ان کی محبت پہ جھینپ سی گئی۔

"یہ خاتون آپ کے شوہر کی چچی ہیں۔اور ہم تینوں آپ کے شوہر کی بہنیں ہیں۔ "کنزی نے شوخی سے تعارف کروایا تو اسے اندازہ ہو گیا کہ یہ یقیناً اس کی کزنز تھیں کہ اس کی کوئی سگی بہن نہیں تھی۔

"نکاح کا وقت ہو چکا ہے۔رابیل کو لے کر آ جائیں۔ "زینب چچی کے کہنے پہ رابیل کی کزنز اور فرینڈز ان کے ساتھ سفید برائیڈل ڈریس پہ سرخ زرتاری آنچل اوڑھے کھڑی رابیل کو ساتھ لیے باہر کی طرف بڑھیں تو ہر محاذ پہ مضبوطی پہ ڈٹی رہنے والی رابیل کا دل ڈولنے لگا۔

"شیری نہیں آیا؟ "اس سے پہلے کہ وہ کمرے سے باہر قدم رکھتی اس نے ایک دفعہ پھر سے استفسار کیا۔

"آ چکے ہیں ہم لوگ۔ "وہاں پہنچتی فرشتے نے مسکراتے ہوئے اسے جواب دیا اور اس سے ملنے لگی۔

"شرم نہیں آتی، اتنی لیٹ پہنچے ہو تم لوگ۔ "اس کی گود میں موجود سیاہ فراک میں موجود زحلے کو پیار کرتی وہ خفگی سے بولی تو اسی ڈیزائن کی فراک پہنے فرشتے نے ہولے سے کندھے اچکائے۔

"یہ تم اپنے کزن سے پوچھنا۔ "اس نے فوراً اپنا دامن بچایا اور پھر باقی سب سے ملنے کے بعد وہ رابیل کے بائیں جانب چلتی اسے ساتھ لیے سجے سنورے لان میں پہنچی تو سامنے ہی شہریار سعدیہ بیگم کی وہیل چیئر کے پاس کھڑا نظر آیا۔

"ڈونٹ وری!میں نے سب پیپرز نکاح نامے کے ساتھ اٹیچ کر دیے ہیں۔اس لیے تم ریلیکس رہو۔ "رابیل سے ملنے کے بعد اسے اپنے مخصوص انداز میں تسلی دیتے ہوئے وہ دونوں میاں بیوی اپنے بچوں کو ساتھ لیے اس کے دائیں بائیں چلتے سٹیج کی طرف بڑھ رہے تھے۔

جبکہ اس کے ساتھ چلتے عدن اور اذان سعدیہ بیگم کی چیئر بھی دھکیلتے سٹیج کی طرف بڑھ رہے تھے۔

اس خوبصورت منظر کو جہاں بہت ساری نگاہیں رشک اور محبت سے تک رہی تھیں، وہیں سٹیج پہ بیٹھا دلہا آنکھوں میں تپش لیے سیاہ ڈنر سوٹ میں ملبوس شہریار کو گھور رہا تھا۔

سٹیج کے نزدیک پہنچ کے شہریار نے اس کے ہاتھ بڑھانے کا انتظار کیے بغیر اسے سہارا دے کر اس کے پہلو میں خود ہی بٹھا دیا کہ اس کے تاثرات سے کسی طور محسوس نہ ہو رہا تھا کہ وہ ہاتھ بڑھانے کا تکلف کرے گا۔

کچھ ثانیے بعد جب مولوی صاحب نے سعدیہ بیگم کی اجازت سے نکاح پڑھانا شروع کیا تو اس کی دھڑکنیں مدھم پڑنے لگیں۔

"رابیل خان ولد احمد خان آپ کا نکاح شمشیر علی خلیفہ ولد رحمان علی کے ساتھ بعوض ستر۔۔۔۔۔۔ "نکاح خواہ کے الفاظ مدغم سے ہوتے اس کی سماعتوں سے دور ہوتے جا رہے تھے۔

اسے نجانے کیا کچھ یاد آیا تھا۔

ڈسلیپر کے ساتھ گزارا وقت اور اس کی محبت۔

"قبول ہے۔ "یادوں کے دریچوں سے گزرتی وہ نکاح خواہ کے پوچھنے پہ خالی خالی لہجے میں گویا ہوئی۔

اس بدلحاظ شخص کی پراسرار شخصیت اور اس کے ساتھ گزارے تکلیف دہ چند گھنٹے اور اس کی بے اعتنائی۔یہ سب یاد آتے ہی اسے چھ مہینے پہاڑ نظر آنے لگے مگر سوچوں کے برعکس ہونٹ ایک بار پھر ہلے۔

"قبول ہے۔"

دماغ اس دفعہ گہری کھائی میں غوطہ کھاتا اس فون کال کو یاد کرنے لگا جس نے اسے صیحح معنوں میں الجھایا ہوا تھا۔

"نکاح کرنے سے قبل اپنے ہونے والے شوہر کے متعلق کچھ جان تو لیتی سویٹ ہارٹ کیونکہ تمہارا شوہر ایک سائیکو پیتھ سیریل کلر ہی نہیں بلکہ۔۔۔۔۔۔۔"

"قبول ہے۔ "ناقابلِ برداشت الفاظ کی کڑواہٹ کو جذب کرتی وہ خود کو مکمل طور پر ایک اجنبی اور پراسرار شخص کو سونپ گئی تھی۔

نکاح ہونے کے بعد جب رجسٹرار نے سائن کروانے کے لیے نکاح نامہ ان کے سامنے رکھا تو تین سائن کرنے کے بعد جب اگلا صفحہ خلیفہ کے سامنے آیا تو اس نے بے ساختہ نظر اٹھا کے کچھ فاصلے پہ کھڑے شہریار آفریدی کو چبھتی ہوئی نگاہوں سے دیکھا تو وہ بڑے محظوظ کن انداز میں مسکرایا۔

اس کی مسکراہٹ پہ سنہری آنکھوں کی تپش بڑھی، وہ جھکا اور اس صفحے پہ بھی اپنے سائن گھسیٹنے کے بعد رجسٹر واپس کھسکا دیا۔

کب سے بے چین بیٹھی رابیل نے جب اسے اس صفحے پہ سائن کرتے ہوئے دیکھا تو ایک سکون سا اس کے رگ و پے میں دوڑ گیا۔

اس کے بعد اس نے بڑے سکون کے ساتھ اپنے میکے اور سسرال والوں کے ساتھ گفٹس لیتے ہوئے تصاویر بنوائیں۔

"خلیفہ !اب تھوڑا ٹائم ہمیں دو۔آپ کا اور رابیل کا فوٹو شوٹ کروانا ہے۔ "روبینہ بیگم نے حاتم کے ساتھ باتوں میں مصروف لاڈلے بیٹے کو مخاطب کیا تو ان کی بات سن کے اس کے چہرے پہ کرختگی چھا گئی۔

"سوری مما!یہ فوٹو شوٹ جیسا فضول کام ہمیں نہیں پسند اس لیے آپ فورس نہ۔۔۔۔۔ "اس کی سرد آواز اپنے پہلو سے گونجنے والی پرسکون آواز کی بدولت فوراً تھمی تھی۔

"فوٹو شوٹ ہمیں پسند نہیں تھا۔اب جب آنٹی اتنے پیار سے کہہ رہی ہیں تو ہم فوٹوشوٹ ضرور کروائیں گے۔ "جب ارادہ اس شخص کو زچ کرنے کا تھا تو پھر پہلے دن سے ہی کیوں نہ عمل کیا جائے۔

یہی سوچ کے وہ بڑی معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتی بولی تھی۔

اس کا سرخ آنچل بی جان منہ دکھائی کا تحفہ دے کر ہٹا چکی تھیں اب وہ سفید آنچل سر پہ ٹکائے سجی سنوری آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔اس پہ مستزاد ہونٹوں پہ سجی ڈارک ریڈ لپ اسٹک۔

"بالکل اور آنٹی نہیں مما۔ "اس کی رضامندی پہ نہال ہوتی روبینہ بیگم محبت سے گویا ہوئیں تو وہ مسکرا دی۔

اگلے چند منٹوں میں زینب چچی کے ہمراہ اکھڑے ہوئے تاثرات لیے خلیفہ اور چہرے پہ محظوظ کن تاثر لیے رابیل کو اندر رابیل کے کمرے میں لایا گیا تو کمرے کے لائٹ پنک تھیم کو دیکھ کر اُس کی تیوری مزید چڑھ گئی۔

"سر!میم کا ہاتھ پکڑ کے ان کے نزدیک ہوں اور ان کی آنکھوں میں دیکھیں۔ "زینب چچی کے باہر نکلتے ہی فوٹوگرافر کی زبان کے جوہر کھلنے پہ اس نے سرد نگاہوں سے اسے گھورا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ سخت بولتا وہ ایک قدم اس کے نزدیک ہوئی۔

"ایگریمنٹ سائن کرتے ہوئے رول نمبر ون مسٹر سی ای او نے دیکھنا ضرور گوارا کیا ہو گا کہ اس پیپر میرج کو اس آفس روم کے باہر ہیپی میرج نظر آنا چاہیے۔ "تیکھے لہجے میں اسے بہت کچھ باور کرواتی وہ اس کے ہاتھ میں زبردستی اپنا ہاتھ تھماتی دوسرا ہاتھ اس کے سینے پہ رکھتی اس کے نزدیک ہوئی تو اس اندازِ قربت پہ جہاں اس کی دھڑکنوں نے ہلچل مچائی وہیں اس کی سانسیں ایک دفعہ پھر اُسی گھٹن کا شکار ہونے لگیں۔

"ریلیکس بیلا!تم ڈسلیر کے اس سے بھی زیادہ قریب جا چکی ہوں۔اس شخص کی سحر انگیزی کو خود پہ حاوی مت ہونے دو۔ "اس کو تپانے کو اس کے نزدیک ہوتی رابیل نے جب خود کو مغلوب کیفیت میں پایا تو خود کو حوصلہ دیتی دل ہی دل میں گویا ہوئی تھی۔

مگر یہ حوصلہ اس کا اس وقت تزلزل کا شکار ہونے لگا جب فوٹوگرافر نے خلیفہ کو اس کی بیک سے ہگ کرنے کا بولتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکنے کا کہا۔

اس نے بے ساختہ نظر اٹھا کے اس کی طرف دیکھا جو اب بالکل کمپوزڈ حالت میں کھڑا بے تاثر نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اس کے چہرے کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل تھا کہ اس پر یہ لمحے اثرانداز ہو رہے تھے یا نہیں مگر۔۔۔۔

اب وہ قدم پیچھے نہیں ہٹا سکتی تھی اس لیے گہری سانس بھرتی اس کے نزدیک ہوئی اور پہلے فوٹوگرافس کی طرح خود ہی اس کے ہاتھ پکڑ کے اپنی ویسٹ پہ رکھے تو وجود میں اک پھریری سی دوڑ گئی۔

"یااللہ! مجھے صبر دے اور آج کے بعد کے لیے عقل کہ ایسے کام نہیں کرنے۔ "اپنی مغلوب حالت پہ قابو پاتے ہوئے اس نے چہرہ اس کی طرف گھمایا تو دل جیسے دھک سے رہ گیا۔

کیونکہ اس کے پہلووں پہ جمے خلیفہ کے مضبوط ہاتھ سرسراتے ہوئے اس کے پیٹ کی جانب بڑھتے ہوئے بڑی مضبوطی سے گرفت قائم کرتے اس کے ہاتھوں کو لاکڈ کر چکے تھے۔

مدہم پڑتی سانسوں کے ساتھ اس نے اس کی آنکھوں میں جھانکا لیکن اپنے عمل کے برعکس اس کے چہرے پہ ہنوز وہی جمود چھایا ہوا تھا۔

"ہاتھ ڈھیلے کرو اپنے، میری سانس بند ہو رہی ہے۔ "یونہی اس کی طرف چہرہ موڑے وہ اس کی پر تپش سانسوں کی حدت سے دہکتی بمشکل لہجہ پہ گرفت رکھتی گویا ہوئی تو سنہری آنکھوں میں بہت سارے رنگ ایک ساتھ اترے تھے۔

"اور میں یہی چاہتا ہوں سی او صاحبہ۔ "اس کے لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں پہ نظر گاڑھے ہڈیوں کو چٹخا دینے والے سرد لہجے میں بولتے ہوئے وہ ایک جھٹکے سے اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتا اس سے دور ہٹا اور فوٹوگرافر کو بھی جانے کا اشارہ کیا۔

جو ان کے مختلف انداز میں فوٹوگرافس لے چکا تھا اس لیے فوراً وہاں سے نکل گیا۔

جبکہ سنسناتے دماغ کے ساتھ کھڑی رابیل کے کانوں میں" سائیکو پیتھ سیریل کلر "کے الفاظ جیسے قہقہہ لگاتے منہ چڑا رہے تھے۔

اس کی ذہنی خلفشار کے برعکس وہ روبینہ بیگم کے بار بار اصرار پہ خریدا جانے والا قیمتی پینڈنٹ باکس اس کے بیڈ پہ اچھالتا اس پہ ایک بھی نگاہِ غلط ڈالے بغیر باہر نکل گیا۔

وہ اس وقت اپنے سٹڈی روم میں بیٹھا حسبِ معمول سگار پیتا ہوا اپنے کام میں مصروف تھا جب اس کے پاس پڑا موبائل گنگنا اٹھا۔

اس نے بنا چہرہ اٹھائے کال پک کر کے موبائل سپیکر پہ ڈالا تھا۔

"السلام علیکم! خلیفہ از سپیکنگ۔ "گھمبیر لب و لہجہ سٹڈی کی فضا میں گونج اٹھا۔

"وعلیکم السلام! مسٹر سی ای او ہاو آر یو؟ "خوبصورت نسوانی لہجے نے پل میں اس کی توجہ کے سبھی دھاگے اپنی طرف کھینچے۔

اس نے نگاہ گھما کے موبائل کی روشن سکرین پہ ڈالی جہاں مس سی او کے الفاظ جگمگا رہے تھے۔

"کال کیوں کی ہے؟ "بنا اس کے سوال کا جواب دیے وہ سرد مہری سے گویا ہوا۔

"یاد آ رہی تھی تمہاری۔کیا خیال ہے کل لنچ ایک ساتھ کریں۔ "اس نے کال تو کسی اور وجہ سے کی تھی لیکن اس کی بات سن کے اس کی رگ پھڑک اٹھی۔

"اپنے فضول خیالات خود تک محدود رکھیں اور بہتر ہو گا کہ اس نمبر کو کم سے کم ڈائل کرنے کی کوشش کریں۔ "اس کے الفاظ یا لہجہ سخت نہ ہوتا تھا لیکن لہجے کا سرد پن سامنے والے کو اپنی حد میں رکھتا تھا۔

مگر وہ رابیل خان تھی جسے ایسی حدود عبور کرنا بہت پسند تھا۔

"اونہوں!اب اگلے چھ مہینے یہ نمبر میرے موبائل میں سب سے زیادہ ڈائل ہو گا۔ "اس نے بڑے مزے سے اس کی بات رد کی اور پھر مزید بول اٹھی۔

"پھر مل رہے ہیں ناں ہم کل لنچ پہ؟ "اس نے اپنا سوال دہرایا تو وہ لب بھینچ کے رہ گیا۔

"نہیں۔ "دوٹوک انداز میں اسے انکار کرتا وہ کال بند کرنے لگا۔

"لیکن ہم کل کی تاریخ میں لنچ پہ ضرور ملیں گے مسٹر سی ای او۔ "اس کے انکار کو خاطر میں لائے بغیر وہ اپنی بات پہ زور دیتی ہوئی بولی تو اس نے بنا اثر لیے کال بند کر دی۔

اور خود برے دل کے ساتھ اس کی ممکنہ دھمکیوں پہ غور کرتا اپنا کام مکمل کرنے لگا۔

اسے کام کرتے ہوئے بیس سے پچیس منٹ گزرے ہوں گے جب بی جان کی کال پہ اس کے کام میں ایک دفعہ پھر سے خلل پڑا تھا۔

مگر جب ان کی کال سننے پہ انہوں نے حکم جاری کیا کہ کل صبح وہ ان کی' بہو 'کو ساتھ لے کر ہر حال میں' حیات حویلی 'پہنچے تو اس کے جبڑے بھینچ سے گئے اور پیشانی شکن آلود ہو گئی۔

اس نے بہیترے بہانے بنانے چاہے لیکن وہ انہیں دوٹوک انکار نہ کر سکا۔

انہیں مثبت جواب دے کر جب اس نے کال بند کی تو چند لمحوں بعد موبائل ایک بار پھر سے تھرتھرایا۔

"کل کے لیے کس کلر کا ڈریس پہنوں؟ "رابیل کے میسج پہ اس کا دل چاہا وہ اردگرد موجود ہر شے کو تہس نہس لر دے۔

گندی اور بدبودار فضا سے اٹے ہوئے اس نیم تاریک کمرے میں دھوئیں کے مرغولے گھٹن بڑھائے جا رہے تھے۔
لیکن اسی کمرے میں موجود وجود صوفے پہ بیٹھا نشے سے بھرے ہوئے سگریٹ پھونکتے ہوئے خاصا ریلیکس محسوس ہو رہا تھا۔

"کافی عرصے سے تم نے کوئی نیا شکار نہیں تلاش کیا۔ "اس سے کچھ فاصلے پہ موجود دوسرے فرد نے شراب کے گھونٹ بھرتے ہوئے نشیلی آواز میں کہا تو نشے سے دھت اس کے ہونٹ ہولے سے مسکرائے۔

"پرانے شکاری کا خون پھر سے طلب بن کے دوڑنے لگا ہے اندر۔اب جب تک اس کے وجود سے پیاس نہیں بجھے گی، نیا شکاری مزہ نہیں دے گا۔ "اس کے لہجے میں نشے کی خماری سے زیادہ ماضی میں بیتے کچھ لمحوں کی یادوں کی خماری تھی۔

"کیا اب اس کا شکار آسان ہے؟ "دوسری جانب شراب کا نشہ جیسا اترنے لگا تھا کیونکہ بات ہی ایسے فرد کی تھی جس کے وجود کا نشہ ہر شراب پہ بھاری تھا۔

"میرے لیے مشکل کچھ بھی نہیں ہے۔مجھے تو بس تڑپا تڑپا کے شکار کرنا پسند ہے۔ "چہرے پہ خباثت، آنکھوں میں غلاظت، وجود میں کمینگی لیے اس فرد کے منہ سے بدبو کے بھبھوکے نکل رہے تھے۔

جو فضا کو مزید کریہہ بنا رہے تھے کہ یہ بدبودار فضا ایک بار پھر سے کسی کے وجود، کسی کی روح کو نوچنے کے ارادے باندھ رہی تھی۔

گرے شرٹ کی آستینیں کہنیوں تک فولڈ کیے، وہ سیاہ پینٹ کے ساتھ سیاہ شوز پہنے، بڑے رف موڈ کے ساتھ ریش ڈرائیونگ کرتا ہوا اپنے اندر کے ابال کو کم کرنے کی سعی کر رہا تھا۔

جبکہ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پہ پرپل کلر کی لانگ شرٹ اور کیپری کے ساتھ دوپٹہ ایک کندھے پہ رکھے، سفید فلیٹ جوتا پہنے، ڈارک لپ اسٹک اور کھلے بالوں کے ساتھ بڑے پرسکون انداز میں رابیل خان براجمان تھی۔

"کیا تھا مسٹر سی ای او کہ تم مجھے کلر کے بارے میں سجیسشن دے دیتے تو ہم ٹوینگ کر لیتے۔ "اس کے مضبوط سراپے پہ نظر ڈالتے وہ سکون سے بولی تو اس نے بنا نظر اس پہ ڈالے دائیں ہاتھ سے لٹو کی مانند سٹیئرنگ گھماتے سپیڈ مزید تیز کی۔

تو اس کی پیشانی کے مخصوص بل کو نمایاں ہوتے دیکھ کر رابیل کو نجانے کیوں ہنسی آنے لگی تھی۔

"ویسے مجھے لگتا ہے کہ بزنس کی دنیا میں دو سے دو چار کرنے کی بجائے بائیس کرتے ہوئے آپ کے اندر رومانوی جذبات کی حِس ختم ہو چکی ہے۔یو نیڈ آ کلاس ٹو امپروو یور رومانس سکلز۔ "اس کی خاموشی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے وہ اپنی کام سے لگاو کی جنونیت سے جانتے بوجھتے احتراز برتتی ہوئی اس کی روٹین اور شخصیت کے خول کی دھجیاں اڑاتی اسے ایسے مشورے سے نواز گئی۔

جسے سن کر اس کا دماغ پل بھر کو سنسنا اٹھا۔اس نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی اور پھر ڈیش بورڈ پہ پڑا ہوا سگار باکس نکال کے اپنی سائیڈ کا شیشہ نیچے کیا۔

"کیا چاہتی ہیں آپ؟ "کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ کھلے شیشے سے باہر دیکھتا سپاٹ لہجے میں گویا ہوا۔

اس کے اس سوال پہ وہ کچھ پل کو لاجواب ہوئی تھی کہ واقعی وہ کیا چاہتی تھی۔

اس نے اپنے دل سے سوال کیا اور ملنے والے جواب پہ وہ خود بھونچکا رہ گئی تھی۔

"نکاح ہوا ہے ہمارا تو ٹائم ,توجہ سب کچھ چاہتی ہوں۔ "ہمت مجتمع کرتی وہ اپنے پراعتماد انداز میں گویا ہوئی تو اس نے لحظہ بھر کو گردن گھما کے اس کی طرف دیکھا جو دوپٹہ کو کندھے پہ ٹکائے رکھنے کی کوشش میں بیزار ہو رہی تھی۔

"ڈونٹ یو ریمیمبر اٹس آ پیپر میرج۔ "اس کے لہجے میں ہلکی سی آنچ تھی۔

جسے محسوس کرتی وہ ہولے سے مسکراتی ہوئی اس کے نزدیک ہوئی اور چہرہ اس کی شرٹ کے کالر کے پاس لے گئی۔

اس کی اس حرکت پہ وہ یکلخت دم سادھ گیا اور ہاتھ میں پکڑے سگار کو فراموش کرتا وہ اس کے جھکے سر کے سیاہ بالوں کو بے یقینی سے تکنے لگا۔

"لیکن آپ کو شاید یاد نہیں کہ پیپر میرج کی حقیقت تو صرف آفس روم تک تھی۔اس کے باہر تو۔۔۔۔۔ "اس کے کالر کے نزدیک لمبی سی سانس اندر کھینچتی وہ بے باکی سے بولی اور ہولے سے اس کے کالر کو اپنے لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں سے چھوا تو خلیفہ کو گاڑی میں آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی۔

"دور ہٹیں پلیز۔" لفظوں کے برعکس لہجہ خاصا سرد تھا لیکن وہ اس سردمہری کی بجائے لفظ' پلیز' پہ مسکرائی تھی۔

"میری تعریف کریں پہلے مسٹر سی ای او۔پہلی دفعہ ایسے تیار ہوئی ہوں میں۔" بنا اس سے دور ہٹے وہ اپنی بڑھتی ہوئی دھڑکنوں سے بے نیاز ادائے دلربائی سے گویا ہوئی۔

تو اُس نے اپنی ضبط کی شدت سے سرخ گوشوں سے مزین آنکھیں جھکا کر اس کا قدرے اٹھا ہوا چہرہ دیکھا جو اس سے بالشت بھر کے فاصلے پہ موجود عجیب سے احساسات بیدار کر رہا تھا۔

نزدیکی اس قدر تھی کہ دونوں کی سانسیں ایک دوسرے کی سانسوں سے الجھ رہی تھی اور سیاہ آنکھیں سنہری آنکھوں کو پڑھنے کی جدوجہد سے بے تاب تھی۔

مگر اس قدر نزدیکی کے باوجود جذبات کا فاصلہ حاوی تھا۔

"مجھ سے دور ہٹیں۔میری سانس بند ہو رہی ہے۔ "بھنچے بھنچے لہجے اور سرخ چہرے کے ساتھ وہ دبا دبا سا غرایا تو رابیل نے توجہ سے اس کا چہرہ دیکھا جو واقعی اس کے الفاظ کی عکاسی کر رہا تھا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کے اس کا چہرہ چھونا چاہا جب اس نے فوراً سے بیشتر چہرے کا رخ کھلے شیشے کی جانب موڑا تو اس کا چہرہ سبکی کے احساس سے رنگ بدلنے لگا۔

"تمہاری اسی ایٹیٹیوڈ کی وجہ سے پہلے ہی تم میرے نشانے پہ ہو۔اب اگر تمہیں اپنے حسن کے پیچھے پاگل نہ کیا تو میرا نام بھی رابیل خان نہیں۔ "اس کے پراسرار وجود کو دیکھتی وہ متنفر انداز میں جیسے نیا عزم باندھنے لگی تھی۔

کچھ ثانیوں بعد خود کو پرسکون کرتے ہوئے اس نے گاڑی ایک دفعہ پھر سے سٹارٹ کی اور کچھ ہی دیر بعد گاڑی سر سبز لہلہاتے کھیتوں اور پرسکون ماحول سے جڑے اس گوشے میں پہنچی جہاں سے حیات حویلی کی اونچی عمارت دور سے ہی بہار دکھلا رہی تھی۔

گاڑی میں چھائی خاموشی کو حویلی کے پورچ میں رکتے ٹائروں کی چرچراہٹ نے توڑا۔

اس سے پہلے کہ رابیل دروازہ ان لاک کر کے باہر نکلتی وہ مڑا اور بیک سیٹ پہ پڑے شاپر سے ایک سکن رنگ کی چار نکال کے اس کی جانب مڑا۔

"اسے اوڑھ کے اندر جائیں۔ "اس نے چادر اس کی جانب بڑھائی جسے اس نے کمال جرات سے نظر انداز کرتے ہوئے دروازہ ان لاک کر کے قدم باہر بڑھائے۔

"میرے ساتھ ایسی گیمز نہیں کھیلیں سی او صاحبہ۔خاتون ہونے کی وجہ سے پہلے ہی بہت ساری رعایت آپ کو دے رہا ہوں۔اسے انجوائے کریں۔ "اس کے باہر نکلنے پہ وہ بھی دروازہ کھولتا باہر نکلا اور اپنے مخصوص انداز میں بولتا اس کے نزدیک ہوا۔

اور اس کی کسی بھی طرح کی مزاحمت سے قبل چادر کھول کر اس کے گرد پھیلا دی۔وہ جو اس سے ہر بات،ہر عمل کی توقع کر سکتی تھی۔

وہ اس کا خود کو یوں چادر اوڑھانا توقع نہیں کر رہی تھی اور اس کی اس حرکت پہ وہ حرکت کرنے سے گویا قاصر ہو گئی تھی۔

اس نے دل کی بدلتی ہوئی لے سے گھبراتے ہوئے پلکیں اٹھا کے اس کا چہرہ دیکھا جو سپاٹ تاثرات چہرے پہ سجائے اب اس کے ہمراہ قدم اٹھاتا اندر کی جانب بڑھ رہا تھا۔

اس سے قبل کے دل کی بدلتی لے اسے کسی اور راہ کا مسافر بناتی، اس کے ہاتھ میں تھاما ہوا موبائل گنگنایا تو اس نے چونک کے ہاتھ کی طرف دیکھا۔

جس کی روشن سکرین پہ بلنک کرتے' ڈسلیر کالنگ 'کے الفاظ نے اُن لمحوں کے سحر کو پانی کے بلبلوں کی مانند ختم کر دیا۔

محبت کیا ہے یہ جاناں

چلو تم کو بتاتی ہوں

جہاں تک میں سمجھ پائی

وہاں تک ہی بتاتی ہوں

محبت آسمانوں سے اترتی ایک آیت ہے

میرے رب کی عنایت ہے

کہیں لے جائے موسیٰ کو

تجلی رب کی دکھلانے

کہیں محبوب کو عرشوں پہ اپنے رب سے ملوانے

کہیں سولی چڑھاتی ہے

کسی منصور سرکش کو

کہیں یہ بیٹھ کر روتی ہے پھر شبیر بے کس کو

لگا کر آگ پانی میں

ہوا میں زہر گھولے گی

کرے گی رقص شعلوں پر

مگر کب بھید کھولے گی

کہیں یہ ایڑیاں رگڑے .... تو زم زم پھوٹ پڑتے ہیں

نظر کر دے جو پتھر پر

تو پتھر ٹوٹ سکتے ہیں

کہیں یہ قیس ہوتی ہے

کہیں فرہاد ہوتی ہے

کہیں سر سبز رکھتی ہے

کہیں برباد ہوتی ہے

کہیں رانجھے کی قسمت میں لکھی اک ہیر ہوتی ہے

یہ بس تحریر ہوتی ہے

کہاں تقدیر ہوتی ہے.... ؟

کہیں ایثار ہوتی ہے

کہیں سرشار ہوتی ہے

وہیں یہ جیت جاتی ہے

جہاں یہ ہار ہوتی ہے

محبت دل کی دیواروں سے لپٹی کائی جیسی ہے

محبت دل نشیں وادی میں اندھی کھائی جیسی ہے

سنو!!.....

تم بھی محبت کو کہیں ہلکا نہیں لینا

اگر اپنی پہ آ جائے

تمہیں صحرا نشیں کر دے

اٹھا کر آسمانوں سے تمہیں پل میں زمیں کر دے

کسی کو دان دیتی ہے

کسی کی جان لیتی ہے

اگر کندن میں ڈھالے تو

سمجھ لینا یہ خالص ہے

من و تو ناں بھلائے جو

تو پھر سمجھو کہ ناقص ہے

دل _ برباد یہ روشن تمہارا کر کے چھوڑے گی

لکھے گی درد ماتھے پر

ستارا کر کے چھوڑے گی۔۔۔۔

آنکھوں میں ستائش اور حیرت لیے وہ زمین پہ بچھے دستر خوان کو دیکھ رہی تھی جسے ملازمائیں اور گھر کی خواتین مختلف انواع و اقسام کے کھانوں سے سجا رہی تھیں۔

"کیا بات ہے بیلا؟تم انکمفرٹیبل تو نہیں ہو؟ "چھوٹی مما نے اسے دستر خوان پہ نظریں جمائے دیکھا تو کسی خیال کے تحت پوچھ بیٹھیں۔

کہ شہری لڑکی تھی وہ بھی ورکنگ لیڈی تو شاید وہ اس سب سے ایزی فیل نہ کرے۔

"نو نو۔ یہ تو بڑا انٹرسٹنگ اور فیسنیٹنگ لگ رہا ہے۔ "اس نے واقعی دل میں جو تھا وہ بتایا اور مسکراتی ہوئی کنزی، حرا اور ندا کے ساتھ آگے بڑھی اور اپنے جوتے اتارنے لگی۔

"یہ اور زیادہ فیسنیٹنگ لگے گا جب آپ اپنے سسرالیوں کے بیچ سڑیل سے شوہر کے ساتھ پہلا لنچ کریں گی۔ "وہاں آتے خلیفہ کے ساتھ حسن کی زبان میں کھجلی ہوئی تو رابیل نے قدرے جھینپ کے اسے دیکھا۔

مگر جس کے حوالے سے چھیڑ چھاڑ تھی، وہ بہت پر سکون انداز میں دستر خوان پہ بیٹھ چکا تھا۔

اس کے بیٹھنے پہ بڑی مما نے اسے بڑے نامحسوس انداز میں تھام کے بیٹے کے ہمراہ بٹھایا تو ینگ جنریشن کی معنی خیز ہنسی پہ وہ دبا دبا سا مسکرا دی کیونکہ ہر بات سے برطرف اسے ان کی باتیں اور ایسی برجستگی مزے کی لگ رہی تھی۔

"ویسے خلیفہ تمہارے سڑیل ہونے پہ ہمیں کوئی شک و شبہ نہیں تھا لیکن بیوی کو نکاح کے بعد پہلا لنچ کون اتنے ظالم سماج کے بیچ کرواتا ہے؟ "حسنین کی بھی رگِ ظرافت ان دونوں کو ساتھ دیکھ کے پھڑکی تھی۔

جبکہ اس کی بات پہ رابیل نے بے ساختہ گردن گھما کے ساتھ بیٹھے خلیفہ کو دیکھا تھا۔

"یہ لنچ بی جان کے کہنے پہ ہی ترتیب دیا ہے ورنہ میری آج بہت امپورٹنٹ میٹنگ تھی۔ "اپنے مخصوص انداز میں کہتے ہوئے اس نے سب کے ساتھ گویا رابیل کو بھی بہت کچھ باور کروایا تھا۔

"رہنے کے لیے کب آو گے؟ "مما نے بیٹے کو مخاطب کیا جو کچھ سالوں سے نجانے کیوں فاصلوں پہ کھڑا محسوس ہونے لگا تھا۔

"کچھ دنوں تک۔ "اس نے مختصر سے انداز میں ہمیشہ والا جواب دیا تھا۔

"اتنی دور تو نہیں ہے گھر, آپ روز بھی آنا چاہو تو رات کو آ سکتے ہو لیکن اگر شیڈول خراب ہوتا ہے تو ویک اینڈ تو آپ یہاں گزار ہی سکتے ہیں۔ "اس نے مما اور بی جان کے مرجھائے چہرے دیکھے تو خود اعتمادی سے کھانا چھوڑتی وہ اونچی آواز میں اس سے مخاطب ہوئی۔

جس نے بنا چونکے گردن اٹھا کے اس کی طرف دیکھا جو نجانے کیوں 'پیپر میرج 'کی شقیں خود ہی لکھوا کے بہت سی حدود کو پھلانگ رہی تھی۔

"جی بہتر۔اور کچھ؟ "بنا کوئی تردید کیے، بنا بحث کیے اس نے اس انداز میں پوچھا کہ وہ لب بھینچ کے رہ گئی۔

کیونکہ وہ اس' جی بہتر 'میں چھپی' شٹ اپ کال 'کو محسوس کر گئی تھی۔

"اب کیا ہم ویک اینڈ پہ آپ کی آنے کی توقع رکھیں بھائی؟ "ندا نے چہکتے ہوئے پوچھا تو اس نے گہری سانس کھینچتے ہوئے بہت کچھ اندر جذب کیا اور پھر سر اثبات میں ہلاتے ہوئے نیپکن سے ہاتھ صاف کرنے لگا۔

"اتنی جلدی کیوں بس کر دی۔ کھانا تو تسلی سے کھاو۔ "بی جان نے اسے بس کرتے دیکھا تو فوراً ٹوکا۔

"میں کھا چکا ہوں بی جان۔ مجھے ایک ضروری میل سینڈ کرنی ہے اس لیے تھوڑی دیر کے لیے روم میں جا رہا ہوں۔ مما آپ پلیز کافی بھجوا دیجیے گا۔ "بیک وقت بی جان اور ماں سے مخاطب ہوتا وہ بنا کسی پہ نظر ڈالے ڈائیننگ روم سے نکلتا چلا گیا۔

"کیا؟ "اس نے کنزی کے ہاتھ میں موجود کافی کے مگ کو حیرت سے دیکھا۔

"کیا ہوا؟ پہاڑ سر کرنے کا کہہ رہی ہے کیا؟ "حسن نے اس کے کیا پہ بڑے تشویش ناک انداز میں استفسار کیا تو وہ جھلائی۔

"پہاڑ سر کرنے کا ہی کہہ دیتی۔اب میں تم لوگوں کے بھائی کو کافی دینے جاوں؟میں؟ "یہ واقعی اسے خاصا عجیب لگ رہا تھا کہ وہ ہمیشہ کام کروانے کی عادی رہی ہے اب کسی کے لیے ایسے کام کرنا اس کی طبیعت پہ گراں گزر رہا تھا۔

"دیکھیں بھابھی محترمہ!ایسی لبرل اور اچھی سسرال کہاں سے ملے گی آپ کو؟ہمیں اندازہ ہے سب کی موجودگی میں نکاح کے بعد کے پہلے لنچ کا چارم تھوڑا پھیکا لگ رہا تھا اس لیے ابھی موقع دے رہے ہیں کہ جا کے اپنا روم دیکھ آئیں۔ "حسن نے اس انداز میں ہمدردی دکھائی کہ وہ بڑوں کی موجودگی کے باعث خجل سی ہو گئی۔

"تم اتنے ہی بے شرم ہو یا آپ کچھ سپیشل کلاس لی تھی؟ "اس نے اپنی خجالت مٹانے کو سوال کیا۔

"ارے نہیں۔یہ تو اپنی کنزی کو دیکھ کر بے شرمی بڑھ جاتی ہے۔ "اس کے بے نیازانہ انداز پہ سب کے قہقہے ابل پڑے جبکہ کنزی کا دل چاہا وہ اس کی گچی مڑوڑ دے۔

"چچی! نہیں کرنی مجھے آپ کے بے شرم اور بدلحاظ بیٹے سے شادی۔ختم کریں یہ منگنی۔ "اس نے ہمیشہ والے ڈائیلاگ بولے جسے سب نے سنا اور پھر حسبِ معمول نظر انداز کر دیا۔

"یہ سب تو بعد میں ہینڈل کر لیں گے۔ابھی کافی ٹھنڈی ہو جائے گی۔ " حسنین نے اہم مسئلہ کی طرف دھیان کروایا تو رابیل نے گہری سانس

بھر کے چارو ناچار کافی کا مگ ہاتھ میں پکڑا اور قدم سیڑھیوں کی طرف بڑھائے۔

"واپس آنے پہ خلیفہ کے ڈائیلاگ بمع ایکٹ بتانے پہ ثواب ملے گا بھابھی۔ "حسن نے عقب سے ہانک لگائی تو اس نے کندھوں پہ اس کی رکھی چادر کو ایک ہاتھ سے ٹھیک کرتے پلٹ کے اسے دیکھا۔

"تم ساتھ ہی آ جاو۔ دیکھ کے ریکارڈنگ کر لینا۔ "اس کے مشورے پہ وہ خلیفہ کے ردعمل کا سوچ کے جھرجھری لیتا فلور کشن پہ دھپ سے بیٹھا اور اسے جانے کا اشارہ کیا۔

"اچھی نیچر ہے بچی کی۔سوچا تھا شہر میں کام کرنے والی لڑکی ہے نجانے کیسی ہو گی لیکن بہت جلد گھل مل گئی ہے۔اللہ دونوں کو ایک ساتھ

خوش و خرم رکھے اور جوڑی سلامت رکھے، آمین۔ "اس کے جاتے ہی بی جان نے مشفق انداز میں تبصرہ کیا تو سب نے ہی ان کی تائید کی۔

وہ قدم قدم چلتی ہوئی بتائے گئے کمرے کے دروازے کے سامنے پہنچی تو جانے کیوں دھڑکنیں انتشار کا شکار ہونے لگیں۔

"یہ شاید اس شخص کی سحر انگیز شخصیت کے چارم کی وجہ سے ہے۔ " اس نے اپنی دھڑکنوں کی بدلتی لے کو ایک وجہ دینی چاہی اور پھر اپنی ہمت مجتمع کرتے ہوئے اس نے ہولے سے دروازے پہ دستک دی اور ہینڈل گھما کے کمرے میں داخل ہوئی۔

تو ڈارک اینڈ لائٹ گرے امتزاج سے سجا ماسٹر بیڈ روم اس کی آنکھوں کو خیرہ کر گیا۔

شہر سے دور گاوں کی حدود میں ایسا لگژری روم اسے واقعی متاثر کر گیا تھا۔

اس نے طائرانہ نگاہوں سے بیڈ کے اوپر لگے اس کے دیوار گیر پورٹریٹ کو دیکھا تو جیسے نظر جھکڑ سی گئ تھی۔

تصویر میں یونانی دیوتاوں کا سا حسن لیے وہ کسی فاتح سپہ سالار کی مانند گھوڑے پہ سوار قدرے آگے کو جھکا اس کے بال سہلاتا نامحسوس انداز میں مسکرا رہا تھا اور دھوپ کی وجہ سے چمکتی ہوئی سنہری آنکھیں پوری کی پوری رابیل خان کی ہستی کو اس پل لے ڈوبی تھیں۔

اس نے کبھی سوچا نہ تھا کہ کسی انسان کی بے جان تصویر اسے یوں منجمند کر دے گی اور اپنے سحر میں جھکڑ لے گی۔

وہ بھی اس انسان کی تصویر جس سے اس نے نکاح اس لیے کیا تھا کہ وہ سیکیورٹی لے سکے تاکہ اپنے بوائے فرینڈ سے شادی کر سکے۔

"مجھے ٹھنڈی کافی سے نفرت ہے۔ "وہ نجانے کب تک بت بنی اس کی تصویر کو گھورتی رہتی کہ اچانک ایک گھمبیر آواز گونجی تو اس نے چونک کے گردن بائیں جانب گھمائی جہاں وہ صوفے پہ بیٹھا سامنے لیپ ٹاپ آن کیے اس کی طرف مکمل متوجہ تھا۔

اس پہ سے نظر ہٹا کے اس نے ایک نظر ہاتھ میں پکڑی کافی کو دیکھا اور پھر اس کی جانب بڑھی۔

"آپ اپنے گھر والوں کے ساتھ کیوں نہیں رہتے؟ "اس کے سامنے کافی کا مگ رکھتی وہ بات برائے برائے اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

"میرے پرسنلز · میں انٹر فیئر مت کریں۔ "جواباً وہی سرد سا پر سکون مدہم لہجہ اس کا منہ چڑا گیا۔

"مائنڈ اٹ، کچھ ماہ کے لیے آپ کے اور میرے پرسلز ۰ سیم ہیں۔ "اسے زچ کرنے کو وہ کسی بھی وقت میرج کارڈ کو سامنے لے آتی تھی۔

"اس بات کا دعوی میں نے کیا تو کچھ نہیں بچے گا آپ کے پاس خاتون۔ "ایک نظر اس کے وجود پہ ڈالتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے کہا تو اس ایک نظر کا مفہوم اسے سر تا پا جھنجھنا کے رکھ گیا۔

" کہنا کیا چاہتے ہیں آپ؟ "وہ وہیں اس کے سامنے میز پہ بیٹھتی ہوئی تیکھے انداز میں گویا ہوئی تھی۔وہی انداز جو وہ بزنس ڈیلنگز کے دوران اپناتی تھی۔

"بچی نہیں ہیں آپ۔جنہیں تفصیل دوں۔ "ٹھنڈی ہوتی کافی کا گھونٹ بھرتے اس کی سنجیدگی قابلِ دید تھی۔

"میں واقعی بچی نہیں ہوں اس لیے بچ کے رہنا چاہیے آپ کو مسٹر سی ای او۔ "آگے کی طرف جھکتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ سے لیپ ٹاپ کی سکرین کو قدرے نیچے کرتے دوسرے ہاتھ سے اس کی شرٹ کے دوسرے بٹن کو بند کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کسی بے باکی کا مظاہرہ کرتی اچانک خلیفہ کا موبائل گنگنا اٹھا۔

موبائل کی گنگناہٹ پہ اس نے بے مزہ ہوتے گردن گھمائی کو میز پہ پڑے بلنک کرتے موبائل کی سکرین پہ نظر پڑی۔

"جے ایچ ایس کالنگ "اس نے کڑوا سا منہ بنایا۔

"جتنا عجیب اپنا نام رکھا ہوا' ایس اے کے 'اتنے ہی عجیب نام سے نمبرز سیو کیے ہوئے ہیں۔"

برا سا منہ بناتی وہ اس کے پاس سے کھڑی ہو گئی جب اس کی نظر بیڈ کے ایک کونے پہ پڑی گرے شرٹ پہ نظر پڑی جسے اس نے گھر آتے ہی چینج کر لیا تھا کیونکہ اس کے کالر پہ اس کی لپ اسٹک کے نشان موجود تھے۔

اس نے ایک نظر اسے دیکھا جو صوفے سے اٹھ کے ٹیرس کی طرف کال سننے جا چکا تھا اور خود ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی اور اس لپ اسٹک لگی شرٹ کو ہینگر کر کے کلوزٹ میں ہینگ کر دیا۔

"ایسے ہے تو پھر ایسے ہی سہی۔"

مزے سے سوچتی وہ میز پہ پڑی اس کی ٹھنڈی کافی کے گھونٹ بھرتی اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی۔

کہ اگر اسے ٹھنڈی کافی سے نفرت تھی۔

تو

وہ ٹھنڈی کافی کی دیوانی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس وقت آپریٹینگ سسٹم روم میں کھڑا اپنے آفیسرز کو ہدایات دے رہا تھا۔

کیونکہ اس وقت انہیں ملنے والے مختلف نمبر کی لوکیشنز چیک کرنا تھیں۔

"سر!ہر نمبر کی لوکیشن مختلف ہے۔ "زاہد نے ساری ڈیٹا نکال کے سامنے رکھا۔

لیکن اس کی نظریں اس ڈیٹا کی بجائے دیوار گیر سکرینز کی طرف متوجہ تھیں۔

"ان آوازوں کی فریکوی اور بیک گراونڈ میں بجنے والی آوازوں یا چہل پہل کو چیک کرو کیپٹن۔ "اس نے ایک آفیسر کو سنجیدگی سے حکم جاری کیا کیونکہ کچھ تھا جو مسنگ تھا۔

"سر!ان ساری فون کالز کے بیک گراونڈ میں کسی ب۔۔۔۔ "چند منٹوں کے بعد آفیسر نے بولنا شروع کیا جب روم کا دروازہ ہولے سے کھولتا ہوا' خان 'کمرے میں داخل ہوا۔

"سوری سر لیکن۔۔۔۔۔۔ "اس نے اس کے وجیہہ چہرے کو دیکھتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا' جہان 'کا موبائل اس کے سامنے کیا۔

"بھابھی میم کی کال ہے۔ "اس نے آہستگی سے اطلاع دی تو آپریٹنگ روم میں موجود سبھی آفیسرز کے چہروں پہ دبی دبی سی مسکان پھیل گئی۔

"سب ٹھیک ہے؟ "اس نے ہاتھ خان کی طرف بڑھایا۔

"رو رہی تھیں۔ "خان کے جواب پہ اس کے وجیہہ چہرے پہ پریشانی سی پھیل گئی۔اس نے فوراً نمبر ڈائل کیا۔

"کیپٹن!آپ ساری انفارمیشن کواییکٹ کر کے فائل ریڈی کرو۔میں کچھ منٹوں میں آپ کو جوائن کرتا ہوں۔ "اس نے مڑ کے آفیسر کو ہدایت دی لیکن خان نے اسے روکا۔

"سر آپ کچھ منٹوں میں نہیں بلکہ کل ہی اب جوائن کر سکتے ہیں۔ " اس نے موبائل کی طرف اشارہ کیا تو گہری سانس بھر کے رہ گیا کیونکہ اس کی ایک کال تو' نو آنسرنگ 'پہ جا چکی تھی۔

"اوکے پھر خان تم یہ سارا ڈیٹا لے کر مینشن پہنچ جانا اور آپ سب بہت ایکٹیو ہو کے اُس کے نمبر پہ آنے والی ہر کال کو ٹریس کریں۔ہماری ہلکی سی بھی غفلت ایک جوان کو دوبارہ مینٹل ٹروما کا شکار بنا سکتی ہے۔ "اس نے بیک وقت خان اور آفیسرز کو ہدایات دے کر موبائل کان سے لگایا کہ کال ریسیو کی جا چکی تھی۔

"السلام علیکم!جہان حیدر شاہ سپیکنگ۔ "اس کے گھمبیر لہجے پہ دوسری جانب علیزے کے بہتے آنسو مزید تیز ہوئے۔

"علیزے!پلیز۔۔۔۔ "اس کی خاموشی مگر بھاری سانسوں سے اس کے آنسوؤں کا اندازہ لگاتا وہ بے چین ہوا تھا۔

"ایسے روئیں گی تو مجھے تکلیف ہو گی علیزے۔آپ جانتی ہیں کہ آپ کی آنکھوں سے بہتے آنسو مجھے تکلیف دیتے ہیں۔ "اس کے بھاری لہجے سے جھلکتی دیوانگی دوسری جانب گہرا اثر چھوڑ رہی تھی۔

"اور۔۔اور آپ کا یوں اتنے اتنے دن ہم سے د۔۔دور رہنا ہمیں تکلیف نہیں دیتا ہے؟ "بھیگی ہوئی آواز میں کیے گئے اس شکوے پہ اس کا سینے میں موجود دل جیسے ہچکولے سے کھانے لگا۔

"علیزے "!اس نے بے بسی سے اسے پکارتے ہوئے اپنی میز سے کی چین اور ضروری چیزیں اٹھائیں۔

"آپ بچوں کا PTM تھا۔ "اس کی نم آواز ایک دفعہ پھر سے نمکین آنسوؤں سے بھیگنے لگی تو وہ اپنے ہونٹ بھینچ کے رہ گیا۔

"میں معاویہ کو بھیج رہا ہوں، اگلے آدھ گھنٹے میں آپ سکول پہنچیں۔میں آپ کو گیٹ پہ جوائن کرتا ہوں اور۔۔۔۔۔ "اس نے اپنے مخصوص انداز میں بولنا شروع کیا تو وہ سانس روک گئی، شکوے کو دور کرنے کے اس انداز پہ۔

"اور اب آپ کی آنکھوں میں آنسو آئے تو میں بہت سارے وعدے توڑ دوں گا۔ "گہرے سرد لہجے میں اسے بہت کچھ باور کرواتا وہ کال بند کرتا اپنے پرسنل آفس روم سے باہر نکلا۔

جہاں اس کے کسی بھی ملازم کو جانے کی اجازت نہ تھی اور نہ وہ اپنے سرکاری پروٹوکول کے لیے ملازمین کی لائنز کھڑی کرتا تھا۔

اس کے لیے اس کا کمفرٹ زون' دبیر خان 'تھا۔

اسلام آباد کی کشادہ سڑکوں پہ معاویہ کی سفید سوک بھاگتی جا رہی تھی۔ اور اس بھاگتی گاڑی کے ساتھ اس کی زبان کے جوہر بھی کھلتے جا رہے تھے۔

"خود ہی تو بلایا ہے جے کو لیکن اب یوں خائف کیوں ہو رہی ہیں؟ " معاویہ نے بلیو کلر کے خوبصورت سوٹ کے ساتھ کندھوں پہ سیاہ چادر پھیلا کے فرنٹ سیٹ پہ براجمان علیزے کے چہرے کو دیکھتے ہوئے استفسار کیا۔

"میں نے انہیں روتے ہوئے کال کی تھی تو۔۔۔۔ "اس نے لب کچلتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"اوہ!اس کا مطلب ہے کہ بادشاہ سلامت کے دل پہ ملکہ عالیہ کے آنسو گراں گزرے ہیں۔ "معاویہ کے شرارتی لہجے پہ اسے ٹوٹ کے حیا آئی تھی۔

اس نے جھینپتے ہوئے بے دریغ دو تین مکے اس کے بازو پہ دے مارے۔

"آپ بہت بے شرم ہیں معاویہ بھائی۔میں اتنی پریشانی ہوں اور آپ تنگ کر رہے ہیں۔ "اس نے گویا اسے احساس دلانا چاہا۔

"پریشان کیوں ہو رہی ہیں؟جب سامنے آیا تو ایک دفعہ نظر اٹھا کے دیکھ لیجیے گا پھر کاہے کی ناراضگی۔ "اس کے شوخ مشورے پہ اس کے چہرے کا رنگ سرخ ہونے لگا تو وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے سامنے کے لیے خود کو تیار کرنے لگی۔

"اچھا چھوڑیں جے کو، مجھے یہ بتائیں کہ میرے بیٹے کو آفیشلی داماد کب بنائیں گی؟ "اس کی توجہ بھٹکانے کو معاویہ نے بڑی سنجیدگی سے سوال داغا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی سیاہ ویگو نے بہت تیزی سے انہیں اوور ٹیک کیا اور کچھ آگے جا کے ترچھی سی ہو کے ان کی گاڑی کے سامنے جا رکی۔

اس طرح اچانک گاڑی سامنے آنے پہ معاویہ نے بروقت بریک لگائی جبکہ وہ سہم سی گئی۔

"معاویہ بھائی!یہ۔۔۔؟ "اس کی خوفزدہ نگاہیں سیاہ گاڑی پہ مرکوز تھیں۔

"آپ کا بد دماغ شوہر ہے۔ آدھ گھنٹے کا کہا تھا لیکن چھبیس منٹ کے بعد ہی پہنچ گیا۔ "اس کے بھنا کے کہنے پہ اس کے دل میں گہرا سکون سا اترا تھا۔

تبھی معاویہ گاڑی سے اترا اور علیزے کی سائیڈ والا دروازہ کھول کے اسے ساتھ لیے سیاہ گاڑی کی طرف بڑھنے لگا۔

کیونکہ بیچ سڑک پہ جہان کا گاڑی سے باہر نکلنا ان تینوں کے لیے رسک ہو سکتا تھا اور وہ علیزے کی ذات پہ رسک نہیں لے سکتا تھا۔

گاڑی کے نزدیک پہنچ کے اس نے علیزے کو فرنٹ سیٹ پہ بٹھایا اور بڑی پھرتی سے ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھا اور گاڑی سٹارٹ کرتے جہان کی طرف جھکا۔

"پوری حفاظت سے تمہاری مسز کو تم تک پہنچایا ہے اب انعام کے طور پر تم مج۔۔۔۔۔ "وہ چڑانے والی مسکان چہرے پہ لیے تیز تیز بول رہا تھا۔

"تم اب جا سکتے ہو۔جو کام کہا تھا وہ دو گھنٹے تک مکمل کر کے خان کو رپورٹ دو اور گھر میں بتا دینا ہم لیٹ ہو جائیں گے۔ "اس کی چلتی زبان کو بریک لگاتے ہوئے وہ سنجیدگی سے گویا ہوا اور سیاہ شیشہ اوپر چڑھانے لگا۔

"بے مروت و بدلحاظ انسان۔ "معاویہ زور سے چلایا لیکن اس نے سر جھٹکتے ہوئے سٹیئرنگ کو گھماتے ہوئے گاڑی سیدھی کی۔

اس کے پہلو میں دم سادھے بیٹھی علیزے اس کے بولنے کی منتظر تھی جب اس نے نظریں سڑک پہ جمائے ایک ہاتھ سٹیئرنگ پہ رکھے، دوسرا بازو بڑھا کے اس کے کندھوں پہ پھیلاتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا تو اس کے پورے وجود میں کرنٹ سا دوڑ گیا۔

اور اس کے کندھے سے چہرہ ٹکائے اس کی مسحور کن خوشبو انہیل کرتے ہوئے اس کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئی تھیں۔

جبکہ بنا اس کی طرف دیکھے گاڑی ڈرائیو کرتا وہ ہولے سے اس کی جانب جھکا اور اس کی دلکش آنکھوں پہ اپنے لبوں کا مرہم رکھا۔

"ٹھیک ہیں آپ؟ "لب ہٹاتے اس کا چہرہ واپس سینے سے لگاتا وہ بھاری لہجے میں بولا تو اس کی محبت و چاہت کی اس حد پہ اس کا دل خوشی و فخر سے ڈولنے لگا۔

اس کا دل اب کی بار اس کی دیوانگی کے باعث نم ہونے لگا تھا۔

"جی۔آپ۔۔آپ ٹھیک ہیں؟ "اس کے سینے سے لگی وہ کانپتے ہوئے لہجے میں بولی۔

اتنے دنوں کی دوری تھی یا اس کی چاہت کا احساس، اسے اس پل نہ لوگوں کے دیکھ لینے کی پرواہ تھی نہ چلتی گاڑی کا احساس۔

"میں آپ کے ہمراہ ہمیشہ ٹھیک ہوتا ہوں رہونل۔ "اس کے دوپٹے سے ڈھکے سر پہ اپنے لب رکھتا وہ گھمبیر لہجے میں بولا تو اس کے لب ہولے سے مسکرائے تھے۔

"لیکن میں ڈسٹرب ہوتا ہوں جب آپ ان آنکھوں پہ ستم ڈھاتی ہیں۔ "اس نے جھک کے ایک دفعہ پھر سے اس کی آنکھوں کو اپنے ہونٹوں سے چھوا تو وہ بے ساختہ اس کے کوٹ کو مٹھی میں جھکڑ کے رہ گئی۔

"یہ سب ہم کچھ دیر بعد پھر سے کنٹینیو کریں گے اور مجھے بتائیں گی کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ "سکول کی بلڈنگ نظر آنے پہ جہان نے بڑی نرمی کے ساتھ اس کے گرد سے اپنا بازو ہٹایا اور اس کی کنپٹی کو چھوتے ہوئے بولا تو علیزے اسے دیکھ کے رہ گئی۔

مگر پھر خود کو تسلی دینے لگی کہ کچھ دیر بعد تو ان کے ہمراہ شاہ ویر حیدر شاہ اور ہالے حیدر شاہ بھی ہوں گے۔

سیاہ پینٹ کے ساتھ سکن کلر کا ٹاپ پہنے وہ پیروں میں ہائی ہیل سجائے پاور سیٹ پہ بیٹھی اسسٹنٹ سحرش کے ساتھ میٹنگ کر رہی تھی۔

جب اس کی میز پہ رکھا اس کا موبائل گنگنایا تو اس کی پیشانی شکن آلود ہوئی۔

وہ علینہ کو اشارہ کرتے ہوئے میز سے موبائل اٹھانے کو کہنے ہی والی تھی کہ 'پرائیویٹ کالنگ' کے الفاظ پہ اس کا ماتھا ٹھنکا۔

اس نے ایکسکیوز کرتے ہوئے کال ریسیو کی جب وہی منحوس آواز ایک دفعہ پھر سے اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"خاصی بولڈ اور بلنٹ لگتی تھی تم مجھے لیکن اب اندازہ ہوا کہ بیوقوف بھی ہو۔" ایسے الفاظ پہ اس کا چہرہ غصہ سے تن گیا۔

"فضول باتوں کی بجائے مقصد واضح کرو اپنا۔" غصہ اس کے لہجے سے جھلک رہا تھا۔

"اپنے شوہر کو چھوڑ دو۔ایسا سیریل سائیکو پیتھ کلر تمہیں ڈیزرو نہیں کرتا۔" مقصد فوراً واضح کیا گیا۔

جسے سن کے اس کی پیشانی پہ بل پڑے۔وہ اس کو چھوڑنا ہی چاہتی تھی لیکن ایسے کسی کا آرڈر دینا تو اسے آگ ہی لگا گیا۔

"جسٹ گو ٹو ہیل۔اب کال کی تو اسی سائیکو پیتھ سیریل کلر کو تمہارا نمبر دوں گی۔ "اس کی آواز غصے کی شدت سے بلند ہو گئی۔اس نے بات مکمل کر کے کال بند کر کے موبائل میز پہ پٹخا۔

"ایوری تھنگ از اوکے میم "!انصاری صاحب نے اس کے غصیلے تاثرات سے سجے چہرے کو دیکھا۔

"جی۔بس یونہی رانگ کال تھی۔ "سر جھٹک کے وہ واپس میٹنگ پوائینٹس کی طرف متوجہ ہوئی تو وہ بھی اس کی بات دھیان سے سننے لگے۔

آج بیک ٹو بیک میٹنگز کے بعد وہ خود کو خاصا ڈھیلا سا محسوس کر رہا تھا۔

"تمہیں میں نے ایک کام کہا تھا حاتم۔ "کف لنکس نکالتے ہوئے اس نے ساتھ چلتے حاتم سے استفسار کیا جبکہ نظریں کام کرتے ورکرز کو دیکھ رہی تھیں۔

"میں چیک کر رہا ہوں سر۔ جلد ہی آپ کو پازیٹو رسپانس دیتا ہوں۔ " اس نے جلدی سے جواب دیا۔

"میں بیسمنٹ میں جا رہا ہوں۔ کوئی ضروری کام نہ ہوا تو مجھے ڈسٹرب نہ کرنا۔ "سنجیدگی سے کہہ کے وہ لفٹ کی جانب بڑھ گیا۔

کچھ منٹوں کے بعد وہ بیسمنٹ میں پہنچ چکا تھا۔ جہاں ایک بڑے سائز کا جم خانہ اور سنوکر روم بھی موجود تھا۔ جب کبھی وہ کام سے تھکن محسوس کرتا تو خود کو ریلیکس کرنے کے لیے یہاں چلا آتا۔

جم خانے کی طرف جانے کی بجائے وہ سنوکر روم کی طرف بڑھ گیا۔

کمرے کا دروازہ کھلا تو خوشبو کے ایک تیز جھونکے پہ سنوکر ٹیبل پہ جھکا سیاہ پینٹ، سکائی بلیو شرٹ اور ویسٹ جیکٹ میں ملبوس خلیفہ ہاتھ میں پکڑی سٹک کو انگلیوں میں تھامتا بنا گردن گھمائے جان چکا تھا کہ آنے والا کون ہے؟

بلکہ

آنے' والی 'کون ہے؟

ہائی ہیل میں مقید پیر ٹک ٹک کرتے نیم تاریک کمرے میں اس کی طرف بڑھ رہے تھے جو اس کی موجودگی سے بے نیاز بنا میز پہ جھکا سرخ بال کو نشانہ پہ رکھے ہوئے تھا۔

"مسٹر سی ای او "!خوشگوار لب و لہجے میں بولتی ہوئی وہ اس کے بے حد قریب آتی اس کے عقب میں رکی تو میز پہ جھکے خلیفہ کی پیشانی پہ بل نمودار ہوا۔

"ایک نظر دیکھ سکتے ہو مجھے۔واللہ اگر نظر بہک بھی گئی تو خیر ہے، اکلوتی' بیوی 'ہوں میں آپ کی۔ "آنچ دیتے لہجے میں بولتی وہ اس کے کندھے پہ دلربائی سے ہاتھ رکھتی ہوئی بولی تو خلیفہ نے ایک جھٹکے سے اس کا ہاتھ پرے کیا۔

"سٹے ان یور لمٹس سی او صاحبہ "!بنا اس کے چہرے پہ نظر ڈالے وہ لفظ چبا چبا کے بولا لیکن دوسری جانب رتی برابر اثر نہ ہوا۔

"آلرائیٹ مسٹر سی ای او "!کندھے اچکا کے کہتی اچانک وہ جھکی اور اس کے بازووں کے نیچے سے ہوتی اچانک اس کے سامنے یوں آ گئی کہ اس

کے مہکتے بالوں سے ڈھکی ہوئی کمر خلیفہ کے کشادہ سینے سے ٹکرا رہی تھی جبکہ دونوں ہاتھوں بڑی مضبوطی سے اس کے سٹک پہ جمے ہاتھوں پہ یوں ٹکے تھے گویا دونوں مل کے کھیل رہے ہوں۔

"اب یقیناً آپ اچھا محسوس کر رہے ہوں گے؟مجھے میری ایگزیکٹ لمٹس میں دیکھ کر۔ "اپنی گردن ہولے سے گھماتی وہ اس کے ضبط سے سرخ پڑتے چہرے کے بے حد نزدیک اپنے ہونٹ کیے بولی تو اس نے اپنی سرد تاثرات سے سجی سنہری آنکھیں اس کی جانب گھمائی۔

تو سفید پینٹ ٹراوزر کے ساتھ اولیو شرٹ پہنے بے حد پراعتمادی اور بے باکی سے اسے دیکھتی رابیل اس کی آنکھوں کے اس تاثر سے پل بھر کے لیے گڑبڑائی لیکن اگلے ہی لمحے سنبھلتے ہوئے اس نے چہرہ اس کے مزید نزدیک کرتے ہوئے اس کی گردن پہ اپنے لب جمائے۔

تو اس کی اس بے باک اور غیر متوقع حرکت پہ اس کا پورا وجود ساکت ہو گیا۔

لیکن اگلے ہی پل اس کے لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں نے اس کے کالر پہ اپنا رنگ جمایا تو اس نے اس کے ہاتھوں تلے موجود مقید اپنے ہاتھ نکالتے اس کے ہاتھ اس انداز سے گھمائے کہ اعتماد کی بلندیوں کو چھوتی وہ اگلے ہی لمحے وہ سنوکر ٹیبل پہ اس انداز میں لیٹی تھی کہ اس کے ہاتھ خلیفہ کی گرفت میں، اوپری دھڑ میز پہ جبکہ ٹانگیں نیچے لٹک رہی تھیں۔

"آپ کو اندازہ ہے کہ آپ کس آگ کے ساتھ اور کس انداز میں کھیل رہی ہیں؟ "بھنچے ہوئے جبڑوں، سلگتی آنکھوں اور ہڈیوں کو جما دینے والی سرد آواز میں بولتا اس پہ جھکا۔

اس کے لہجے کی سرد مہری اور آنکھوں سے نکلتے شعلے چند لمحوں کے لیے اسے گنگ سے کر گئے اور دل اس کے اس روپ سے لحظہ بھر کو کانپ اٹھا۔

"سائیکو پیتھ سیریل کلر۔ "بے ساختہ یہ الفاظ اس کے کانوں میں گونجے۔

"انداز تم خود جانچ لینا اور آگ کے متعلق میں اچھے سے جانتی ہوں۔ " چند لمحوں کے بعد خود کو سنبھالتی وہ واپس اپنے اسی پراعتماد انداز میں گویا ہوئی تھی اگرچہ دل کی دھڑکن قابو میں نہ آ رہی تھی۔

اس کے اس جواب پہ وہ تیکھے انداز میں اس کی سیاہ آنکھوں میں گھورتا اس کے ہاتھ اپنی گرفت سے آزاد کرتا ہوا سیدھا ہوا ہی تھا کہ اس نے یونہی لیٹے لیٹے اس کے ہاتھ واپس اپنی گرفت میں لیتے اسے واپس خود

کی سمف جھکایا تو اس اچانک جھٹکے پہ وہ پہلے سے بھی زیادہ اس کے وجود پہ جھکا۔

اس اچانک افتاد پہ دونوں ہی بے ساختہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے جبکہ رابیل اس کی پر تپش سانسوں کی لپک اپنی گردن پہ محسوس کرتی زیادہ بوکھلاہٹ کا شکار ہو چکی تھی۔

"وہ۔۔وہ مجھے واپس اٹھاو جیسے لٹایا ہے۔ "نجانے سنہری آنکھوں میں کیسی حکایت درج تھی کہ اس کا اعتماد ڈولنے لگا تھا۔

تبھی وہ فوراً بات بناتی ہوئی بولی تھی تو اس نے بنا کچھ کہے اس کے ہاتھ پہ گرفت جماتے اسے کھینچ کے اس کے پیروں پہ کھڑا کیا تو وہ اسے دیکھنے لگی۔

"ایک بات تو بتاو مسٹر سی ای او! کیا تم نے کبھی کسی کا قتل کیا ہے؟ "
اس کا رخ دروازے کی طرف دیکھ کے وہ اس کے پیچھے لپکی تھی کیونکہ اس کا کام حاتم سے مل کے مکمل ہو چکا تھا۔
یہاں تک تو وہ صرف اسے زچ کرنے آئی تھی۔

"پارٹ ٹائم یہی کام کرتا ہوں۔ آپ احتیاط کریں۔ "بنا اس کے سوال پہ چونکے وہ اپنے مخصوص لہجے میں بولتا اس روم سے باہر نکلا تو اس کے عقب میں چلتی رابیل نے' اووو 'کی صورت میں ہونٹوں کو گھمایا۔

"مجھے گن کا استعمال سکھا دیں گے آپ؟ " کبھی' تم 'اور کبھی' آپ 'کے چنگل میں الجھتی وہ اسے کوفت زدہ کر رہی تھی۔

"سیریل کلرز گن کا استعمال نہیں کرتے۔" سپاٹ انداز میں اسے جواب دے کر وہ لفٹ کی طرف بڑھا کہ اب کم از کم اس لڑکی کی موجودگی میں وہ ریلیکس نہیں ہو سکتا تھا۔

جبکہ اس کے ساتھ باتوں میں مگن رابیل بھی لفٹ میں اینٹر ہو گئی مگر جیسے ہی لفٹ بند ہوئی تو وہ جیسے کسی گہرے خواب سے جاگی تھی۔

اس نے چونک کے لفٹ کے بند دروازے کو دیکھا اور پھر ایک نظر لفٹ کی دیواروں پہ ڈالی۔

اس نے بڑے نامحسوس انداز میں اپنی شرٹ کا اوپری بٹن کھولا تھا اور کن اکھیوں سے اسے دیکھا جو اس کی موجودگی سے بے نیاز کھڑا جیب سے موبائل نکال رہا تھا۔

"مسٹر سی ای او! یہ ک۔۔۔۔۔آہہہہ "وہ اپنی توجہ بھٹکانے کی خاطر بول رہی تھی جب ایک دم سے لفٹ میں تاریکی چھا گئی اور لفٹ ایک جھٹکے کے ساتھ رکی تو اس کی فلک شگاف چیخ بند لفٹ میں گونج اٹھی۔

"یہ۔۔یہ بند کیوں ہوئی ہے۔اسے۔۔اسے کھلواو پلیز جلدی۔ "بڑے ہذیانی انداز میں کہتی وہ بے ساختہ دو قدم آگے بڑھتی اس کے نزدیک ہوئی جو اس کے اچانک ردعمل پہ خاصا حیران نظر آ رہا تھا۔

"ریلیکس! کوئی فالٹ آ گیا ہو گا۔ ابھی آن ہو جاتی ہے۔ "طبیعت و فطرت کے برعکس وہ قدرے نرم لہجے میں گویا ہوا تھا مگر وہ اس کی کچھ نہیں سن رہی تھی بلکہ وہ اپنی گردن پہ ہاتھ مارتی گویا سانس لینے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔

"نن۔۔نہیں اسے کھولو پ۔۔پلیز۔میر۔۔میری سانس ب۔۔بند ہو رہی ہے۔اس۔۔اسے کھولو۔ "گردن پہ زور زور سے دونوں ہاتھ مارتی وہ زارو قطار روتی ہوئی پسینے سے شرابور ہو چکی تھی۔

اس کی حالت دیکھ کر اس کے ذہن میں فوراً' کلاسٹروفوبیا 'کا خیال آیا۔

"پریشان نہیں ہوں۔میں کال کرتا ہوں۔آپ گہرا سانس لینے کی کوشش کرو۔ "اس پہ چڑھا سرد مہری کا خول گویا چٹخ چکا تھا۔اسے تسلی دیتے ہوئے اس نے حاتم کو کال ملانی چاہی لیکن سگنلز نہیں تھے۔

اس نے جھلاتے ہوئے موبائل کی ٹارچ آن کر کے اس کا جائزہ لیا جو قابلِ ترحم حالت میں گردن پہ ہاتھ رکھے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔

"مم۔۔ممی!میرا سانس۔۔۔۔ "اس کے حلق سے ٹوٹے پھوٹے الفاظ نکل رہے تھے۔

اس کی حالت دیکھتا وہ دو قدم مزید آگے بڑھا اور اپنا بایاں بازو پھیلا کے اس کے کندھوں کے گرد رکھا اور اسے بے حد آہستگی سے اپنے کندھے لگایا تو ہاتھ میں ہوتے کپکپاتی اور سینے میں بڑھتے غبار سے وہ دانستاً نظریں چرا گیا۔

"ریلیکس!بس کچھ منٹوں کی بات ہے۔سب ٹھیک ہے۔کچھ بھی نہیں ہوا ہے۔ "دوسرے ہاتھ سے پسینے سے تر بالوں کی ماتھے پہ چپکی لٹوں کو ہٹاتے ہوئے وہ رسانیت سے بولتا اسے ریلیکس کر رہا تھا جو نڈھال سے انداز میں اس کے سینے پہ سر ٹکائے اپنی سانسیں بحال کرنے کی کوشش میں تھی۔

"م۔۔میں مرنا نہیں چ۔۔چاہتی۔مم۔ممی۔۔ب۔۔۔ "اس کے ہونٹوں سے بہت مدہم سے انداز میں لفظ ٹوٹ ٹوٹ کے نکلے تو اس کی آنکھوں کا سنہرا پن مزید سنہرا ہونے لگا جبکہ چہرے کے تاثرات ناقابلِ فہم سے ہو گئے۔

اس نے موبائل جیب میں ڈال کے دونوں ہاتھوں میں اس کا سفید پڑتا چہرہ تھاما تو دل میں جیسے طوفان سا اٹھنے لگا۔

جسے بمشکل دباتے ہوئے وہ آنکھیں میچتا ہوا اس کے نیم وا خشک ہونٹوں پہ جھکا اور اس کے نیم مردہ وجود میں اپنی سانسیں انڈیلنے لگا۔

وہ جو اپنے حواس کھو رہی تھی، اس اچانک افتاد پہ اس کا سر چکرا اٹھا۔اس نے بے ساختہ اس کی شرٹ کو دبوچتے ہوئے خود کو سہارا دینے کی کوشش کی کیونکہ وہ بڑی شدت کے ساتھ اس کے ہونٹوں پہ جھکا اس کی سانسوں کو بحال کر رہا تھا۔

چند لمحے تھے یا طویل ترین صدیاں مگر جب وہ ہٹا تو اس کے چہرے کی سرخی نے بتایا کہ رابیل کی سانسیں بحال کرتا وہ خود کڑے امتحان کا شکار ہو بیٹھا تھا۔

اس کے نیم وا نم ہونٹوں سے نظر چراتے ہوئے اس نے اسے اپنے کندھے سے لگایا تو اگلے ہی پل وہ حواس کھوتی اس کی بانہوں میں بکھرتی چلی گئی۔

اس کے بے ہوش وجود کو بانہوں میں بھرے وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ اپنے آفس روم کی طرف بڑھ رہا تھا جب حاتم اسے دیکھ کے ان کے نزدیک آیا۔

"واٹ ہیپینڈ سر؟ "اس نے بے ہوش رابیل کے زرد چہرے پہ ایک نظر ڈالی لیکن وہ بنا کچھ کہے آفس کی طرف بڑھا تو حاتم نے جلدی سے دروازہ کھولا۔

آفس میں داخل ہو کے وہ دائیں جانب موجود پرسنل سٹنگ ایریے کی جانب بڑھا اور وہاں موجود کاوچ پہ اسے لٹایا۔

کچھ لمحے قبل وہ مہکتے ہوئے پھول کی مانند لگ رہی تھی مگر اب وہی پھول مرجھا چکا تھا۔

وہ اس کے نزدیک کھڑا بے ارادہ اس کے نقوش کا جائزہ لے رہا تھا جب بھٹکتی ہوئی نظر اس کے ہونٹوں پہ گئی تو اس کے دل میں پھر سے وہی کسک اٹھنے لگی جسے سر جھٹک کے دباتے ہوئے وہ اسے یونہی چھوڑے پلٹ رہا تھا جب اس کے لب سرسرائے۔

"م۔۔م۔۔ ممی۔ "اس کے ہونٹوں سے نکلتے الفاظ پہ اس کے اٹھتے قدم رک گئے اور وہ آہستگی سے گردن موڑ کے اسے دیکھنے لگا جو نیم بے ہوشی میں کسی آغوش کی متلاشی تھی۔

"آپ واقعی نہیں جانتی کہ آپ کس آگ سے کھیل رہی ہیں۔ "
بڑبڑانے کے سے انداز میں کہتا وہ اس کی طرف مڑا اور خود پہ ڈھیروں جبر کر کے سہارے و تسلی کے لیے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔
لیکن اگلے ہی پل وہ جیسے گنگ سا رہ گیا جب خوف و ہراس کا شکار رابیل نے اس کے ہاتھ کو مضبوطی سے جھکڑتے ہوئے خود کو اس کے بازو میں سمیٹنے کی کوشش کی تو اسے کمرے میں آکسیجن کی کمی محسوس ہوئی تھی۔

"ہینڈسم "!

"تم پہ دل آ گیا ہے میرا۔ "

دکھ دیتی یادیں دل میں پنجے گاڑھنے لگیں تو اس نے ہاتھ اس کی گرفت سے نکالنا چاہا مگر۔۔۔۔

"نن۔۔نہیں پ۔۔پلیز۔۔۔۔۔ "نیم بے ہوشی کی کیفیت میں وہ مزید اس کی طرف کھسکی اور کاوچ کے پاس پنجوں کے پل بیٹھے خلیفہ کے وجود میں سکڑ سمٹ سی گئی۔

"مم۔۔مجھے وہاں نن۔نہیں جانا مم۔۔ممی۔مم۔مری سا۔۔نس بند ہوتی ہے۔میں م۔۔مرنے لگتی ہ۔۔ہوں۔ "اس کے سینے سے لگی وہ بے ربط سے انداز و الفاظ میں بولتی جا رہی تھی۔

جبکہ وہ گویا اسے سینے میں سمیٹے کسی پتھر کی سِل کی مانند خاموش بیٹھا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔.۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہلکے گلابی تھیم سے سجے خوبصورت بیڈروم میں وہ اپنے نرم بیڈ پہ بہت سارے ٹیڈی بیئرز پاس رکھے نیم دراز تھی۔

ملائم چہرے پہ اس وقت پرسوچ تاثرات سجے ہوئے تھے، کچھ لمحے پہلے وہ ڈینیئل سے بات کر کے فارغ ہوئی تھی لیکن اس وقت اس کی سوچوں کا محور ڈینیئل نہیں بلکہ کچھ اور تھا۔

دو دن قبل جب وہ مکمل طور پہ ہوش میں آئی تھی تو وہ خلیفہ کے لگژری آفس کے سٹنگ ایریے میں موجود کاوچ پہ لیٹی ہوئی تھی اور اس پہ خلیفہ کا بلیو کلر کا کوٹ پھیلا ہوا تھا۔

ہوش میں آتے ہی اس نے کوٹ کو ہاتھوں میں دبوچتے ہوئے اردگرد نگاہ گھمائی لیکن کمرے میں کوئی نہ تھا مگر۔۔۔۔

اس کے شعور کے مدغم ہوتے پردے پہ بہت سارے منظر اجاگر ہو رہے تھے جن میں سب سے واضح اسی کاوچ پہ اس کے سینے میں سمٹتے ہوئے پلکیں موندنا تھا۔

اس نے اپنی بوجھل پلکیں گھما کے کاوچ کے نزدیک اس جگہ کو دیکھا جہاں وہ اس کے پاس پنجوں کے بل اسے سمیٹے ہوئے بیٹھا تھا۔

خود کو سنبھالتے ہوئے اس نے گھڑی پہ نظر دوڑائی جو شام کے پونے سات بجا رہی تھی۔گہری سانس بھرتی وہ اٹھی اور باہر نکلی تو دیکھا اس کا آفس اس وقت خالی تھا۔

اپنے بال ہاتھوں سے سنوارتی وہ دکھتی آنکھوں کو انگوٹھے سے دباتی ہوئی بائیں بازو میں اس کا کوٹ رکھے متوازن چال چلتی ہوئی باہر نکلی تو پہلا سامنا حاتم سے ہی ہوا تھا۔

"کیسی طبیعت ہے آپ کی میم؟ "نکاح کے بعد' مس خان 'سے' میم 'کا سفر اس نے بہت جلد کیا تھا۔

"فائن۔ تمہارے سر کہاں ہیں؟ "اس نے بلا تمہید سنجیدگی سے استفسار کیا۔

"ان کا ایک آفیشل ڈنر تھا وہ اس کے لیے نکل چکے ہیں۔میں آپ کے جاگنے کا ویٹ کر رہا تھا کہ آپ کو گھر ڈراپ کر کے میں سر کو جوائن کر سکوں۔ "اس کے تفصیلی جواب پہ اس نے طائرانہ نگاہوں سے اردگرد کا جائزہ لیا جہاں بہت سے کیبنز سے ورکرز کام ختم کر کے آف کر چکے تھے۔

"میں جا سکتی ہوں حاتم۔میں اپنی گاڑی پہ آئی تھی۔ "اس نے تحمل سے اس کی بات جذب کر کے جانے کے لیے قدم اٹھایا۔

"سوری میم!لیکن یہ سر کا آرڈر ہے۔ "حاتم نے اس کی بات ماننے سے انکار کیا۔

"اور میں جیسے تمہارے سر کا آرڈر مان لوں گی۔ "کچھ دیر قبل کے احساسات سرد پڑ چکے تھے۔

"وہ آپ کو ماننا پڑے گا کیونکہ آپ کا ہی کہنا تھا کہ آفس روم کے باہر یہ پیپر میرج نہیں ہوں گی۔آپ ہزبینڈ وائف ہی شو کریں گے۔سو پلیز کم ہیئر۔ "اپنے سر کی طرح وہ اسے اسی کی بات کے جال میں الجھاتا آگے بڑھنے کا اشارہ کرنے لگا۔

"خدا تم کو پوچھے شیری، اتنا بیہودہ پوائنٹ لکھوایا ہے کہ میں خود پھنس گئی اس میں۔ "غائبانہ اس کو سناتی وہ حاتم کے کہنے پہ آگے بڑھ گئی تھی۔

تب تو وقتی طور پہ وہ سب نظرانداز کر گئی تھی لیکن پچھلے دو دنوں سے نجانے کیوں وہ سب اس کے حواسوں پہ سوار ہو رہا تھا۔

اسے یہ صحیح سے یاد نہیں تھا کہ لفٹ میں کیا ہوا یا خلیفہ نے اسے سی پی آر دی تھی یا نہیں مگر اسے اس کا خود کو تسلی دینا یاد تھا۔اسے اس کی مضبوط بانہوں کا حصار یاد تھا۔

اسے اپنے گرد موجود اس کے بازووں کا لمس یاد تھا۔

لایعنی سوچوں میں گم رابیل دروازہ کھلنے کی آواز پہ چونکی کہ سعدیہ بیگم بانو کی مدد سے چیئر دھکیلتی اس کے کمرے میں داخل ہو رہی تھیں۔

"کیسی طبیعت ہے اب رابی؟ "اس کے بیڈ کے بالکل نزدیک ٹھہرتی ممی نے اس کی پیشانی کو چھوا۔

"پریٹی فائن۔ آپ ٹھیک ہیں نا؟ آپ نے کیوں خود کو تکلیف دی، مجھے بلوا لیتی آپ؟ "وہ فوراً سیدھی ہو کے بیٹھی تھی اور محبت سے ماں کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

"تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے مجھے ہی آنا پڑا۔ "اس کو جواب دیتے ہوئے انہوں نے اس کے تکیے کے پاس پڑے بلیو مردانہ کوٹ کو گہری نگاہوں سے دیکھا جو گزشتہ دو دن سے اس کے پاس یونہی پڑا تھا۔

"ایسی طبیعت بھی خراب نہیں کہ آپ کے بلانے پہ آ نہ پاتی۔ "اس نے محبت سے ان کا ہاتھ چوما۔

"تو پھر میری ورکھولک بیٹی دو دن سے آفس کیوں نہیں جا رہی؟ " مسکراتے ہوئے اس کے چہرے کو دیکھا جو ان کی کُل کائنات تھا۔

"وہ تو بس میں ریسٹ کرنا چاہتی تھی اس لیے علینہ کو آنلائن اسسٹ کرتی رہی اور کام نپٹا لیا اپنا۔" ہلکے پھلکے انداز میں کہتی وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے بال سمیٹتی میسی جوڑے میں لپیٹنے لگی۔

"تو پھر کیا خیال ہے، تم بھی گھر ہو تو خلیفہ اور اس کے گھر والوں کو ڈنر کے لیے نہ انوائیٹ کر لیا جائے؟ "ممی کی بات پہ اس کے دل زوروں سے دھڑک اٹھا۔

ایک بار پھر سے اپنے گرد بازوؤں کا لمس جاگ اٹھا تھا۔

"وہ تو آفس ہوں گے۔ہاں باقی سب کو کال کریں وہ ضرور آئیں گے۔ " وہ فطرتاً بری یا بدتمیز نہیں تھی اس لیے اسے اُس کے گھر والوں سے کوئی مسئلہ نہیں تھا اس لیے وہ ان سب سے بہت محبت و اخلاق سے پیش آتی تھی۔

ہاں اگر وہ اس سے برے انداز میں پیش آتے تو وہ دوگنا برا رویہ دکھانے سے بھی گریز نہ کرتی لیکن جب وہ اس کے ساتھ اچھا پیش آتے تھے تو وہ بھی اچھے انداز میں پیش آتی تھی۔

"تم مجھے خلیفہ کا نمبر ملا کے دو، میں پہلے اس سے بات کرتی ہوں۔ "ممی کی بات پہ وہ انہیں دیکھ کے رہ گئی۔

لیکن کوئی اور چارہ نہ تھا کہ ممی سامنے بیٹھی تھیں اس لیے گہری سانس بھر کے وہ مڑ کے سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھانے لگی۔

پہلے اس نے سوچا کہ وہ اس کا دوسرا نمبر ڈائل کرے اور حاتم کے ذریعے میسج دے دے لیکن پھر اس کا پرسنل نمبر ڈائل کر گئی۔

"السلام علیکم! خلیفہ سپیکنگ۔ "چند سیکنڈز بعد اس کی گھمبیر آواز گونجی۔

"وعلیکم السلام "!سلام کا جواب دے کے وہ چپ کر گئی تو وہ اس کی آواز سن کے لب بھینچ کے رہ گیا۔

اپنے مضبوط سینے پہ اس کی نرم گرم سانسوں کا لمس جیسے پھر سے جاگنے لگا تھا۔

"ممی بات کرنا چاہتی ہیں۔ "اس کی خاموشی پہ وہ سنجیدگی سے بول کے موبائل ممی کی جانب بڑھا گئی۔

ممی کو موبائل تھما کر وہ اٹھ کے وارڈروب کی طرف بڑھ گئی جبکہ کان ممی کی گفتگو پہ لگے ہوئے تھے جو اپنے داماد کو کھانے پہ انوائیٹ کر رہی تھیں۔

اسے پوری توقع تھی کہ وہ انکار کر دے گا مگر ممی نے جب کال بند کر کے اس کی رضامندی کا بتایا تو وہ حیران رہ گئی۔

"کمال ہے۔اس مشین کو بھی مروت نبھانا آتی ہے۔ "برے دل کے ساتھ سوچتی ہوئی اب' حیات حویلی 'کال کرنے لگی۔

وہ تو ابھی تک سوچ کے الجھ پڑتی تھی کہ کیا واقعی اس شخص نے شیئرز اور جگہ کے لیے' پیپر میرج 'کے لیے حامی بھری تھی؟

"بھاڑ میں جائے وہ شخص۔میں کیوں اسے سر پہ سوار کرنے لگی۔میرا کام تو اسے زچ کرنے کا ہے نا کہ ہونے کا۔ "نئے سرے سے خود کو یاد کرواتی وہ شلوار قمیض ڈھونڈنے لگی کہ ممی کے بقول ان لوگوں کے سامنے ویسٹرن ڈریسز نہ استعمال کیا کرو۔

لیونگ ایریے میں قہقہوں اور باتوں کی آواز بڑا خوشگوار ماحول بنائے ہوئے تھی۔

"آپ ڈل کیوں لگ رہی ہیں بھابھی؟ "کنزی نے اسے دیکھتے ہوئے استفسار کیا جو براون کلر کے لانگ شرٹ کیپری کے ساتھ سیاہ دوپٹہ لیے بالوں کو کیچر لگائے زینب چچی کے پاس بیٹھی تھی۔

"تھوڑی سی طبیعت اپ سیٹ ہوئی تھی لیکن اب ٹھیک ہوں۔ "اس نے مسکراتے ہوئے سب کی تشفی کروائی۔

"سچ جواب دینا تھا نا بھابھی۔ "حسنین نے اچانک ٹکڑا لگایا تو اس نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔

"کیسا سچا جواب؟ "ندا نے بھائی کو دیکھا۔

"یہی کہ ہمارا خونخوار بھائی خون چوستا ہے آپ کا۔ "اس نے لڑکیوں اور اپنی ماوں کو تپانے کے لیے شرارت سے کہا تو رابیل کو نا چاہتے ہوئے بھی ہنسی آ گئی۔

"یو نو آئی لائک ٹمبلا پ ئرز۔ "اس نے حسنین کی شوخی کا جواب شوخی سے دیا تو حسنین کی' اووو 'بڑی بے ساختہ تھی۔

"پھر اس ٹمبلا پ ئر کا آپ پہ بھی اثر ہوا ہو گا؟ "حسن نے اب کی بار اسے مخاطب کیا تو چھوٹی مما نے اس کے کندھے پہ دھپ رسید کی۔

"شرم کرو۔بڑا بھائی ہے تم لوگوں کا۔ "انہوں نے گویا شرم دلانی چاہی۔

"بھائی؟نا والدہ ماجدہ روبوٹک مشین کہیں۔ "تھپڑ کے بعد اس کی زبان کے جوہر مزید کھلے جو رابیل کو تو بہت مزہ دے رہے تھے۔

"بی جان ہوتی ابھی ادھر تو پھر کرتے تم لوگ بھائی کے بارے میں ایسی باتیں تو میں مانتی۔ "حرا نے انہیں چڑایا کہ بی جان بڑےپاپا، بڑی مما اور چاچو ساتھ اپنے بھانجے کی فوتگی پہ گئی تھیں۔

وہ سب کے ساتھ گپ شپ میں بزی تھی جب بانو نے اس کا گنگناتا موبائل اسے تھمایا۔

'ڈیڈ سیل کالنگ' لکھا دیکھ کر وہ سب سے ایکسکیوز کرتی باہر نکلی اور لان میں ٹہلتی اس کی کال سننے لگی۔

آٹھ سے دس منٹ تک اس کی کال سننے کے بعد جب وہ مڑی تو سر جیسے کسی دیوار سے ٹکراتا گھوم سا گیا۔

"یا اللہ "!اس نے بے ساختہ دیوار پہ ہاتھ رکھتے ہوئے خود کو سہارا دینے کی کوشش کی لیکن یہ کیا؟

اس کا ہاتھ کسی دیوار پہ نہیں بلکہ ایک قیمتی کوٹ کی کریز خراب کرتا اسے مٹھی میں دبوچے ہوئے تھا۔

اس نے کسی خیال کے تحت نظریں اٹھا کے سامنے دیکھا تو جہاں بیٹ مس ہوئی وہیں تیوری چڑھ گئی۔

"آپ میرے پیچھے کھڑے کیا کر رہے تھے؟لے دے کے میرا سر پھاڑ کے رکھ دیا۔آئرن مین کے سگے نہ ہوں تو۔ "پل میں ساری بھڑاس نکالتی وہ بدمزاجی سے گویا ہوئی تو اس کے چہرے کا سرد پن مزید گہرا ہوا۔

"اگر آنکھیں کام کرتی ہیں تو کھول کے دیکھیں آپ دروازے کے بیچ کھڑی ہیں سی او صاحبہ۔اور مجھے اسی دروازے سے گزر کے اندر جانا

تھا۔ "اس کی طنز میں ڈوبی سرد آواز پہ اس نے گردن گھما کے دیکھا تو خفیف سی ہو گئی کیونکہ وہ ٹہلتے ٹہلتے اندرونی دروازے کے بیچ و بیچ آ کھڑی ہوئی تھی۔

"میرا کوٹ چھوڑنے کی زحمت کریں گی یا یہ بھی اتار کے دے دوں آپ کو؟ "اس کے چہرے کو دیکھتے وہ مزید بولا تو اس کے' یہ بھی 'پہ اسے نجانے کیا کچھ یاد آیا تھا۔

مگر۔۔۔۔۔

"شیور وائے ناٹ۔اکلوتے شوہر ہیں آپ میرے مسٹر سی ای او۔ کوٹ کیا شرٹ بھی اتروا سکتی ہوں۔تو پھر کیا خیال ہے؟ "بنا کوٹ چھوڑے وہ دوسرے ہاتھ سے بھی کوٹ کو جھکڑتی اس کے دو قدم مزید نزدیک ہوتی اس کی آنکھوں میں جھانکتی بے باکی سے گویا ہوئی تھی۔

"ایسے خیال کے بارے میں میں نے استفسار کیا تو آپ میرے سامنے نظریں نہیں اٹھا کے کھڑی ہوں گی اس لیے الفاظ کا استعمال توجہ سے کیا کریں۔ "بنا اس کو چھوئے وہ اپنے الفاظ سے خود سے دور رہنے کو مجبور کر رہا تھا۔

جبکہ نظریں اس کی آنکھوں پہ مرکوز تھیں۔

وہ شاید گزشتہ چند سالوں میں اس سے ملنے والی پہلی عورت تھی جس کے سامنے اس نے نظریں اٹھا کے اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی جسارت کی تھی۔

بلکہ وہ اس کے بہت سارے اصول توڑ چکی تھی۔

"الفاظ کے استعمال پہ ہی پابندی ہے نا بس؟رومانس پہ تو کوئی قدغن نہیں ہے نا؟وہ میں کر لوں؟ "چہرہ اس کے چہرے کے بالکل نزدیک

کیسے وہ بظاہر معصومیت سے استفسار کرتی اپنے مخصوص بلبلے انداز میں بولی تو اس کے خوبصورت چہرے کی گھمبیرتا مزید بڑھ گئے۔

"تم بہت چارمنگ اور بریتھ ٹیکنگ۔۔ پرسنالٹی رکھتے ہو مسٹر سی ای او۔" چہرے کی گھمبیرتا سے وجاہت میں ہونے والے اضافے کو دیکھ کر وہ بے اختیارانہ لہجے میں گویا ہوئی تو اس کے جبڑے بھنچ سے گئے۔

"آج کے بعد ایسے الفاظ میرے سامنے ہرگز مت دہرانا۔ نفرت ہے مجھے عورت کی زبان سے خود کے لیے ایسے الفاظ سننے سے۔شدید نفرت۔" بھنچے ہوئے چہرے کے ساتھ وہ دبے دبے لہجے میں غرایا اور پھر اس کی گرفت سے کوٹ آزاد کروائے بغیر وہ کوٹ اتار کے شل کھڑی رابیل کے ہاتھوں میں اسے تھما کے اندر کی طرف بڑھا تو شل کھڑی رابیل کا وجود جیسے بھڑ بھڑ جلنے لگا۔

"سر!آپ کو نہیں لگتا کہ جب الیکشنز سر پہ ہیں تو ہمیں ایسے سٹیپس نہیں لینے چاہیے۔ "خان نے اسے مخاطب کیا جو اپنے کمرے سے ملحقہ سٹڈی روم میں بیٹھا اسی کی فراہم کی گئی فائلز کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

"خان!ہم ایسے سٹیپس لیں گے بھی نہیں۔یہ بزنس کلاس کا معاملہ ہے جس کا ہم سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں۔ "اپنے مخصوص لب و لہجے میں اسے کہتا وہ سگریٹ سلگانے لگا۔

خوبصورت سیاہ آنکھیں تاحال فائلز پہ ہی مرکوز تھیں۔

"کیا مطلب؟ "خان اس کی مبہم باتوں سے الجھا کہ اگر کوئی پیش رفت نہیں کرنی تھی تو پھر' ڈیٹا 'کیوں نکلوایا۔

"یہ کام کرنے کے لیے ہم خانزادہ کو زحمت دیں گے۔ویسے بھی ایسے دو نمبر کاموں کے لیے وہ ہی ماہر ہے۔ "سنجیدگی سے کہتا وہ ایش ٹرے

میں راکھ جھاڑنے لگا تو اس کی بات سن کے خان کے اعصاب ڈھیلے پڑے۔

"میں آپ کی بات سمجھ چکا ہوں سر۔ "وہ مسکراتے ہوئے بولا تو جہان نے چہرہ اٹھا کے اسے دیکھا۔

"تو پھر اب جلدی سے گھر پہنچنے کی کرو کیونکہ مہرماہ کی بلامبالغہ گھر کے سبھی افراد کے پاس کالز آ چکی ہیں۔اب تو شاید تمہیں گنجا کرنے کی مکمل تیاری کر کے بیٹھی ہو۔ "وہ بہت کم ایسی چھیڑ چھاڑ کرتا تھا لیکن جب کرتا تھا تو خان اچھا خاصا جھینپ جایا کرتا تھا۔

"سر!یہ تو خدا کا خاص کرم ہے جو اب تک بال سر پہ موجود ہیں ورنہ تو تیاری ہر بار ہی مکمل ہوتی ہے۔ "اپنی خجالت مٹاتا وہ کھلتے ہوئے لہجے میں بولا تو ایک خوبصورت تبسم اس کے ہونٹوں پہ بھی پھیل گیا۔

تبھی دروازے پہ کھٹکا ہوا اور خوبصورت فلورل فراک پہنے پانچ سالہ ہالے نرم ہاتھوں سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی۔

"بابا"! چہکتے ہوئے وہ بھاگنے کے سے انداز میں باپ کی طرف بڑھی جو اسے دیکھ کے سگریٹ بجھا چکا تھا اور اب اپنی کرسی سے کھڑا ہوتا اسے اپنی گود میں اٹھا گیا۔

"خان چاچو سے ملی بابا کی جان؟ "اس نے اس کی توجہ خان کی طرف کروائی۔

"سب سے پہلے۔ "اس نے فٹ سے جواب دیا کیونکہ خان جب مینشن آیا تو وہی اس سے ملی تھی۔

"جی سر! آج سب سے پہلے میری بیٹی ہی مجھے ملی ہے۔اور اب میں چلتا ہوں تاکہ اب بیٹی کی پھپھو سے جا کے مل آوں۔ "شرارت سے کہتے ہوئے وہ وہاں سے رخصت ہوا تو جہان ہالے کی طرف متوجہ ہو گیا جو اب اس سے ڈھیر ساری باتیں کیے جا رہی تھی۔

جن میں سب سے زیادہ تو اپنی ماں کی شکایتیں تھیں۔

"میری بیٹی شاید وہ پہلا فرد ہے جس کے منہ سے میں آہ کے خلاف باتیں سن کے بخوشی برداشت کر لیتا ہوں۔ "ہالے کو بانہوں میں اٹھائے وہ واپس اپنے کمرے میں آیا جہاں سیاہ ٹراوزر شرٹ پہ مبنی نائٹ سوٹ میں ملبوس وارڈ روب سے اس کا نائٹ سوٹ نکال رہی تھی۔

"اور ایسا اس لیے ہے کہ اس کی آنکھیں بالکل آپ جیسی ہیں۔ "محبت سے کہتے ہوئے اس نے ہالے کی خوبصورت آنکھوں اور پھر ٹھوڑی کے بھنور کو چھوا تھا۔

"مما! بابا لوز می آلاٹ۔ "باپ کی باتیں سنتی ہالے نے باپ کے پیار پہ فوراً ماں کو جتلایا تو وہ مسکراتی ہوئی پلٹی اور ان کے نزدیک آئی۔

"یس آئی نو اینڈ مما آلسو لوز یو مائی سویٹ ہارٹ۔ "محبت سے کہتے ہوئے اس نے اس کے پھولے پھولے رخساروں کو زور سے چھوا۔

"اتنی ہی گرمجوشی کا مظاہرہ میرے لیے بھی دکھایا دیا کریں۔ "اس کی جانب جھکتے ہوئے مدہم لہجے میں بولتا ہوا وہ اس کے چہرے کو گلال کر گیا۔

اس نے حجاب آمیز انداز میں اس کی توجہ ہالے کی طرف کروائی جو اس کی جیب سے اس کا موبائل نکال رہی تھی۔چند منٹوں کے بعد شاہ ویر

نے بھی انہیں جوائن کیا تو وہ چاروں کافی دیر تک ایک خوشحال و پرسکون فیملی کا منظر پیش کرتے باتیں کرتے رہے۔

رات کے تقریباً سوا گیارہ بجے ان دونوں کے سو جانے پہ جہان انہیں اُن کے روم میں لٹا کے واپس آیا تو علیزے بیڈ کے کنارے پہ بیٹھی اپنے ہاتھوں پہ لوشن لگا رہی تھی۔

"ریپنزل "!جھک کے اس کے کندھے کو ہونٹوں سے چھوتے ہوئے اس نے اس کے بالوں میں اٹکے کیچر کو نکالا تو سنہرے بالوں کی گھنیری آبشار سے نازک کمر ڈھک سی گئی۔

"یہ مجھے آج بھی ہوش و حواس سے بیگانہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ "خماری آلود لہجے میں بولتے ہوئے وہ دیوانہ وار اس کے بالوں کو

چومتا ہوا انہیں نرمی سے ایک کندھے پہ ڈالتا اس کی گردن میں چہرہ چھپا گیا۔

تو اس کی شدت بھری دیوانگی پہ وہ کپکپا اٹھی۔

"حیدر "!اس کا لہجہ حیا کی شدت سے کانپ رہا تھا۔

"اونہوں!مزاحمت نہیں بلکہ ویسی گرمجوشی کا مظاہرہ کریں جیسی آپ اپنے بچوں کے لیے دکھاتی ہیں۔ "اس کے پہلووں پہ اپنے ہاتھوں کی گرفت مضبوط کرتا وہ اس کی سانسیں حلق میں اٹکا گیا۔

وہ تو اپنی شدت سے اسے پاگل کر دیتا تھا ایسے میں وہ کچھ کہنے یا کرنے کی ہمت کہاں سے جتا پاتی۔

"اب آپ مجھے۔۔ت۔۔تنگ کریں گے۔ "اس کے لمس کی حدت، ہونٹوں کے دہکتے لمس سے خائف ہوتی وہ اسی میں سمٹتی جا رہی تھی۔

"بالکل کیونکہ یہ حق مجھے ہی حاصل ہے۔ "یونہی اس کے پہلووں پہ ہاتھ جمائے اس نے اسے پیچھے کی طرف لٹایا اور اپنے سلگتے ہوئے لب اس کی گردن میں لپٹے پینڈنٹ پہ رکھے تو وہ اس کی شرٹ مٹھیوں میں جھکڑ کے رہ گئی۔

جبکہ وہ اب ایک ہاتھ اس کے بالوں میں پھنسائے دوسرے ہاتھ اس کی گردن پہ دھرے اس کے ہونٹوں پہ جھکا تو اس کی شدت سے بہکتی گھبراتی علیزے نے زور سے دونوں بازو اس کی گردن کے گرد لپیٹے تو اس کی ایسی دلپزیر پیش قدمی پہ گہرا اطمینان محسوس کرتا جہان کسی گہرے بادل کی مانند ٹوٹ کے اس پہ یوں برسا کہ علیزے کو اپنے وجود کے ایک ایک حصے سے اس کی مہک اٹھتی محسوس ہونے لگی۔

تم جو دیکھ لو میری آنکھوں میں مجسم خود کو

تمہیں میری محبت سے بلا کا عشق ہو جائے..۔۔۔۔

"نورے!ناٹ اگین یار۔ "اپنی شرٹ کو دیکھتا ہوا وہ جیسے رو دینے کو تھا۔

عارفین کے بعد یہ اس کی دوسری پریگنینسی تھی جو ریسنگ گراونڈ میں شروع ہوئی تھی۔

لیکن اس میں ایک چیز کامن تھی کہ شاید حماس کا برا وقت ہوتا تھا یا نورے کا معدہ ہی اس وقت پلٹا کھاتا تھا جب وہ اس کے پاس ہوتا تھا۔

یہ تیسری دفعہ تھا جب وہ اس پریگنینسی کے دوران اس کی شرٹ گندی کر چکی تھی۔

"تو میں نے کہتی ہوں کہ میرے اتنے نزدیک آیا کریں۔ "اس کی شرٹ کو دیکھتی وہ بے نیازی سے کہتی اپنا چہرہ دھونے لگی۔

"کیا مطلب؟اب اس میں بھی میرا ہی قصور ہے؟ "اس نے آنکھیں نکال کے اسے دیکھا۔

"بالکل!میرے بچے کا دل نہیں کرتا کہ اس کے بابا اس کی مما کے نزدیک آ کے اسے تنگ کریں۔ "نورے نے شرارت سے شرٹ اتار کے واشروم کے دروازے میں پھینکتے حماس کو دیکھا۔

"ایسی کی تیسی اس بچے کی۔ "اس کی جانب لپکتے ہوئے اس نے اسے بانہوں میں بھرتے ہوئے دیوانہ وار اس کے نقوش چومے تو اس کی جارحانہ گرفت پہ وہ بوکھلا سی اٹھی۔

"حماس!میں پھر سے وومٹ کر دوں گی۔ "اس نے بڑی تگڑی سی دھمکی لگائی۔

"پہلی دفعہ تھوڑی ہو گی۔عادی ہو چکا ہوں اب ".mi amore محبت سے کہتا وہ اس کی گردن پہ جھکا تو وہ سسکی سی بھرتی بے ساختہ اس کی بنیان اپنی مٹھی میں دبوچ گئی۔

"عا۔۔عارفین آ جائے گا۔ "اس کے لمس سے سمٹتے ہوئے اس نے مزاحمت کرنی چاہی لیکن دوسری طرف کوئی اثر نہ تھا وہ یونہی اسے بانہوں میں بھرے اس کی گردن پہ جھکا اسے اپنے پیار کے شدت سے لال کیے جا رہا تھا۔

"عارفین کی دادو اسے سنبھال لیں گی۔آپ اس کے بابا کو سنبھالیں۔ " جذبات سے چور لہجے میں بولتا وہ اسے بانہوں میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھا تو اس کا دل پاگل ہونے لگا کیونکہ ایسے لمحات میں وہ اسے ہر بار ہوش و حواس سے بیگانہ کر دیا کرتا تھا۔

اسے بیڈ پہ لٹاتا وہ اس پہ جھکا ہی تھا کہ سائیڈ ٹیبل پہ پڑا اس کا موبائل گنگنا اٹھا۔

"حماس!ف۔۔۔فون۔ "اس نے اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے اس کی توجہ رنگ کرتے فون کی طرف کروائی تو وہ اسے گھورتا ہوا یونہی اس پہ جھکے ہاتھ بڑھا کے فون اٹھا گیا۔
لیکن سکرین پہ بلنک کرتا' جیل پلٹ کمینے 'کے الفاظ پہ وہ جیسے بھنا سا گیا۔

"یہ ٹائم ہے کسی کو کال کرنے کا؟ "کال اٹھاتے ہی وہ بنا کسی مروت کے دھاڑا تو نورے نے گھور کے اسے دیکھا جو اس کے سامنے اس کے بھائی کو لتاڑ رہا تھا۔

"کیوں تم کون سے تارے گن رہے ہو اس ٹائم؟ "دوسری طرف کون سا وہ کم تھا۔اسی کے لب و لہجے میں گویا ہوا۔

"کام کی بات کرو جلدی۔ "اس نے اسی انداز میں کہا تو وہ بھی فوراً سیریس ہوا کیونکہ مسئلہ خاصا سنجیدہ تھا۔

"بیوروکریٹ صاحب کی طرف سے ایک پارسل آیا ہے اور ساتھ ایک فائل ہے۔ ایک ہفتے کا وقت دیا ہے ٹارگٹ مکمل کرنے کے لیے۔ "غیر مبہم سے الفاظ میں بات اس تک پہنچاتا وہ اب اس کے جواب کا منتظر تھا۔

"پارسل اور فائل لے کر کل میرے پاس آو۔پھر سب چیک کر کے میں خود انہیں جوابی میسج کر دوں گا۔ "سنجیدگی سے جواب دیتا وہ کال

بند کرتا نورے کی طرف متوجہ ہوا جو استفہامیہ نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"صحافت تو چھوڑ دی ہے لیکن یہ اپنے اندر کی صحافتی حس نہ ختم کر سکی۔ "اس کی استفہامیہ نگاہوں کو چھیڑتے ہوئے اس نے کہا اور اس سے پہلے کہ وہ اس سے کوئی سوال کرتی وہ اس کے ہونٹوں پہ جھکتا پوری شدت سے تمام الفاظ اپنے ہونٹوں میں جذب کرتا ہاتھ بڑھا کے لائٹس آف کر گیا۔

آج اس کی' ایس اے کے انٹرپرائز اینڈ کمپنیز 'کے ساتھ آفیشلی میٹنگ تھی اور وہ علینہ کو امپورٹینٹ پوائنٹس لکھوا رہی تھی جب اس کی ذہنی رو بھٹکی۔

"علینہ! کین یو پلیز سٹاپ اٹ فار فائیو منٹس؟ "اس نے اچانک علینہ کو مخاطب کیا تو اس نے فوراً منی ٹیب گود میں رکھا اور اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"شیور میم۔ "اس نے بغور اس کی طرف دیکھا جس نے آج معمول سے ہٹ کے ہونٹوں پہ بڑی ڈارک بلڈ ریڈ لپ اسٹک لگائی ہوئی تھی۔

" تمہیں کیا لگتا ہے علینہ کہ مسٹر سی ای او نے اس پیپر میرج کے لیے حامی کیوں بھری ہے؟ نجانے اس شخص کی پراسرار شخصیت مجھے یہ سوچنے پہ کیوں مجبور کر رہی ہے کہ وجہ ان شیئرز یا جگہ سے ہٹ کے ہے۔ "اس کے چہرے پہ پرسوچ تاثرات تھے کہ جیسے جیسے وہ اس کے بارے میں جان رہی تھی۔

اسے معلوم ہو چکا تھا کہ اس شخص کو پیسوں یا ایسے کسی لالچ سے زیر نہیں کیا جا سکتا تو پھر کیا وجہ تھی؟

کہ لڑکیوں سے خار کھانے والا شخص ایسی شادی وہ بھی اعلانیہ طور پہ کرنے پر کیسے راضی ہو سکتا ہے؟

"میم اگر آپ کی نظر میں شیئرز وغیرہ اس کی وجہ نہیں ہیں تو پھر تو بس ایک ہی وجہ بچتی ہے۔ "علینہ نے لحظہ بھر کا توقف لیا تو اس نے الجھ کے اس کی طرف دیکھا۔

"یہی کہ انہیں آپ سے محبت ہو گئی ہو گی۔ "علینہ کے اطمینان سے پیشن گوئی کرنے پہ اس کے دل کی بیٹ مس ہوئی لیکن چہرے کے تاثرات فوراً بگڑے۔

"واٹ دا ہیل۔ محبت اور وہ بھی اُس آئرن مین کو۔ناممکنات میں سے ایک ہے۔ "اس نے زور سے سر جھٹکا تھا کیونکہ وہ اس کی نظر اور لہجے میں اپنے لیے بیزاری و ناگواری دیکھ چکی تھی۔

ایسے میں محبت والی بخ۔۔۔

ناممکن۔

اس نے فوراً سر نفی میں ہلایا۔

"میم آپ کو تو ڈسلیر سر سے پیار ہے نا تو آپ تو جلدی محسوس کر سکیں گی اس جذبے کو۔اس لیے آپ خود پرکھ لیں کہ آیا مسٹر سی ای او آپ سے محبت کرتے ہیں یا نہیں؟ "علینہ کی بات پہ اس کے ماتھے پہ دو شکنیں نمودار ہوئیں جبکہ دماغ شیطانی خیالات بننے میں مگن ہو چکا تھا۔

کانفرس ٹیبل کے گرد بیٹھے سبھی افراد کی توجہ پروجیکٹر کے سامنے کھڑے حاتم لغاری پہ مرکوز تھیں جو' ایس اے کے کمپنیز 'کی جانب سے پوائنٹس کلیئر کر رہا تھا۔

سربراہی کرسی پہ بیٹھے خلیفہ نے کرسی کو ترچھا کیے اپنی سنہری آنکھیں پروجیکٹر کی بجائے حاتم پہ جمائی ہوئی تھیں جبکہ اس کے بائیں ہاتھ پہ پہلی کرسی پہ نیوی بلیو اور وائٹ پینٹ کوٹ سوٹ اور ہائی ہیل پہنے ڈارک لپ اسٹک لگائے کھلے بالوں کے ساتھ رابیل خان اور اس کے ساتھ علینہ بیٹھی ہوئی تھی۔

اس کے دائیں ہاتھ چوہدری کمپنیز کے سی او اور اس کے پی اے اور دیگر افراد براجمان تھے۔الغرض پورا ٹیبل بھرا ہوا تھا اور سبھی کی توجہ پروجیکٹر کی طرف مبذول تھی بشمول خلیفہ کے۔

لیکن کچھ منٹ گزرے ہی تھے کہ اسے اپنی دائیں ٹانگ کی پنڈلی پہ کچھ سرسراہٹ سی محسوس ہوئی۔

اس نے بنا چونکے غیر محسوس انداز میں اپنی ٹانگ جھلائی لیکن سرسراہٹ ختم ہونے کی بجائے دوبارہ سے ہوئی تو اس نے حاتم سے نظر ہٹا کے اپنے بائیں جانب گھمائی جہاں وہ اسی کی طرف متوجہ تھی۔

اس کے دیکھنے پہ وہ بڑے دلنواز انداز میں مسکرائی اور اپنی بائیں آنکھ ہولے سے دبائی۔

"نان سینس۔ "اس کی اس حرکت پہ جھلاتے ہوئے وہ زیرِ لب بولا تھا اور ٹانگ پیچھے کھینچنی چاہی مگر نرم پیر کی انگلیوں کا ٹھنڈا لمس پنڈلی سے اوپر کی جانب بڑھا تو اس کے وجود میں خون کی گردش منہ زور ہونے لگی۔

اس نے بڑی تپتی ہوئی نگاہوں سے اس کو دیکھا جو بڑے محظوظ کن انداز میں مسکراتی ٹیبل کے نیچے سے اپنے پیر ہیل سے نکال کے اس کی ٹانگ کو نشانہ بنائے ہوئے تھی۔

اس نے اپنی سرد آنکھوں کی جنبش سے اسے اس کی حرکت سے باز رہنے کا اشارہ کیا لیکن وہ باز نہ آئی۔

اس کی توجہ کے سبھی دھاگے بکھر چکے تھے اور وہ میٹنگ سے جیسے مکمل طور پہ بے بہرہ ہو چکا تھا۔

"مسٹر خلیفہ! کیا کہتے ہیں آپ پھر؟ "مسٹر احمد نے اپنی بات تیسری سے چوتھی دفعہ دہرائی تو وہ جیسے چونکا تھا۔

اس نے بنا ہڑبڑائے ان کی جانب گردن گھمائی لیکن اس سے قبل کہ وہ کچھ بولتا ایک دم سے اس کا وجود جیسا تھرا سا گیا۔

وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور سرخ چہرے کے ساتھ سب کو دیکھنے لگا۔

"آئم سوری جینٹل مین، آئم فیلنگ لٹل بٹ ڈیزی سو پلیز ایکسکیوزمی۔حاتم تم سب کی ریفریشمنٹ کا انتظام کرواو۔ہم میٹنگ کو یہیں سے گھنٹے بعد سٹارٹ کرتے ہیں۔"اپنے دل میں اٹھتے جذبات پہ قابو پائے وہ سنجیدگی سے بولا تو سبھی تائیدی انداز میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھے اور باری باری باہر نکلنے لگے۔

سب کے نکلنے پہ وہ بھی اپنی باری آنے پہ اس کے سرخ چہرے پہ مسکراتی نظر ڈال کے جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ اگلے ہی پل ایک جھٹکے سے رکی تھی۔

کیونکہ اس کی کلائی خلیفہ کی مضبوط گرفت میں تھی۔اس نے پلٹ کے بے یقینی سے اسے دیکھا جس نے یوں پہلی دفعہ اسے ہاتھ لگانے کی جرات کی تھی۔

لیکن وہ اس کی طرف نہیں بلکہ علینہ کی طرف متوجہ تھا جو ایک نظر انہیں دیکھ کے باہر نکل گئی۔

علینہ کے منظر سے ہٹنے پہ اس نے اپنی کلائی کھینچتے ہوئے اس کی گرفت سے آزاد کروانی چاہی جب اس نے اس کی کلائی کو ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا تو وہ ایک ہاتھ میز پہ رکھتی اس کی جانب جھک سی گئی۔

"کیا کرنا چاہ رہی تھیں آپ؟ "بنا اس کی کلائی چھوڑے وہ دو قدم اس کے نزدیک آتا برفیلے لہجے میں گویا ہوا تو اس نے نامحسوس انداز میں خائف سا ہوتے قدم پیچھے ہٹا کے اپنا ایک ہاتھ میز پہ رکھا اور اسی کے ساتھ پشت ٹکائے پیچھے کو سرکی۔

مگر نظر جب اس کے بھنچے ہوئے جبڑوں اور سرخ چہرے پہ پڑی تو سارا خوف جیسے اڑنے لگا تھا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کہ اس کی ٹائی کی گرہ ڈھیلی کر کے گریبان کے پہلے بٹن پہ ہاتھ دھرا اور اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

"رومانس سکھانے کی کوشش کر رہی ہوں۔ "ادائے دلبری سے کہتی وہ اس کے گریبان کے اوپری دو بٹن کھولتی ایک قدم اس کے نزدیک ہوئی اور چہرہ اس کے گریبان کے نزدیک کر کے لمبی سی سانس کھینچتے اس کے کلون کی مہک کو خود میں اتارا تو جیسے سانسیں مہک سی اٹھیں۔

اس ساری کاروائی کے دوران وہ بالکل خاموش کھڑا اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہا تھا۔

جو اب اس کے گلے سے ٹائی نکالتی اپنے ہاتھ میں لپیٹتی اس کو دیکھ رہی تھی۔

"جتنا غصہ کرتے ہو مسٹر سی ای او اگر اتنا مسکراو اور پیار کرو تو چہرے پہ رونق اور بڑھے گی اور ثواب بھی ملے گا۔ "آنکھوں میں اسے تپانے کا جنون لیے وہ بظاہر بڑے رسان سے کہتی اس کے کندھوں پہ ہاتھ جماتی اسے واپس اس کی کرسی پہ دھکیل چکی تھی۔

اور حیرت کی بات یہ تھی کہ اس کے دھکیلنے پہ وہ نظریں اسی پہ گاڑھے کرسی پہ بیٹھ چکا تھا۔

"واللہ نظریں ہٹا لیں اپنی مسٹر سی ای او ورنہ تعریف کرنی پڑے گی آپ کو میری۔اپنی تعریف آپ سن نہیں سکتے میری کرنی نہیں آتی ہو گی۔رائیٹ جیسے رومینس کرنا نہیں آتا۔"وہ پوری کوشش میں تھی کہ اس کی گفتگو کہ کسی لفظ پہ وہ چونکے تو اسے اندازہ ہو سکے کہ یہ پیپر میرج کرنے کی وجہ واقعی' محبت ' تھی یا' بزنس'؟؟؟

اس کی بے تاثر آنکھوں میں دیکھتے ہوئے اس کی گردن میں ہلکی سی گلٹی ابھر کے معدوم ہوئی مگر اگلے ہی لمحے وہ اس کے بے حد نزدیک اس کے چہرے پہ جھکی۔

اتنا نزدیک کے اگر وہ زرا سی بھی حرکت کرتا تو اس کے لب اس کے لبوں کو چھو جاتے۔

"لیکن میں تمہیں سب کچھ سکھا سکتی ہوں مسٹر سی ای او۔رومینس کرنا بھی۔ "دھیرے سے سرگوشی نما انداز میں کہتی وہ اپنی بات پہ مہر لگانے کو جھکی اور اپنے ڈارک بلڈ ریڈ لپ اسٹک سے سجے ہونٹ اس کے رخسار پہ زور سے جمائے۔

تو اک کوندا سا گویا لپکا تھا اور دونوں کے دل ایک ساتھ گویا ایک ہی ردھم پہ بہت زور سے دھڑک اٹھے۔

چند سیکنڈز بعد وہ اپنا انجانے سے احساس سے دہکتا ہوا چہرہ اٹھاتی سیدھی ہوئی اور بنا اس کی طرف دیکھتی واپس پلٹنے کو تھی۔

جب کرسی پہ بے حس و حرکت بیٹھے خلیفہ نے بائیں ٹانگ لمبی کر کے اس کی اس کے ہیروں میں اٹکائی تو وہ لڑکھڑاتی ہوئی اس کی آغوش میں جا گری۔

اس اچانک افتاد پہ بوکھلاتے ہوئے اس نے چونک کے اس کی طرف دیکھا جس کی سنہری آنکھوں میں اتنے ناقابلِ فہم تاثرات سجے تھے کہ وہ دھک سے رہ گئی۔

"یہ کیا طریقہ ہے؟ "آنکھوں کے تاثرات سے خائف رابیل کو یکایک کمرے کی تنہائی بے تحاشا محسوس ہوئی جبکہ کانوں میں پھر سے' سائیکو پیتھ سیریل کلر 'کے الفاظ جیسے قہقہہ لگانے لگے۔

"میں آپ کو بتانے لگا ہوں کہ آپ کی رومینس کلاسز ابھی پرفیکٹ نہیں ہوئی ہیں اس لیے میرے سے زیادہ ضرورت آپ کو ہے۔ "اس کے

ہاتھ میں لپٹی ٹائی کھولتے ہوئے وہ گہرے لہجے میں بولتا بڑے نامحسوس انداز میں اس کی دوسری کلائی بھی ساتھ جوڑتا اس کے گرد دوبارہ ٹائی لپیٹنے لگے تو وہ جیسے ہوش میں آئی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟ہاتھ کھولو میرے۔ "اپنے بندھے ہاتھوں کو دیکھتی وہ زور سے چلائی تھی۔

لہجے کی دلبری اور آنکھوں کی خماری بھک سے اڑ چکی تھی اس لمحے۔

"آپ لپ اسٹک بہت ڈارک لگاتی ہیں۔سخت ناپسند ہیں مجھے یہ شیڈز۔آئیں آپ کو آپ کی من پسند کلاسز دیتے ہوئے ان ناپسندیدہ شیڈز سے چھٹکارا بھی حاصل کرتے ہیں۔ "گہرا لہجہ، معنی خیز الفاظ، آنکھوں سے نکلتی پر تپش لپک اور بند کمرے کی تنہائی۔اسے یکایک اس

شخص کی آغوش میں بیٹھے، بندھے ہاتھوں کے ساتھ اس کے کھلے گریبان کو دیکھ کر ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔

"دیکھو مسٹر سی ای او! میں کوئی کمزور لڑکی نہیں ہوں۔اگر تم نے مجھ سے کوئی بدتمیزی کی تو م۔۔۔۔ "اپنے ہاتھوں کو زور سے حرکت دیتی وہ چلاتے ہوئے بول رہی تھی جب وہ جھکا اور پوری قوت و شدت سے اس کے ہونٹوں سے نکلتے الفاظ اور سانسیں خود میں سمیٹتا چلا گیا۔

اس کی اس جسارت پہ اس کی آغوش میں بیٹھی رابیل کو اپنی دھڑکنیں مدغم ہوتی محسوس ہوئیں تو وہ جھٹپٹائی مگر وہ بایاں بازو اس کی کمر کے گرد کستا ہوا جیسے آج اندر لگی آگ کو بجھانے کی کوشش میں تھا۔

نجانے کتنے لمحے گزرے تھے، رابیل کبھی سانس لینے کو مچلنے لگتی تو وہ اس کی سانس بحال کر دیتا مگر جب شدت حد پار کرنے لگی تو اس نے

بندھے ہوئے ہاتھ بڑھا کے اس کے کھلے گریبان پہ اپنے ناخن کھبوئے تو وہ اس پہ اپنی گرفت ڈھیلی کرتا پرے ہوا۔

"آج کے بعد مجھے رومینس سکھانا ہوا تو پہلے خود تیار ہو کے آیئے گا۔ " اس کے نیم وا نم ہونٹوں کے گرد پھیلی لپ اسٹک، اس کی بھیگی پلکوں، گہرے بے ترتیب سانس اور اڑی ہوئی رنگت کا بغور جائزہ لیتا وہ اس کے ہاتھوں سے اپنی ٹائی نکالتا سکون سے بولا۔

تو اس کے ہونٹوں پہ لگے اپنی لپ اسٹک کے سرخ رنگ کو دیکھ کر اس کا خون کھول اٹھا۔

"تم نے مجھے چھونے کی جرات کیسے کی بدتمیز انسان۔ "وہ جیسے احساسِ شکست سے دوچار چلا اٹھی تھی۔

"جب جب آپ میری حدود کو توڑنے کی جرات کریں گی۔تب تب آپ میری جراتوں کے مظاہرے دیکھیں گی۔ "اسے اپنی آغوش سے اٹھاتا وہ سرد و پر تپش امتزاج سے اٹے لہجے میں بولا۔

"میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں۔ "اس نے گویا پیشگی حدبندی کے لیے آخری وار کھیلا تھا۔

"مجھے رتی برابر فرق نہیں پڑتا۔ "اپنے ہونٹوں پہ ہاتھ پھیرتا وہ آگ لگانے والے لہجے میں بولا تو وہ سر تا پا جھلس اٹھی۔

"تم دیکھنا میں کیسے ان مہینوں میں تمہارا جینا حرام کرتی ہوں۔یہ ذلیل حرکت کر کے تم نے مزید میرے ارادوں کو پختہ کیا ہے۔ سائیکو پیتھ

قاتل نہ ہو تو۔ "اسے کمرے سے نکلتا دیکھ کے وہ غم و غصے کی کیفیت سے دوچار بلند آواز میں چلائی لیکن سننے والا جا چکا تھا۔

کیونکہ اسے کچھ دیر بعد میٹنگ ری سٹارٹ کروانا تھی۔

معمول کے مطابق وہ سونے سے پہلے کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے جب سارے کام نپٹا کے روبینہ بیگم ان کے نزدیک بیڈ پہ آ کے بیٹھیں تو انہوں نے کتاب سے نظر ہٹا کے بیوی کی طرف دیکھا۔

"کچھ کہنا چاہتی ہیں آپ؟ "ان کے پرسوچ چہرے کو دیکھ کر وہ نرمی سے گویا ہوئے۔

اور پھر ان کے اثبات میں سر ہلانے پہ کتاب بند کر کے ان کی طرف مکمل متوجہ ہو گئے۔

"آپ اُس سے بات کیوں نہیں کرتے؟ "ان کے مدہم لہجے میں کیے گئے سوال پہ ایک تاریک سا سایہ ان کے چہرے پہ لہرایا۔

"آپ جانتی ہیں کہ میں نہیں بلکہ وہ مجھ سے بات نہیں کرتا۔ "ان کے لہجے میں برسوں کی تھکن سمٹ آئی تھی۔

"لیکن ایسا کب تک چلے گا؟باپ ہیں آپ اس کے، اکلوتا بیٹا ہے وہ ہمارا۔ "وہ جیسے دلی درد سے گزرتے ہوئے بولیں۔

باپ بیٹے کے درمیان خلش انہیں کھل کے خوش نہیں ہونے دیتی تھی۔

"جب تک وہ اپنے زخموں کو مندمل محسوس نہ کر لے وہ کبھی میری طرف پلٹے گا نہیں اور آپ جانتی ہیں کہ اُس کے زخم، زخم نہیں بلکہ ناسور بن چکے ہیں۔ "ماضی ایک پھوڑے کی مانند ان کے دل پہ وار کر رہا تھا۔

"آپ کوشش کر کے دیکھیں ناں، نکاح کر چکا ہے وہ۔کل کو رخصتی جب ہو گی تو بہو آپ دونوں کے درمیان اس فاصلے کو محسوس نہ کرے گی؟ "ان کے کھل کے پریشانی کا اظہار کیا۔

"کیا پتہ وہی ہمارے درمیان موجود فاصلے کو ختم کرنے کا سبب بن جائے کیونکہ شادی اور لڑکیوں سے خار کھانے والے ہمارے بیٹے نے اگر اس سے نکاح کیا ہے تو یقیناً اس میں کوئی بات تو ہو گی۔ "خود کو اور انہیں تسلی دینے کے لیے وہ ہلکے پھلکے انداز میں گویا ہوئے تو وہ انہیں دیکھ کے رہ گئیں۔

جو ایک انجانے میں کیے گئے عمل کے ناکردہ گناہوں کی سزا بھگتتے ایک خول میں سمٹ چکے تھے۔

اپنے آفس میں موجود صوفے پہ بیٹھے شہریار کے نزدیک بیٹھی وہ اسی کی طرف دیکھ رہی تھی جو ٹانگ پہ ٹانگ جما کے بیٹھا ہوا نجانے کیا سوچ رہا تھا۔

"کب سے آ رہی ہیں تمہیں یہ کالز؟ "اس کی نظریں اب میز پہ پڑے رابیل کے موبائل پہ مرکوز ہو چکی تھیں۔

"جس دن نکاح تھا تب پہلی کال آئی تھی۔ "اس کا لہجہ اس وقت انتہائی سنجیدہ تھا۔

"تم سے کیا بات ہوئی؟ "اس کی پیشانی پہ ایک مخصوص بل نمودار ہو چکا تھا۔

"مجھے دبے دبے میں الفاظ اس نکاح سے روکنے کی کوشش کی تھی اور اس کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ' سائیکو پیتھ سیریل کلر 'ہے مگر اب

کچھ دنوں سے مجھے مجبور کیا جا رہا ہے۔ "اس نے ایک نظر اسے دیکھا جس کے چہرے پہ سختی چھا گئی۔

"کس بات پہ مجبور کیا جا رہا ہے؟ "اس کا لہجہ اس وقت وہی پر تپش سرد مہری دکھا رہا تھا جس کا مظاہرہ وہ کورٹ میں کرتا تھا۔

"یہی کہ اُسے ان لوگوں کے پاس بھیجا جائے۔ "اس نے گہری سانس خارج کی۔

"ان لوگوں کو اُس سے کیا کام ہو سکتا ہے اور ان کا تعلق کیا ہے اُس کے ساتھ؟ "اس کے وجیہہ چہرے پہ الجھن پھیلی۔

"یہ سب مجھے پتہ ہوتا تو تم سے کہتی یہ سب؟میں تو خود اس سب سے الجھی پڑی ہوں۔ "اس کے لہجے میں جھنجھلاہٹ سی تھی۔

"تو تمہیں کہا کس نے تھا کہ اس سب میں الجھو۔ "اس نے اب کے سکون سے اسے چڑایا تو اس نے کھا جانے والی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"میرا دماغ خراب تھا۔جانتے ہو ناں کہ ممی کو اگر بروقت داماد نہ ملتا تو ممی نے کسی راہ چلتے سے پکڑ کے شادی کروا دینی تھی اور میں تو اُس شخص کے بارے میں دیے گئے ریومرز پہ راضی ہو کے نکاح کیا تھا کہ اس سے مجھے خطرہ نہ ہو گا لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ اتنا مسٹیریئس نکلے گا یہ شخص۔ "اس نے ہمیشہ کی طرح اس کے سامنے کھل کے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

"ان کالز کے علاوہ اُس کی طرف سے تمہیں کوئی مسئلہ تو نہیں؟ "شہریار نے کھوجتی نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھا تو گڑبڑائی۔

اب وہ اسے کسی' مسئلے 'کے متعلق کیسے بتائے جس کی وجہ وہ خود ہی تھی۔

"نہیں۔اُس کو تو میں خود آرام سے ہینڈل کر سکتی ہوں۔ "اپنے احساسات اس سے چھپاتے ہوئے وہ بڑے آرام سے گویا ہوئی تو شہریار نے مزید کریدنا مناسب نہ سمجھا۔

"اوکے!یو ڈونٹ وری میں سب ہینڈل کر لوں گا۔جب جب کال آئی مجھے انفارم کر دینا۔اور ڈیئر سے کہو کہ جلدی واپس آئے ورنہ یہ میرج تمہارے لیے اچھی نہ رہے گی۔ "اس نے اسے پیشگی خطرے سے آگاہ کیا اور جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا۔

" کبھی بچوں کو ممی سے ملوانے لے آیا کرو۔ "اس نے اسے ٹوکا۔

"میں تو بخوشی بچوں کو ممی کے پاس کچھ دنوں کے لیے چھوڑ جاوں تاکہ اپنی زما کرانا کے ساتھ میرا اچھا ٹائم مل جائے لیکن میرے بچوں کی مورے نہیں مانتی۔ "اس نے بڑے سکون سے کہتے اس کے سر کو تھپکا اور وہاں سے چل دیا۔

جبکہ وہ وہیں صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے اس مسٹیریئس شخص کو تپانے کا سولڈ طریقہ سوچنے لگی۔

وہ بہت خاموشی سے ایک ہاتھ میں سگار تھامے دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں لائٹر گھماتا ہوا حاتم کی طرف دیکھ رہا تھا جو اسے مارکیٹ میں ان کے شیئرز گرنے کی خبر سنا رہا تھا۔

"سر!ڈونٹ نو کہ ایک ہی رات میں کیسے اس حد تک شیئرز گر سکتے ہیں؟ "وہ خاصا مضطرب اور شرمندہ دکھائی دے رہا تھا۔
لیکن اس کی وجہ وہ بخوبی جانتا تھا کہ اس کو آنے والی کالز کا نتیجہ ہے یہ سب۔

"ڈونٹ وری حاتم !دشمن کو موقع دے دینا چاہیے تاکہ اسے لگے کہ وہ ہم سے جیت رہا ہے۔ "دل میں ہونے والی کھدبد کے برعکس وہ سکون سے بولا تھا۔
لیکن حاتم کے چہرے پہ چھائی پریشانی کسی طور کم نہ ہوئی کیونکہ یوں مارکیٹ میں شیئرز کا گرنا اچھی علامت نہ تھی۔

"لیکن سر۔۔۔۔ "اس نے کچھ کہنا چاہا تھا جب وہ اسے چپ ہونے کا اشارہ کرتا ایک ہاتھ میں سگار تھام کے دوسرے ہاتھ سے اپنے موبائل پہ نمبر ملانے لگا۔

"السلام علیکم! خلیفہ از سپیکنگ۔ "اس کے چہرے پہ سرد مہری چھا چکی تھی۔

"مارکیٹ شیئرز کی لسٹ چیک کی؟ "اس نے مختصر سا سوال کیا۔

"چیک کریں اور کچھ گھنٹے قبل جو ڈیجیٹل ہیر پھیر کی گئی ہے اسے جلد از جلد ٹھیک کر کے اطلاع پہنچاو۔ "اس کا لہجہ سخت نہ تھا لیکن ایک سرد تاثر ہنوز قائم تھا۔

کچھ سیکنڈز کے بعد اس نے جب کال بند کی تو حاتم اچنبھے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"لیکن سر مارکیٹ میں شیئرز کی قیمتوں کو یوں کیسے بدل سکتے ہیں ہم یہ تو۔۔۔؟ "وہ بات ادھوری چھوڑ کے اسے دیکھنے لگا۔

"اسے ہم تب چیلنج نہیں کر سکتے جب اس میں مارکیٹ انوالو ہو لیکن یہاں ہیکنگ کا کیس ہے حاتم اس لیے چند کیز ہمیں دبانی ہوں گی۔ " اس نے سگار کی راکھ جھاڑتے ہوئے بات مکمل کی۔

اسی لمحے دروازہ ایک جھٹکے کے ساتھ کھلا تو دونوں نے بیک وقت مڑ کے پیچھے دیکھا۔

"اوہ!ناٹ اگین۔ "حاتم نے اپنے سر کی اس کاغذی بیوی کو دیکھ کے ٹھنڈی آہ بھری۔

"ہیلو حاتم اینڈ مسٹر سی ای او "!فریش اور کھکھلاتے چہرے کے ساتھ وہ سفید ٹراوزر پہنے وہ سفید ٹی شرٹ پہ پرپل کوٹ پہنے بازو پہ گوچی کا سفید ڈالے سفید ہیلز پہنے، آج خلافِ معمول بالوں کو پونی ٹیل میں سمیٹے اس کے سامنے موجود تھی.

جبکہ اس کے پیچھے کھڑی علینہ بڑی توجہ سے حاتم کو دیکھ رہی تھی جو اس کی طرف ہرگز متوجہ نہیں تھا۔

"ہیو آ سیٹ پلیز میم۔ "اس نے بڑی پروفیشنل خوش اخلاقی سے اپنی کاغذی مالکن کو بیٹھنے کی آفر کی تھی۔

"شیور لیکن آپ کے باس نے کچھ دن پہلے بیٹھنے کے لیے بڑی اچھی سیٹ سے متعارف کروایا تھا اس لیے۔۔۔۔ "بڑی معنی خیزی سے

مسکراتے ہوئے اس نے اک ادا سے اسے دیکھا اور پھر مسکراتے ہوئے توقف لیا تو خلیفہ نے اس کی بات سمجھتے ہوئے ڈھیروں غصہ ضبط کر کے اس سے نظریں پھیریں۔

"اس لیے آپ علینہ کے ساتھ باہر جا کے ہوٹل کی جگہ کے لیے پیپرز لے لیں۔میں تب تک آپ کے سر کی متعین کی گئی سیٹ سے لطف اندوز ہو لوں۔ "آنکھوں میں چمک لیے وہ بولی تو حاتم نے مڑ کے اس کی طرف دیکھا جو سگار کو بجھا چکا تھا۔

"مسٹر حاتم پلیز۔۔۔۔ "اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا تو وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔

"آپ شاید کسی غلط فہمی میں ہیں سی او صاحب۔پیپر میرج کی شقوں سے آپ ہر ایک کو اپنی انگلیوں پہ نہیں نچا سکتیں کم از کم میرے اردگرد موجود کو بالکل نہیں وہ بھی میری مرضی و اجازت کے بغیر۔"اس کے بالکل سامنے آ کے رکتا ہوا وہ بولا تو اس نے نظر بھر کے اسے دیکھا۔

جو سیاہ پینٹ کے ساتھ گرے شرٹ پہنے سیاہ ٹائی لگائے ہمیشہ کی طرح بازو کہنیوں تک فولڈ کیے ہوئے تھا۔

"مجھے کوئی ایشو نہیں ہے۔یہ یہیں بیٹھے رہیں لیکن میں وہاں بیٹھوں گی جہاں کچھ دن پہلے تم نے مجھے زبردستی بٹھایا تھا۔اگر برداشت کر سکو تو۔۔۔۔"اس کے چہرے پہ اگی ہلکی ہلکی شیو پہ نظریں جمائے وہ بلبلاٹ انداز میں بولی تو خلیفہ نے نظر جما کے اس کو دیکھا گویا اس کے ارادے جاننے چاہے تھے۔

"حاتم دس منٹ تک مجھے آفس میں ملو۔ "بنا مڑے اس نے حاتم کو کہا تو وہ سر ہلاتا علینہ کو بھی آنے کا اشارہ کرتا باہر نکل گیا تو ان کے جانے کے بعد بھی وہ یونہی اس کے سامنے کھڑا رہا۔

اس نے جب ہاتھ اس کی ٹائی کی طرف بڑھائے تو اس نے ابرو اچکا کے اس کی اس حرکت کو دیکھا۔

"مجھے سڈیوز کرنا چاہتی ہیں آپ؟ "اس کے لہجے میں اک پر تپش سی لپک تھی۔
"کرنا چاہوں بھی تو غلط نہیں ہو گا۔ "اس نے ٹائی کو انگلیوں پہ لپیٹتے ہوئے ہولے سے کندھے اچکائے تھے۔

"ضرور ہو گا کیونکہ اس آفس روم کی حد تک بقول آپ کے ہم پیپر میرج سے منسلک ہیں اور اس پیپر میرج کے مطابق ہمارا ایک دوسرے پہ میریٹل کوئی حق نہیں۔یہی لکھوایا تھا آپ نے سی او صاحبہ؟ "آج بنا نظریں چرائے وہ سرد و آگ کا امتزاج بنا سنجیدگی سے بول رہا تھا۔

جبکہ اس کے الفاظ پہ وہ لاجواب سی ہو گئی تھی۔

"اب میرے خیال میں میری متعین کردہ سیٹ پہ بیٹھنے کی حسرت ختم ہو چکی ہو گی۔اس لیے اب آپ جا کے حاتم کو اندر بھیج دیں۔ "

استہزائیہ انداز میں کہتا وہ پلٹا تھا جب اس نے لپک کے اس کی بازو تھامی اور وہیں پاس پڑی کرسی پہ اسے دھکا دے کے بٹھایا اور خود اس پہ جھک گئی۔

"حسرت لفظ سے نفرت ہے مجھے۔میں اپنی حسرت کو پا لینے پہ یقین رکھتی ہوں۔ "ٹھنڈے لہجے میں چبا چبا کے بولتی وہ دل کی غیر ہوتی حالت سے صرفِ نظر اس کی گود میں بیٹھ گئی تو سنہری آنکھیں میں جیسے چمک سی لہرائی۔

"ایک بات تو بتائیں مجھے؟ "اس کے پر سکون لہجے میں کیے گئے سوال پہ وہ تھوڑی حیران ہوئی تھی کہ آج اس نے اس کے یوں بے باکی سے گود میں بیٹھ جانے پہ ناگواری سے اسے پرے کیوں نہ جھٹکا تھا۔

بلکہ وہ تو کرسی سے ٹیک لگائے بڑی گہری نگاہوں سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاو کا جائزہ لے رہا تھا۔

"کیا؟ "اس نے بے ساختہ ہاتھ بڑھا کے ٹائی کی گرہ ڈھیلی کی اور اس کی شرٹ کے اوپری دو بٹن کھول دیے۔

اس کے دل نے فوراً تصدیق کی کہ وہ ایسے زیادہ ڈیشنگ اور کول لگتا تھا۔

"پیپر میرج، شیئرز، لوکیشن یہ سب بہانہ تو نہیں تھا؟ "اس کے اطمینان سے کیے گئے اس سوال پہ اس کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا؟ "وہ فوراً غرائی تھی۔

"صاف مطلب ہے، جو آپ کے ارادے ہیں ان سے تو یہی واضح ہوتا ہے کیونکہ مجھے تو ان خوبصورت آنکھوں میں کسی اور کی محبت کا کوئی عکس نظر نہیں آ رہا۔ "صاف گوئی سے کہتا وہ مضبوط لہجے میں بولتا اس کے وجود کو ہلا کے رکھ گیا۔

"خوبصورت آنکھیں؟ "وہ پھٹی آنکھوں سے اس کے ہلتے ہونٹ دیکھ رہی تھی۔

"کیا اس نے واقعی میری آنکھوں کی تعریف کی ہے؟واقعی؟ "باقی ہر بات اگنور کیے وہ اس کی بات پہ جیسے دل ہی دل میں چیخی تھی۔

وہ جس کی آنکھوں نے پہلی نظر میں اسے ہیپناٹائز کر دیا تھا، وہ اُس کی آنکھوں کو خوبصورت کہہ رہا تھا۔

اس کا دل چاہا وہ اسے اس کی اس خوبصورت بات پہ انعال دے،

اور اس نے ایسا ہی کیا۔

اس نے چہرہ آگے جھکایا اور ہولے سے اس کی گردن کے دائیں جانب اپنے لب جما دیے۔

اس کی اس جسارت پہ وہ جو بہت مشکل سے دل کے زخموں کو سنبھالے بیٹھا تھا، جیسے تڑپ اٹھا تھا۔

ایک طرف دھڑکنیں اس مہکتے لمس پہ پاگل ہو رہی تھیں تو دوسری جانب وجود جیسے بھڑکنے لگا تھا۔

لب گردن سے سرسراتی وہ اس کی شیو تک پہنچی تو اس کے بالوں سے اٹھتی دلفریب مہک اس کے اعصاب کو پرسکون کرنے لگی۔

ایک دوسرے سے خائف افراد ایک دوسرے کے لمس میں سکون پا رہے تھے۔

"یہ میری تعریف کرنے کا انعام تھا تمہارے لیے۔"مخمور لہجے میں بولتی وہ اس کی آنکھوں میں جھانکنے لگی لیکن اگلے ہی لمحے اس کے حلق سے مدہم سی چیخ نکلی۔

کیونکہ اس کا دایاں ہاتھ بہت مضبوطی کے ساتھ اس کی کمر کے گرد لپٹتا اس کی ٹی شرٹ کے اندر سے اس کی کمر پہ اپنی انگلیاں گاڑھ چکا تھا۔

"ایسا انعام تو مجھے بھی دینا چاہیے کیونکہ آپ کی آنکھیں تو ہر لمحے میری تعریف کرتی ہیں۔ "بھاری لہجے میں کہتے ہوئے اس نے انگلیوں کی گرفت بڑھائی تو اپنی جلد پہ کھبتی اس کی گرم انگلیوں کا لمس اس کے وجود میں خون کی گردش بڑھا گیا۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے، ہاتھ ہٹاو اپنا۔ "وہ فورا مزاحمت کرتی بولی تھی۔

"اونہوں، ڈبل سٹینڈرڈز شو مت کریں۔آپ کریں تو تعریف کا انعام اور میں کروں تو بدتمیزی۔ "مدہم لہجے میں اس کی مزاحمت رد کرتا وہ جھکا اور اس کی شفاف گردن کو اپنے لبوں کی حدت سے دہکاتا چلا گیا تھا۔

اور وہ تو گویا اس پل جیسے سن ہو چکی تھی، ایسا احساس، ایسی قیامت خیز قربت کا تصور اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا لیکن وہ شخص اس کے ہر عمل کا ایسا ردعمل دیتا تھا کہ وہ کچھ کر بھی نہ پاتی تھی۔

"بب۔بس کرو پلیز۔ "اس کے سلگتے ہوئے لب جب گردن کو اپنے لمس سے دہکاتے ہوئے نیچے کی سمت فاصلہ طے کرنے لگے تو وہ جیسے تڑپ اٹھی تھی لیکن اس کی گرفت مضبوط تھی۔

اس نے دوسرا ہاتھ اس کے بالوں میں اٹکاتے ہوئے اس کے بالوں میں بندھی پونی کو آہستگی سے کھینچا تو بال ایک جھٹکے سے کھل کے کمر پہ بکھر سے گئے۔

"میں نے کہا تھا میرے اندر لگی آگ سے مت کھیلیں۔ "سلگتے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ اس کے بالوں میں اٹکاتے دوسرا ہاتھ اس کی کمر کی نرم جلد میں دبائے اس کو پیچھے کی جانب ہلکے سے جھکایا تو رابیل کا دل اچھل کے حلق میں آن اٹکا۔

"چھوڑو مجھے۔ "وہ ایک دفعہ پھر سے مچلی تھی لیکن وہ بڑی کمال جرات کا مظاہرہ کرتا اس کی گردن سے تھوڑا نیچے اپنے لب جماتا اسے کانپنے پہ مجبور کر گیا۔

وہ بہت پراعتماد، بولڈ اور بلبٹ تھی، وہ مردوں کے ساتھ بڑی دیدہ دلیری سے بزنس ڈیلنگ کرتی تھی، وہ ڈیلرز کے ساتھ امریکہ میں ڈیلنگ کرتی رہی تھی لیکن اس نے کسی مرد کو اپنے نزدیک نہیں آنے دیا تھا لیکن اب جس کے نزدیک وہ خود گئی تھی اس نے لمحوں میں اس کے حواس گنوا دیے تھے۔

اس کی گردن کو اپنے لمس سے سرخ کرتا وہ کمر کے گرد لپٹے ہاتھ کو اوپر کی طرف حرکت دینے لگا تو اس نے بے ساختہ اس کے بال دونوں ہاتھوں میں دبوچے۔

"اب اگر تم نے کوئی ذلیل حرکت کی تو میں تمہارے بال نوچ لوں گی، ڈبل فیسڈ سی ای او۔لڑکیوں سے نفرت کا پرچار کرتے ہو اور یہاں مجھے اکیلے دیکھ کر تمہارا اصل چہرہ فوراً سامنے آ گیا۔چھوڑو مجھے۔ "اس کی آغوش میں بیٹھی وہ اس کے بال دونوں ہاتھوں میں دبوچے بھوکی شیرنی کی مانند غرائی تھی۔

جبکہ بھیگی آنکھیں نفرت سے اسے دیکھ رہی تھیں جو چمکتی آنکھوں سے اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"اچھی لگ رہی ہیں ایسے۔پکڑے رکھیں بال شاباش۔ "اس کے جسم کے نشیب و فراز کا اندر تک اتر جانے والی نگاہوں سے تکتا وہ جس انداز میں بولا اسے فورا اندازہ ہوا تھا کہ وہ اس کے سامنے کتنے ناقابلِ اعتراض انداز میں بیٹھی تھی۔

"مجھے عورت کے کچھ ہی روپ اچھے لگتے ہیں۔ماں، بہن،بیوی، بیٹی۔میں نے پہلے دن آپ کو وارن کیا تھا کہ مجھ سے فاصلہ پہ رہیے تھا لیکن آپ کے اندر کی کاغذی بیوی نجانے کون سا گیم کھیلنا چاہتی تھی۔مگر افسوس اس کاغذی بیوی نے میرے اندر کے اصل شوہر کو بیدار کر دیا ہے اس لیے سی او صاحبہ، تیار رہیں گیم پلٹی جا چکی ہے۔ "خوبصورت آواز، مدہم لہجہ اور آنکھوں کا دلفریب تاثر۔

وہ اپنی بات مکمل کرتا ایک دفعہ پھر سے جھکا تھا اور اب کی بار بڑی نرمی سے اس کے چہرے کے ایک ایک نقش کو چھوتا اس کے ہونٹوں پہ جھکا تو رابیل نے پوری قوت سے اس کے بال کھینچے۔

"میرے ساتھ یہ جنگلی پن کا مظاہرہ مت کریں۔میں اس سے زیادہ جنگلی پن پہ اتر سکتا ہوں جو آپ سہہ نہیں سکیں گی۔ "اس کے بالوں کو سہلاتا ہوا وہ جس انداز میں اسے دیکھتا ہوا بولا وہ بھی شرم سے پانی پانی ہو گئی تھی۔

لیکن اگلے ہی لمحے اس نے اور زور سے اس کے بال کھینچے تو اس کے گرد لپٹے اس کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی ہوئی تو وہ پھرتی سے اس کی گود سے نکلی۔

اور اس سے قدرے فاصلے پہ کھڑی ہوتی تنفر سے اسے دیکھنے لگی جس کو کچھ دیر پہلے وہ ستائشی نگاہوں سے تک رہی تھی۔

لیکن اب وہ اسے واقعی ایک سیریل کلر محسوس ہو رہا تھا۔

"میری متعین کردہ سیٹ پہ بیٹھنے کا شوق پورا ہوا؟ "اس کے بکھرے سراپے پہ معنی خیز نگاہ ڈالتا وہ بولا تو اپنے بکھرے بال سمیٹتی رابیل نے گہرے سانس لیتے ہوئے اسے دیکھا۔

"نہیں۔تم پہ تو صرف ٹرائی کی ہے۔شوق میں اس کے ساتھ پورا کروں گی جس سے پیار کرتی ہوں۔ "بھڑکتے ہوئے وہ ایک بار پھر سے اسے تپانے کی حد کر گئی تھی۔

جبکہ اس کی اس بات پہ اس کے چہرے کے تاثرات ایک دفعہ پھر سے سرد مہری سے تن گئے تھے۔

وہ اٹھا اور مضبوط قدم اٹھاتا اس کے سامنے کھڑا ہوا اور پھر اس کی کسی مزاحمت سے قبل وہ اسے لیے واشروم کی جانب بڑھا اور اس کا رخ شیشے کی جانب دھکیلا۔

"خود پہ ترس کھائیں رابیل خان اور خود کو ایک نظر شیشے میں دیکھیں کہ اس سب کے بعد میں آپ کو ایسا شوق پورا کرنے کی ہمت دوں گا؟ "اس کے کان میں سرسراتے لہجے میں بولتا وہ اسے ساکت کر گیا۔

وہ تو بس اس کے ہونٹوں سے نکلنے والے' رابیل خان 'پہ ہی الجھ چکی تھی۔

اس نے پہلی دفعہ اسے یوں مخاطب کیا تھا اور مخاطب کیا کیا تھا۔اس کی دل کی ترنگ بدل ڈالی تھی۔

مگر اگلے ہی پل جب اس کے بقیہ الفاظ شعور کی منازل طے کرتے سمجھ میں آئے تو اس نے شیشے میں ابھرتے اپنے عکس کو دیکھا۔

سرخ گردن، گردن سے تھوڑا نیچے چھائی سرخی، گلال چہرہ، بکھرے بال، بے ترتیب لباس۔ اپنا حلیہ دیکھ کے اس پہ بیک وقت غصے و حیا کے ریلے نے حملہ کیا تھا۔

"ایک نمبر کے کمینے انسان ہو تم۔کل پہلی فرصت میں تم سے ڈائیورس پیپرز پہ سائن کرواوں گی۔ "وہ پلٹی اور اس کے گریبان کو دونوں ہاتھوں میں دبوچتی غرائی تھی۔

"میرے گریبان تک یوں پہنچنے والی پہلی خاتون ہو آپ۔ اور جسے گریبان کو چھونے کی اجازت دے دے خلیفہ تو اس کے لیے ڈائیورس پیپرز پہ سائن نہیں کرتا ہے۔اس لیے خواب سے جاگ جائیں سی او صاحبہ۔میں نے کہا نا کہ گیم پلٹ چکی ہے اب۔ "اپنے گریبان پہ جمے اس کے ہاتھوں کو دیکھتا وہ گھمبیر لہجے میں بولتا اس کے کان کی لو کو اپنے ہونٹ میں دباتا ہولے سے چھو گیا۔

جبکہ اس کے الفاظ کو سماعتوں میں جذب کرتی وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"اندازہ بھی ہے کہ کیا کہہ رہے ہو آپ؟ "ایک بار پھر سے تم سے آپ تک کا سفر ہوا تھا۔

"میں نے عرصہ ہوا بنا سوچے سمجھے قدم اٹھانا چھوڑ دیے ہیں۔ "اس کے ہاتھوں کو گریبان سے ہٹاتا وہ اپنے ہاتھوں میں مقید کر گیا تھا۔

کہ سینے سے بندھے ہاتھ اسے پینک کر رہے تھے اور وہ اس وقت کم از کم اپنے ٹروما کا شکار نہیں ہونا چاہتا تھا۔

کم از کم آج نہیں۔

"میں نے بھی یہ کام کبھی نہیں کیا۔ ہاں تمہارا ڈبل فیسڈ سٹینڈررڈ سمجھنے میں بھول ہوئی تھی لیکن زیادہ وقت نہیں گزرا۔ چاہ ماہ کا بڑا قلیل عرصہ تھا۔جس کا مداوا جلد ہو جائے گا۔ "ایک جھٹکے سے اس کی گرفت سے ہاتھ آزاد کرواتی وہ واشروم سے باہر نکلی تھی اور اپنے بیگ سے فیس پاوڈر نکال کے گردن کے نشانات چھپانے لگی۔

"کوئی حماقت کرنے سے گریز کیجیے گا۔میں کوئی کٹھ پتلی نہیں ہوں جسے جب چاہا نکاح نامے پہ سائن کرنے پر مجبور کر لیا جائے اور جب چاہا ڈائیورس پیپر پر۔چاہے مقابل آپ کا بیرسٹر کزن ہی کیوں نہ ہو۔ "اس کے نشانات چھپاتے ہاتھوں کو گہری نگاہوں سے دیکھتا وہ اپنی پاور سیٹ پہ واپس بیٹھ چکا تھا۔

"ہنہ، بیرسٹر کزن کیوں؟میرا کیس تو معمولی سے معمولی وکیل بھی لڑے گا تو جیت مجھے ہو گی کہ ایک سائیکو پیتھ سیریل کلر سے ڈائیورس لینے سے مجھے کون روکے گا۔وہ بھی تب جب ہو بھی پیپر میرج۔ "ایک تمسخرانہ نظر اس پہ ڈالتی وہ تیز قدموں سے چلتی وہاں سے جا چکی تھی۔ جبکہ پاور سیٹ پہ بیٹھے خلیفہ کے کانوں میں گویا دھماکے ہونے لگے۔

"سائیکو پیتھ سیریل کلر"۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج بڑے عرصے کے بعد' آفریدی حویلی 'میں رونق لگی تھی۔وجہ یہی تھی کہ آج سب ایک ہی وقت میں اکٹھے ہوئے سٹنگ ایریے میں قالین بچھائے اس پہ فلور کشنز سیٹ کیے بیٹھے ڈرائی فروٹس سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"دنیا کے سارے دو نمبر انسان ایک طرف اور دوسری طرف فرشتے بھابھی کا دو نمبر ترین شوہر۔"شاہ میر نے چلغوزوں کی پلیٹ لے کے وہاں آتی فرشتے کو دیکھ کر زور سے ہانک لگائی تو فرشتے نے چونک کے اسے دیکھا جو شاہ میر اور سجاول کے درمیان اطمینان سے بیٹھا ہوا مونگ پھلی کے دانے پھانک رہا تھا۔

"اپنی فرشتے بھابھی کو نہ بتاو، مجھے پورا یقین ہے کہ وہ اس کی دو نمبری کیا پانچ نمبری سے ضرور واقف ہوں گی۔ "سجاول نے شرارت سے کہا تو شہریار نے ایک مکہ اس کے پہلو میں رسید کیا۔

"یہ فرشتے اور اس کے شوہر کو کیوں رگیدا جا رہا ہے؟ "اپنی جگہ سنبھالتی وہ شاکی سے لہجے میں بولی تھی۔

"کیونکہ فرشتے کا شوہر اسے لوفروں کی طرح گھور رہا ہے۔ "شاہ زیب کے برجستہ جواب پہ ایک فرمائشی قہقہہ گونجا تو وہ جھینپ سی گئی تھی۔

"تم لوگوں کی بیویاں بھی یہیں موجود ہیں تم لوگ بھی گھور سکتے ہو۔یقین رکھو اس پہ قانون کوئی دفع عائد نہیں کرتی۔ "فرشتے کے

جھینپے سے گلابی چہرے کو دیکھتے ہوئے اس نے باقیوں کو طنزیہ لہجے میں کہا تھا۔
تو لڑکیاں سبھی کانشیئس ہو گئیں۔

"لیکن ہم تمہاری طرح بے شرم نہیں ہیں۔ "شاہ میر نے فوراً ٹکڑا توڑ جواب دیا لیکن اگلے ہی گھونسا کھانے کی صورت میں چلا اٹھا۔

"لالہ! چھوڑیں ان سب کی فضول باتوں کو۔بچے ابھی ٹیوشن لے رہے ہیں۔آپ جلدی بتائیں ناں اس دفعہ عدن اور اذان کی سالگرہ عالیان کے پاس شہر جا کے نہ کریں؟ "بنفشے سے ان سب کو چپ کرواتے ہوئے شہریار کی توجہ اصل مقصد کی جانب دلوائی۔

"ضرور کرتے ہیں لیکن اس کے لیے میری ایک شرط ہے۔ "اس نے ایک نظر فرشتے کو دیکھ کر بنفشے کی طرف دیکھا۔

"کیسی شرط؟ "سب ہی کانشیئس ہوئے تھے۔

"وہ میں آپ کو بتا دوں گا۔ "اس نے بنفشے سے کہا تو سب کے اندر کھدبد سی لگ گئی۔

"میری بیوی کو تم نے کیا شرط کہنی ہے؟ "شاہ زیب نے فوراً آنکھیں نکالیں۔

"میری بہن ہے وہ اور زیادہ شوہر بننے کی ضرورت نہیں ہے۔میں نے بنفشے کو ترور)زمرد بیگم (کے پاس رہنے کے لیے بھیج دینا ہے۔ "شہریار نے فوراً اس کو گھر کا تو وہ دانت کچکچا کے رہ گیا۔

"دیکھا، اسی لیے بس اسی لیے ہم اسے دو نمبر کہتے ہیں۔کورٹ میں کی جانے والی دو نمبریاں یہ گھر میں بھی چلاتا ہے۔ "فرشتے کو دیکھتے ہوئے اس نے گویا جلے دل کے پھپھولے پھوڑے تھے۔

"کورٹ کے چکر کو میں نہیں مانتی۔بلکہ میرا تو کہنا ہے کہ انہیں اپنی وکالت کی ڈگری کو آگ لگا دینی چاہیے۔ "فرشتے نے ایک گہری نظر اس پہ ڈالتے ہوئے بڑے بے نیازانہ انداز میں کہا تو سب کے چھت پھاڑ قہقہوں سے گویا ماحول گنگنا اٹھا تھا۔

خوبصورت نیوی بلیو کلر کی سلک کی ساڑھی پہنے وہ کھلے بالوں کو ایک کندھے پہ سجائے ہاتھ میں اُس کی دی گئی گھڑی، گلے میں اس کا دیا گیا

پینڈنٹ اور پیروں میں اس کی دی گئی پائل پہنے ڈریسنگ مرر کے سامنے کھڑی تھی۔

کچھ دیر قبل بنفشے اور گلالئی اسے تیار کر کے گئی تھیں کہ یہی شہریار کی شرط تھی۔

گزشتہ کچھ دنوں سے وہ کام زیادہ ہونے کی صورت میں اسے وقت نہیں دے پا رہا تھا جس کی وجہ سے وہ اُس سے خفا تھی۔

اس لیے اس نے بنفشے کو اسے تیار کرنے کو کہا تھا کہ اسے پتہ تھا وہ سب اسے زبردستی تیار ضرور کر دیں گی۔

"تین بچوں کے بعد بھی بیرسٹر صاحب کا ایسا فرمائشی پروگرام ختم نہیں ہوا ہے۔" اپنے دلکش سراپے کو دیکھتے ہوئے وہ ہولے سے بڑبڑائی تھی۔

"میرا ارادہ تو پوتے پوتیاں ہونے پر بھی آپ کو ایسی ساڑھی پہنا کے اپنے ساتھ کینڈل لائٹ ڈنر پہ لے جانے کا ہے۔" اچانک اس کے عکس کے پیچھے اس کا سیاہ شلوار سوٹ میں ملبوس وجیہہ سراپا ابھرا تھا۔
جو اس کی کمر کے گرد اپنا بازو حائل کرتا اس کی کمر اپنے سینے سے لگاتا اس کے کندھے پہ اپنی ٹھوڑی ٹکا چکا تھا۔

"ہمیشہ کی طرح دل کو چھو رہی ہیں۔" اس کے بالوں کو ہونٹوں سے چھوتا ہوا وہ اس کے ناراضگی کے خول کو چٹخانے لگا۔

"میں ناراض ہوں آپ سے۔" اس نے کسمساتے ہوئے کہا لیکن وہ اس کے بالوں کو چھوتا اس کی کان کی لو تک آیا پھر رخساروں کو اپنے لمس سے دہکاتا وہ اس کی گردن کی جانب بڑھنے لگا۔

"میں منا رہا ہوں نا۔ "گھمبیر لہجے میں بولتے ہوئے اس نے اس کی گردن کو اپنے ہونٹوں سے چھوا تو اس کی مونچھوں کی چبھن سے وہ خود میں سمٹتی ایک جھٹکے سے اس کی گرفت سے نکلی تھی۔

"ایسے نہیں۔ویسے منائیں۔ "اس سے چند قدم کا فاصلہ بڑھاتی وہ تمتماتے چہرے کے ساتھ گویا ہوئی تھی۔

"اتنی دور کھڑی رہیں گی تو ایسے ویسے کیسے مناوں گا زما کرانا؟ "اس کے دلکش سراپے کو دیکھتے ہوئے اس نے اس کا زمین کو چھوتا ہوا ساڑھی کا پلو تھاما تو اس کا دل زور سے دھڑک اٹھا۔

اس کے پلو کو ہاتھ میں لپیٹتے ہوئے اس نے ہولے سے اسے اپنی طرف جھٹکا دیا تو وہ سیدھی اس کے کشادہ سینے سے آ لگی۔

"اتنا پیارا لگتے ہوئے شوہر سے ایسے دور کھڑے ہوں تو پیار کی بہت سی دفعات لگ جاتی ہیں مسز شہریار آفریدی۔ "اس کے وجود کو بانہوں میں بھرے وہ ڈانس کی صورت میں پیروں کو ہولے ہولے حرکت دینے لگا تو وہ پاگل ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اپنے ہیروں کو حرکت دیتی اس کے سینے پہ سر ٹکا گئی۔

"ایسی دفعات لگانے والوں کو اپنی ڈگری کہیں دور پھینک دینی چاہیے۔ " متبسم شرمیلے لہجے میں کہتے ہوئے اس نے اس کی قمیض کو دونوں ہاتھوں میں دبوچا تھا کیونکہ وہ اسے پیچھے کی جانب جھکاتا اس پہ جھکا اس کی آنکھوں کو چوم رہا تھا۔

"جب آپ سامنے ہوتی ہیں تو میرا بھی یہی دل چاہتا ہے کہ ڈگری کو آگ لگاؤں اور خود آپ کے سامنے بیٹھا رہوں۔ "گہرے لہجے میں

بولتے ہوئے اس نے اس کے لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں کو گہری نگاہوں سے دیکھا تو فرشتے کی زبان پھسلی۔

"اور آپ جیسے صرف 'بیٹھے 'ہی رہیں گے۔ "اس کے الفاظ پہ اس کے ہونٹوں سے بڑا بلند قہقہہ نکلا تھا۔

اسے واپس سینے سے لگاتا وہ کھل کے ہنستا ہوا اس کے بال چوم رہا تھا جبکہ وہ اس کے کھکھلاتے چہرے کو محبت بھری نگاہوں سے چوم رہی تھی۔

"گڈ شاٹ زما کرانا۔میری قربت کا اثر نظر آ رہا ہے۔ "معنی خیز لہجے میں بولتا ہوا وہ جھکا اور بہت نرمی سے اس کے ہونٹوں کے رنگ چرانے لگا۔

اس نے ایسے لمس کی نرمی کی حدت سے پگھلتی فرشتے نے اپنا دایاں بازو بے اختیار اس لی گردن کے گرد لپیٹا تو ساڑھی کا پلو ڈھلک کے زمین کو چھونے لگا۔
لیکن وہ دونوں ہی ایک دوسرے کے لمس میں کھوئے ہوئے دھڑکنوں کی تال میل سن رہے تھے۔

"آئیں کھل کے اس قربت کا رنگ آپ پہ چڑھانے کی ایک اور کوشش کرتے ہیں۔ "چند لمحوں بعد وہ اس کی سانسوں کو رہائی دیتا اس کے بکھری ساڑھی میں لپٹے وجود کو بانہوں میں اٹھاتا بیڈ کی طرف بڑھا تو وہ بوکھلائی۔

"شہریار! نہیں پلیز۔۔۔۔ "اس کی مزاحمت فطری تھی کیونکہ اس کی آنکھوں سے جھلکتے پرشوق تقاضے اسے پل میں بوکھلا چکے تھے۔

"ایسے اس حلیے میں میرے سامنے ایسے کمزور مزاحمت اثر نہیں کرتی زما کرانا۔ "اسے بیڈ پہ لٹاتے اس نے ایک بے باک نگاہ اس کے سراپے پہ ڈالی جہاں اس کی ساڑھی مکمل کھل چکی تھی لیکن یہ شکر تھا فل سلیوز بلاوز اس کے پیٹ کو مکمل چھپائے ہوئے تھا۔

اس نے بے ساختہ پلو کھینچ کے سینے پہ پھیلایا تو اس کے پیروں میں موجود پائل کو محبت سے چھوتا شہریار اس کی اس حرکت پہ دلکشی سے مسکرا دیا۔

"آپ کبھی بھی اچھا بچاو نہ کر سکیں زما کرانا۔ "بھاری لہجے میں بولتا وہ اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا اس پہ چھاتا اس کو خود میں سمیٹنے لگا تو اس کی پرشدت پیش قدمی سے گھبراتی فرشتے اس کے کشادہ سینے میں چہرہ چھپا گئی۔

آج بڑے دنوں کے بعد وہ' حیات حویلی 'آیا تھا کیونکہ اس کو آنے والی فون کالز نے ہر طرف سے اس کا ناطقہ بند کرنے کی کوشش کر رکھی تھی۔

وہ جانتا تھا کہ اپنے مقصد کے لیے یہ فون کالر کس حد تک جا سکتے ہیں لیکن وہ جذباتی پن کا مظاہرہ نہیں کر سکتا تھا۔

مگر پھر بھی ہر روز ہیکنگ سے گرتے ہوئے اس کی کمپنی کے شیئرز سے اسے اچھا خاصا نقصان ہو رہا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے ساتھ ڈیلنگ کرنے والے بہت سے پارٹی ممبرانز بھی کڈنیپ کیے جا چکے تھے۔

ان کی بازیابی اس کے ساتھ ڈیل ختم کرتے ہی ہو جاتی تھی۔

یہ سارا کچھ وہ صبر سے برداشت کر رہا تھا لیکن سرخ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں سے نکلنے والے' سائیکو پیتھ سیریل کلر 'کے الفاظ اسے ہانٹ کرنے لگے تھے۔

اس پہ مستزاد چاہ ماہ بعد ہی بھجوایا جانے والا طلاق کا نوٹس اس کے ضبط کی حدوں کو توڑنے لگا تو وہ حویلی آ نکلا۔

"بھابھی کو یاد کر رہے ہو؟ "اس نے پر سوچ چہرے کو دیکھتے حسن نے بڑی رازداری سے استفسار کیا تو اس نے نظریں گھما کے اس کی طرف دیکھا۔

"اگر کر بھی رہا ہوں تو تمہیں کیوں بتاوں گا؟ "اس کے بے نیازی سے پوچھنے پہ وہ اسے گھور کے رہ گیا۔

"کبھی بھابھی کو ایسی تڑی دکھائی ہے؟ "اس کی زبان میں پھر کھجلی ہوئی تھی۔

"ایک بار پھر سے کہ اگر دکھائی بھی ہو تو میں تمہیں کیوں بتاوں گا؟ " اس نے اپنے لفظوں پہ زور دیتے ہوئے کہا تو کنزی اور ندا کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"اٹس سو مین خلیفہ۔تم اپنے جگر کی انسلٹ کر رہے ہو۔ "اد نے رقت بھرے لہجے میں کہا تو اس نے بیزاری سے آنکھیں گھمائیں۔

"چچی آپ اور چاچو اتنے ڈیسنٹ ہیں۔اسے کہاں سے ابارٹ کیا تھا؟ " زینب چچی کو دیکھتے ہوئے اس نے کچھ اس انداز میں پوچھا تھا کہ بی جان سمیت سبھی کے قہقہے چھوٹ گئے۔

"جہاں سے تمہیں کیا تھا۔سڑیل انسان۔ "وہ کھا جانے والے انداز میں گویا ہوا تھا۔

"خلیفہ !رخصتی کب کروانی ہے رابیل کی؟ "بی جان نے اسے مخاطب کیا جو حسنین کی بات سن رہا تھا۔

"اگلے مہینے۔ "بڑا غیر متوقع اور فوری جواب تھا جو اگر وہ سن لیتی تو اس نے بال سر سے اکھاڑ دیتی۔

اچانک اس سوچ کے ساتھ اس کے چہرے پہ نامحسوس سی مسکان پھیلی تھی۔

"واو!اتنی جلدی؟بھابھی کی اور اپنی شاپنگ کیسے کریں گے؟ "ندا پرجوش انداز میں بولی تھی جبکہ بڑے سارے اسے حیرانگی سے دیکھ رہے تھے۔

"انہیں شاپنگ پہ لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔آپ لوگ اپنی طرف سے تیاری مکمل کر لیں۔ڈیٹ فائنل نہیں ہے لیکن اگلے مہینے

کے اختتام تک انشاءاللہ۔ "بی جان کو دیکھتے ہوئے اس نے سنجیدگی سے بات مکمل کی تھی۔

"سب ٹھیک ہے نا خلیفہ؟ "بی جان کو فوراً پریشانی لگی تھی۔

"اگر کچھ خراب ہوتا بی جان تو کچھ دیر پہلے آپ اُن سے بات نہ کر رہی ہوتیں۔ "اس نے رابیل اور اس کی ممی کی فون کال کے متعلق کہا تھا۔

یہ بھی اس کی مہربانی تھی کہ وہ گھر والوں کے ساتھ تاحال خوشگوار تعلق بنائے ہوئے تھی یا شاید اس کی نیچر ایسی تھی۔
لیکن جو بھی تھا یہ چیز اس کے لیے بہتر ثابت ہو سکتی تھی۔

"میں کچھ دیر ریسٹ کروں گا۔پھر مجھے واپسی کے لیے نکلنا ہے۔ "شادی کے متعلق مزید کچھ گفتگو کرنے کے بعد وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔

" تمہارے باپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے خلیفہ۔اس سے مل لو پہلے۔ " اس کے اٹھتے قدم بی جان کی سنجیدہ آواز پہ رکے۔

اس نے گردن گھما کے بی جان اور پھر مما کو دیکھا جو اک آس سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

"جی بہتر۔ "گہری سانس خارج کرتا وہ پاپا کے کمرے کی طرف بڑھا تو سب بڑوں نے شکر بھری سانس لی۔

"کس وکیل کی بات کر رہے ہیں آپ سر؟ "حاتم نے چونک کے اس کی طرف دیکھا جو سگار پیتا سیٹ کی پشت سے ٹیک لگائے پرسکون سے انداز میں پلکیں موندے ہوئے تھا۔

"بیرسٹر شہریار آفریدی۔ "اس نے گویا اس پہ دھماکہ کیا تھا۔

"کیا مطلب؟آپ کو لگتا ہے کہ وہ سر پھرا بیرسٹر اپنی کزن کے بدلے کیس میں آپ کی مدد کرے گا؟ "وہ اچھا خاصا متعجب اور مضطرب ہوا تھا۔

"مجھے لگتا نہیں ہے بلکہ یقین ہے کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ "اس نے آنکھیں کھول کے گویا محظوظ انداز میں اپنی میز پہ پڑی ایک فریمڈ تصویر کو دیکھا۔

"آپ کو یہ یقین کیونکر ہے سر؟ "اس کے اندر اس وقت بہت سارے سوالات اور آنے والا وقت اودھم مچائے ہوئے تھا۔

"کیونکہ میرے پاس ترپ کے دو پتے موجود ہیں جو اس بیرسٹر کو یہ کرنے پہ مجبور کر سکتے ہیں۔ "اس نے جھک کے ٹیبل کی ڈرا سے دو

تصاویر نکال کے میز پہ پھینکیں تو ان تصاویر کو دیکھ کے حاتم لغاری کے چہرے کا رنگ سفید پڑا تھا۔

ان تصاویر کو کون نہیں پہچانتا تھا۔

اگر شمشیر علی خلیفہ، بزنس کی دنیا کا چمکتا ہوا ستارہ تھا۔

شہریار میر آفریدی کورٹ کچہری میں بیرسٹری کی دھاک بٹھائے ہوئے تھا۔

تو ان تصاویر میں نظر آنے والے دونوں چہروں میں سے ایک بیوروکریسی اور انٹیلی جینس میں یوں پنجے گاڑھے بیٹھا تھا کہ اس کے بیس منٹ میں سسٹم کو ہلا دینے کی داستان ہر زبان پہ تھی۔

جبکہ دوسرا چہرہ سیاست کی جڑوں میں دھنسا اسی سسٹم کو قابو کرنے کا ہنر رکھتا تھا۔

وہ چہرے' بیوروکریٹ جہان حیدر شاہ 'اور' فریڈم پارٹی چیئر مین اور حالیہ منسٹر حماس خانزادہ 'کے تھے۔

ان تصاویر کو دیکھتا حاتم صرف یہ سوچ رہا تھا کہ یہ چاروں الگ الگ ہو کے دنگل مچا دیتے تھے تو یہاں چاروں ایک ساتھ ایک مسئلے پہ آ رہے تھے۔

لیکن اس سب کے ساتھ حاتم کے ذہن میں بہت سارے سوالات اٹھ رہے تھے۔

کہ خلیفہ کا ان لوگوں سے کیا تعلق تھا؟

اور کانٹریکٹ پہ ہوئے اس نکاح کو بچانے کے لیے اس کا باس بیوروکریسی، لاء اور سیاست کی جڑیں کیوں ہلانے کی کوشش کر رہا تھا؟؟

یا پھر

وہ کوئی پوائنٹ مس کر رہا تھا؟؟؟

اپنی وارڈروب کے سامنے کھڑی وہ ڈریس سلیکٹ کر رہی تھی جب اس کے موبائل پہ علینہ کی کال آنے لگی۔

اس نے لپک کے کال ریسیو کی اور فون کان اور کندھے کے بیچ اٹکایا۔

"میم!کب تک آ رہی ہیں آپ؟ "علینہ نے سلام دعا کے بعد فوراً استفسار کیا تھا۔

"کچھ دیر میں پہنچ رہی ہوں۔تم تیار رہو میں پندرہ سے بیس منٹس میں تمہیں پک کر لیتی ہوں۔ "سنجیدگی سے اسے میسج دے کر وہ کال بند کر گئی۔

اور خود وارڈروب میں سے سیاہ رنگ کی خوبصورت پیروں کی چھوتی میکسی نکالی اور ڈریسنگ روم میں تیار ہونے کے لیے چل دی۔

تقریباً پندرہ سے بیس منٹ بعد سیاہ میکسی زیب تن کیے، وہ کانوں میں ڈائمنڈ ٹاپس پہنے، کلائی میں بریسلٹ پہنے، سیاہ چمکتے بالوں کو نیچے سے کرل کیے بائیں کندھے پہ ڈالے پیروں میں سیاہ ہائی پینسل ہیل پہنے جیتی جاگتی آفت لگ رہی تھی۔

آئینے کے سامنے کھڑے ہوتے اس نے مسکارے سے بوجھل پلکیں اٹھا کے اپنا دلفریب عکس دیکھا اور ہونٹوں کو باہم ملا کے ایک بار پھر سے اپنی ڈارک ریڈش مہرون لپ اسٹک کو ایڈجسٹ کیا۔

"رابیل! خلیفہ سے تمہاری بات ہوئی ہے۔" وہ ممی کو خداحافظ کہنے ان کے کمرے میں آئی تو انہوں نے اچانک استفسار کیا۔

"جی روز ہی ہوتی ہے۔" بنا چونکے اس نے جواب دیا تھا۔

"رابی مجھے ایسے کیوں لگتا ہے جیسے کہ تم دونوں کا ریلیشن نارمل نہیں ہے۔تم دونوں میں ہزبینڈ وائف جیسا بانڈ نظر نہیں آتا مجھے۔"ان کی متفکر آواز پہ اس نے پلٹ کے ان کا چہرہ دیکھا تھا۔

"ایسا کچھ نہیں ہے ممی۔"اس کی آنکھوں میں بے اختیار طلاق کے پیپرز لہرائے جس پہ سائن کرنے کے لیے وہ اسے مجبور کر رہی تھی۔

"ایسا ہونا بھی نہیں چاہیے رابی۔میں بہت عرصے بعد یوں پرسکون ہوئی ہوں تمہیں اتنا اچھا گھر اور ساتھ ملنے پر۔اگر کسی قسم کا مسئلہ ہے تو اسے حل کرو۔کیونکہ انا کا شکار ہونے والوں کے پاس کچھ بھی نہیں بچتا۔"ممی نے سنجیدگی سے اسے بہت کچھ جتانے کی کوشش کی تھی۔

"جی انشاءاللہ۔ آپ پریشان نہیں ہوں۔ میرا ڈنر ہے آج ایک۔ تھوڑی لیٹ ہو سکتی ہوں۔ "انہیں پر سکون کرتی وہ ان کے گال کو چھوتی چلی گئی۔

"آئم سوری ممی لیکن جب آپ ڈسلیر اور اس کی فیملی سے ملیں گی تو آپ کو اس سب کا غم بھول جائے گا۔ "اس کے دل کو کچوکا سا لگا تھا کہ اس نے ممی کے لیے شادی تو کر لی تھی لیکن اب وہ اسے توڑے گی تو ممی کا ری ایکشن اسے سوچ کے ہی مضطرب کر رہا تھا۔

"خیر ہے۔ ممی سمجھ جائیں گی کہ میری خوشی ڈسلیر میں ہے۔ "اس نے خود کو بہلاتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کی۔

علینہ کے ہمراہ جب اس نے ہوٹل میں قدم رکھا تو روشنیوں کی چکاچوند میں شہر کی بزنس کریم جمع ہوئی تھی۔

"ہیلو بیلا "!عقب سے نام پکارا جانے پہ مڑی تو سامنے ڈسیلیر کے کزن عمیر کو کھڑا پایا۔

"ہیلو ٹو یو عمیر۔ "اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو ہولے سے تھامتی وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوئی تھی۔

"مجھے تو لگا تھا کہ تم اپنے شوہر کے ساتھ آو گی لیکن تم دونوں نے تو اکیلے اکیلے آ کر مجھے کیا ساری بزنس کریم کو مایوس کیا ہے۔ "اس کے چمکتے سراپے کو سر تاپا دیکھتا وہ عجیب سے لہجے میں گویا ہوا تو اس نے ہولے سے کندھے اچکائے۔

"اب دوسروں کی توقعات کے مطابق تو رابیل خان کوئی کام کرنے سے رہی۔ "اس کا خود پسند اعتماد اُمڈ آیا جسے دیکھ کے علینہ نے ستائشی انداز میں ابرو اچکائے۔

"گریٹ لیکن ڈسل پلیئر سے شادی نہ کر کے تم نے میری توقع کے مطابق ہی کام کیا ہے۔ "دوسری جانب وہ بھی ڈھیٹوں کا سردار تھا۔

"میں تمہیں یہاں بھی مایوس کرنے والی ہوں عمیر۔ "محظوظ کن انداز میں مسکراتی وہ پلٹی ہی تھی کہ ایک دم سے سامنے کھڑے وجود کے مضبوط سینے سے ٹکرا گئی۔

تصادم اتنا جاندار اور اچانک تھا کہ وہ بے ساختہ لڑکھڑائی۔اپنے توازن کو برقرار رکھتے ہوئے اس نے مقابل کے کوٹ کو اپنے دائیں ہاتھ میں

جھکڑا تو میکسی کی فٹنگ میں نمایاں ہوتی پتلی کمر کے گرد حائل ہوتے مضبوط بازو نے اسے سہارا دے کر لڑکھڑانے سے بچایا۔

"غلط فیصلے کر کے غلط قدم اٹھانے والے یونہی لڑکھڑا جایا کرتے ہیں۔ " مانوس کولون کی مہک اور بانہوں کا مضبوط حصار اسے پل میں سمجھا گیا کہ یہ حصار کس کا ہو سکتا ہے۔

لیکن مقابل کے منہ سے نکلنے والے الفاظ پہ اس نے کرنٹ کھا کے اس کا چہرہ دیکھا اور ایک جھٹکے سے اس سے فاصلے پہ ہوئی لیکن اگلے ہی لمحے اس نے اس کی کمر کے گرد دوبارہ بازو حائل کر کے اپنی طرف کھینچا تو وہ اس کے سینے سے آ لگی۔

"آہ ممی "!تصادم اس دفعہ کا زیادہ جاندار تھا تبھی اس کے ہونٹوں سے بے ساختہ نکلا تھا جسے سن کے اس کے دل نے بے ساختہ کروٹ بدلی تھی۔

"ہیلو مسٹر خلیفہ۔ "وہ اس کو بازو کے حصار میں لیے اس کی جوابی کاروائی کا منتظر تھا جب عمیر نے یہ سب منظر خاموشی سے دیکھتے ہوئے مداخلت کی تھی۔

"ہیلو۔ "اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظرانداز کرتے ہوئے اس نے رابیل کو اپنے سینے سے ہٹا کے زبردستی بائیں بازو کے حصار میں لیا۔

"آپ کے بارے میں سنا کچھ اور لیکن دیکھ کچھ اور رہا ہوں۔ "اس کی رابیل کے ساتھ قربت کو چبھتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے وہ طنزیہ لہجے میں گویا ہوا تھا۔

"میں اجنبی لوگوں کے لیے سننے کی حد تک بھی رہنا پسند کرتا ہوں۔ " سرد لہجے میں ٹھنڈے سے الفاظ ادا کرتا وہ اس کی کمر میں بازو حائل کیے وہاں سے چل دیا تو علینہ بھی فوراً ان کے پیچھے لپکی۔

"اس ساری فضول کی اداکاری کا مقصد؟ "عمیر سے جب فاصلے پہ پہنچے تو اس نے تیکھی نظریں گھما کے اس کی جانب دیکھا تو اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتے خلیفہ کو نجانے کیا کچھ یاد آیا تھا۔

" آپ کو باور کروانے کی کوشش کی ہے کہ بیوی ہو آپ میری۔ "اس کے سکون سے کہنے پہ اس نے بھنا کے اس کی طرف دیکھا۔

"کچھ دن کے لیے۔ "برجستہ جواب دیتی وہ اس کے ساتھ چلتی مختلف لوگوں سے مل رہی تھی۔

بڑے نامحسوس انداز میں وہ ایک آئیڈیل کپل کی مثال بنے ہوئے تھے۔

"اور ان کچھ دنوں میں مجھے صرف ایک دن لگے گا آپ کو واقعی اپنی بیوی بنانے کے لیے۔ "اس کے بے نیازی سے کہے گئے ان معنی خیز الفاظ سے چہرہ شرم و غصے سے دہکنے لگے۔

"اپنی کمینگی کا اظہار مجھ پہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ شو ایسے کرواتے تھے جیسے رومینس کی الف ب نہیں پتہ لیکن درحقیقت آپ کو ایک منجھے ہوئے کھلاڑی ہیں۔ "جلے دل کے ساتھ وہ بولتی چلی گئی جبکہ اس کے الفاظ پہ اک بے ساختہ سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پہ پھیلی تھی جسے بمشکل کنٹرول کرتے ہوئے وہ اپنی داڑھی میں سکریچ کرنے لگا۔

"اونہوں، مجھے تو آپ نے ہی سکھایا تھا ناں؟ "اس نے گردن خفیف سی گھما کے اس کی آنکھوں میں جھانکتے جس انداز میں استفسار کیا رابیل کے کانوں میں سے گویا دھواں نکلنے لگا۔

اس نے فوراً اپنا چہرہ پھیرتے ہوئے اس حملے سے خود کو نکالنا چاہا تو نظر حاتم کے ساتھ کھڑی علینہ پہ پڑی تھی۔

"تمہارا سیکرٹری میری اسسٹنٹ پہ لائن مار رہا ہے۔ "اس نے فوراً خلیفہ سے کہا تھا۔

"آپ تصویر کے ایک رخ کو مت دیکھا کریں۔ "اس کے فوری جواب دینے پہ وہ علینہ کو بغور دیکھنے لگی جس کی آنکھوں کی چمک کوئی اور کہانی سنا رہی تھی۔

تبھی ایک دم سے لائٹس مدہم کر دی گئیں اور میوزک آن کر دیا گیا۔

دونوں نے بیک وقت مڑ کے دیکھا تو سامنے ڈانسنگ فلور سجا کے اس پہ سپاٹ لائٹ فوکس کر رکھی تھی۔

بہت سارے کپلز ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ڈانسنگ فلور کی جانب بڑھ گئے۔

ان کپلز کو بڑھتے دیکھ کر اس کے دل میں بھی اک خیال سر اٹھانے لگا۔

"مجھے ڈانس کرنا ہے۔ "اس نے اپنے کندھے پہ بازو رکھے خلیفہ کو مخاطب کیا جس کا حصار اس کی دھڑکنوں کی لے بدلے ہوئے تھا۔

"لیکن مجھے نہیں کرنا ہے۔ "اس نے مختصر جواب دیتے ہوئے ارھر ادھر ایک بیزار کن نگاہ ڈالی۔

"میں نے پوچھا نہیں بتایا ہے۔اس لیے اپنا یہ بازو پیچھے کرو تاکہ میں کسی کے ساتھ فلور پہ جا سکوں۔ "اس نے جواباً سکون سے کہتے ہوئے اس کا بازو کندھے سے ہٹانا چاہا تھا۔

"کیا آپ نہیں جانتی کہ خلیفہ کے پہلو میں کھڑی خاتون کی طرف کوئی ڈانس کے لیے ہاتھ ہرگز نہیں بڑھانے والا، آپ کے چاہنے کے باوجود بھی نہیں۔ "اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھتا وہ اس کے بائیں کان میں سرگوشی کرنے کے سے انداز میں جھکا بول رہا تھا۔

جبکہ اس کے الفاظ پہ رابیل نے دم سادھے اسے دیکھا جو اس کے کان میں موجود ٹاپس کو ہونٹوں سے چھو رہا تھا۔

اگلے ہی لمحے وہ اس کا ہاتھ تھامے ڈانسنگ فلور کی طرف بڑھا تو اس کا دل رک رک کے دھڑکنے لگا۔

اسے اس شخص کی سحر انگیز قربت سے خوف آنے لگا تھا۔

اگلے ہی لمحے وہ اسے لیے ڈانسنگ فلور پہ کھڑا تھا اور اپنے دونوں ہاتھ اس کی کمر کے گرد جمائے جہاں بیک ڈیپ گلے کے باعث اس کے پر تپش ہاتھ کمر کی نرم جلد کو چھو رہے تھے۔

"کریں ڈانس۔ "اس کی کمر پہ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے پیانو بجاتا وہ سکون سے گویا ہوا تھا۔

جبکہ اس کی انگلیوں کے اس لمس پہ اس کا وجود جیسے کپکپا سا اٹھا تھا۔

لیکن خود پہ بمشکل قابو رکھتے ہوئے اس نے ایک ہاتھ اس کے سینے پہ رکھتے دوسرا ہاتھ اس کے کندھے پہ رکھتے ہوئے اپنے پیروں کو حرکت دینی شروع کی تو وہ اگلے ہی لمحے اس کا سینے پہ رکھا ہاتھ پکڑ کے اسے اس پھرتی سے گھما گیا کہ اس کی کمر اس کے کشادہ سینے سے آ لگی تھی۔

"رومینس کی طرح آپ کو ڈانس کلاسز کی بھی اشد ضرورت ہے۔ "مدہم لہجے میں کہتے ہوئے اس نے بنا لوگوں کی پروا کیے اس کے کان کو لبوں

سے چھوتے ہوئے چہرہ اس کی گردن میں چھپایا تو اس کے جسم کا سارا خون چہرے پہ آن سمٹا تھا۔

اس نے بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کے ساتھ اپنا چہرہ دور کرنا چاہا لیکن وہ اس کے پیٹ پہ ہاتھ باندھے دوسرا ہاتھ اس کی گردن پہ پھیرتا پیروں کو حرکت دیتے ہوئے قطعی مختلف شخص لگ رہا تھا۔

جب جب وہ اس شخص کو اپنے حسن کے جال میں الجھانا چاہتی وہ اسے لمحوں میں ڈھیر کر دیتا تھا۔

سپاٹ لائٹ اب سمٹ کے ان دونوں پہ آ رکی تھی۔جو سیاہ سوٹس میں ملبوس اس رات کے آئیڈیل کپل نظر آ رہے تھے۔

ایک دوسرے میں کھوئے وہ ایک دوسرے کا حصہ معلوم ہو رہے تھے۔

اس کو ہولے سے گھماتے ہوئے وہ اس کا رخ اپنی جانب موڑتا ہولے سے اسے اپنے بازو پہ جھکاتا اس پہ جھکا تو رابیل نے بے ساختہ آنکھیں موندیں۔

اس کے آنکھیں موندنے پہ وہ ہولے سے اس کی ٹھوڑی کو لبوں سے چھوتا ہوا اسے سیدھا کرتا اپنے بے تحاشہ نزدیک کرتا اپنے سینے سے لگا گیا۔

"مجھے ڈائیورس چاہیے۔ "اس کے لمس سے دہکتی رابیل نے مدہم آواز میں گزارش کی تھی جو اس کے کندھوں کو لبوں سے چھوتے خلیفہ نے فوراً مسترد کر دی۔

"اگلے مہینے رخصتی کی تیاری کریں۔میرے نام لگ چکی ہیں آپ۔اور خلیفہ خود سے منسلک چیزوں کو نہیں چھوڑا کرتا اور آپ تو پھر اس کی عزت ہیں۔ "بھاری لہجے میں بولتا وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے اس میں گم اس کو اپنی قربت سے مہکاتا وہاں فرد کو ورطہء حیرت میں ڈال رہا تھا۔

عورتوں سے نفرت کرنے والے شخص کا یہ روپ سب کو ششدر کر چکا تھا۔

کہ وہ تو عشق کی حدوں کو چھو رہا تھا۔

نفرت کہاں جا سوئی تھی؟؟؟

بار میں بیٹھا وہ شراب کے پیگ حلق میں انڈیلے جا رہا تھا جب اس نے بار سے منسلک کمرے سے کچھ گرنے کی آواز سنی تو سرخ ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولنے کی کوشش کرتا وہ اس کمرے کی طرف بڑھا۔

"ایوری تھنگ از اوکے جیلینہ؟ "اس نے کمرے میں داخل ہوتے پوچھا تو بدبو اور دھوئیں کے بھبھوکے ناک میں گھسے۔

"آج پھر فون کالز کا کوئی نتیجہ نہیں ملا۔ہر طرح سے ہراس کر کے دیکھ لیا ہے لیکن۔۔۔۔۔ "جیلی نے ایک طرف اشارہ کیا جہاں ہنوز توڑ پھوڑ جاری تھی۔

"آخر ہے کون وہ شخص جس کی ایک رات چاہیے؟ "وہ بھی اس مسٹری سے اکتا چکا تھا۔

کہ ایک شخص کے لیے ان کا سارا کام ڈھپ ہوا پڑا تھا۔

اس کا سوال سن کر جیلی نے ایک سائیڈ پہ پڑے کمپیوٹر کی بورڈ کی چند کیز پریس کیں تو پروجیکٹر پہ ایک یونانی دیوتا جیسے مرد کی تصاویر جھلملانے لگیں۔

جنہیں دیکھ کر اس کی آنکھیں گویا پھٹنے کو ہو گئیں۔

"یہ۔۔یہ شخص؟ "اس نے ایک نظر جیلی اور پھر صوفے پہ نشے میں دھت بیٹھے فرد پہ ڈالی۔

"یہ شخص تو بیلا کا شوہر ہے۔میری گرل کا ٹمپوریری ہزبینڈ جس سے وہ میرے لیے ڈائیورس لینے والی ہے۔ "اس نے ایک ہی سانس میں جب کہا تو صوفے پہ بیٹھا فرد چیل کی طرح اس پہ جھپٹا۔

"تو پھر تم ادھر کیا کر رہے ہو ڈینیئل؟جاو اپنی گرل فرینڈ کے پاس اور اسے کہو کہ اس شخص کو ہمارے پاس بھیجنے پہ مجبور کرے۔جیسے بھی کرے۔اپنے جسم کا استعمال کرے یا دماغ کا۔ورنہ تمہاری گرل فرینڈ کے جسم سے استعمال سے ہم کریں گے اسے مجبور۔ "پھنکارتی آواز پہ ڈینیئل کو اپنی سانس رکتی ہوئی محسوس ہوئی تھی۔

وہ اس جگہ پہ رہنے والوں کی بے رحمی سے واقف تھا اس لیے فوراً اس نے اثبات میں گردن ہلائی کیونکہ اب واقعی بیلا اور اس کے عارضی شوہر کو یہاں لانے کا وقت ہوا چاہتا تھا۔

محبت کیا ہے یہ جاناں

چلو تم کو بتاتی ہوں

جہاں تک میں سمجھ پائی

وہاں تک ہی بتاتی ہوں

محبت آسمانوں سے اترتی ایک آیت ہے

میرے رب کی عنایت ہے

کہیں لے جائے موسیٰ کو

تجلی رب کی دکھلانے

کہیں محبوب کو عرشوں پہ اپنے رب سے ملوانے

کہیں سولی چڑھاتی ہے

کسی منصور سرکش کو

کہیں یہ بیٹھ کر روتی ہے پھر شبیر بے کس کو

لگا کر آگ پانی میں

ہوا میں زہر گھولے گی

کرے گی رقص شعلوں پر

مگر کب بھید کھولے گی

کہیں یہ ایڑیاں رگڑے .... تو زم زم پھوٹ پڑتے ہیں

نظر کر دے جو پتھر پر

تو پتھر ٹوٹ سکتے ہیں

کہیں یہ قیس ہوتی ہے

کہیں فرہاد ہوتی ہے

کہیں سر سبز رکھتی ہے

کہیں برباد ہوتی ہے

کہیں رانجھے کی قسمت میں لکھی اک ہیر ہوتی ہے

یہ بس تحریر ہوتی ہے

کہاں تقدیر ہوتی ہے.... ؟

کہیں ایثار ہوتی ہے

کہیں سرشار ہوتی ہے

وہیں یہ جیت جاتی ہے

جہاں یہ ہار ہوتی ہے

محبت دل کی دیواروں سے لپٹی کائی جیسی ہے

محبت دل نشیں وادی میں اندھی کھائی جیسی ہے

سنو!!.....

تم بھی محبت کو کہیں ہلکا نہیں لینا

اگر اپنی پہ آ جائے

تمہیں صحرا نشیں کر دے

اٹھا کر آسمانوں سے تمہیں پل میں زمیں کر دے

کسی کو دان دیتی ہے

کسی کی جان لیتی ہے

اگر کندن میں ڈھالے تو

سمجھ لینا یہ خالص ہے

من و تو ناں بھلائے جو

تو پھر سمجھو کہ ناقص ہے

دل _ برباد یہ روشن تمہارا کر کے چھوڑے گی

لکھے گی درد ماتھے پر

ستارا کر کے چھوڑے گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بڑی خاموش نگاہوں سے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو دیکھ رہی تھی جس پہ کچھ دیر قبل ڈینیئل کی کال آئی تھی اور وہ اسے بتا رہا تھا کہ وہ ایک ہفتے میں پاکستان پہنچ رہا ہے۔

اصولاً تو اسے اس خبر سے خوش ہونا چاہیے تھا لیکن نجانے کیوں دل اس انداز میں خوش نہیں ہوا تھا جیسے ہونا چاہیے تھا۔

لیکن سر جھٹکتے ہوئے اس نے ساری سوچوں کو پرے جھٹکا اور شیری کے نمبر پہ میسج چھوڑنے لگی۔

"شیری!ڈینیئل اسی ویک آ رہا ہے۔تم ایک نوٹس پھر سے سی ای او کو بھجوا دو۔ "میسج کر کے وہ موبائل پھینکتی ایک وارم شاور لینے کے لیے واشروم کی طرف بڑھ گئی تاکہ اعصاب پرسکون ہو سکیں۔

وہ بڑے اطمینان کے ساتھ حاتم کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ساتھ ساتھ اچٹتی نظر میز پہ پڑے ڈائیورس پیپرز پہ بھی جا رہی تھی جو شہریار آفریدی کی طرف سے اسے موصول ہوئے تھے۔

"سر!آپ سائن کر دیں گے؟ "حاتم نے اس کی نظروں کو محسوس کرتے سوال کیا۔

"تمھیں کیا لگتا ہے حاتم؟ "اس نے الٹا سوال کیا تھا۔

"ایسا ہونا تو نہیں چاہیے کہ جو شخص ایک دفعہ جس ڈیل کا سوچ لے اسے ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تو ایک جیتی جاگتی عورت کو چھوڑنا وہ بھی گیم کے تحت یہ آپ کی مردانگی و شخصیت کے خلاف ہے۔"حاتم کے سنجیدگی سے جواب دینے پہ اس نے جیسے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

اسی لمحے اس کے موبائل پہ کال آنے لگی تو اس نے پتھریلے ہوتے چہرے کے ساتھ کال پک کر کے فون کان سے لگایا تھا۔

"ہینڈسم!اگر اسی ہفتے میں تم نے ہماری بات نہ مانی تو تمہاری بیوی کے ساتھ وہی سب ہو گا جو برسوں پہلے۔۔۔۔"غلاظت و کمینگی سے بھرپور آواز سپیکر سے گونجی تو اس کے ضبط کا شیرازہ بکھر گیا۔

"ڈونٹ سے آ ورڈ یو بلڈی باسٹرڈ۔اگر اس کا نام لینے کی کوشش کی یا اسے اس سب میں لانے کا سوچا تو میں تمہاری لاش تو سب کے لیے

عبرت بنا دوں گا۔میری خاموشی کو میری کمزوری ہرگز مت سمجھنا۔ "
اس کی گردن کی رگیں پھولنے لگی تھیں جبکہ آنکھیں غصے کی شدت سے سرخ ہونے لگیں۔

"تمہیں کمزور تو سمجھا ہی نہیں ہینڈسم لیکن ہمیں تمہاری ایک رات چاہیے اور یاد رکھنا صرف ایک ہفتہ اور پھر تمہاری بیوی کی تصاویر نیویارک کی ہر دیوار پہ ہوں گی۔ "اس کی دھمکی پہ ڈرنے کے باوجود ایک دفعہ پھر کمینگی کی حد کرتے کال بند کر دی گئی تو اس نے غصے سے موبائل ایک جھٹکے سے پرے پھینکا اور خود ایک جھٹکے سے میز سے اٹھتا دروازے کی طرف بڑھا۔

جب حاتم نے اسے خبر دی کہ اگر وہ ڈائیورس پیپرز پہ سائن نہیں کرتا تو اسے کل کورٹ میں پیش ہونا تھا۔

اس اطلاع پہ وہ مزید انگارے کی مانند دہکتا آفس سے باہر نکلا اور لفٹ کی طرف جانے کی بجائے سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔

خوبصورت فارم ہاوس کے لان میں کھڑے جہان نے بانہوں میں مقید علیزے کے بالوں میں اٹکے کیچر کو نکال کے دور اچھالا تو وہ بوکھلائی تھی۔

"جہان حیدر شاہ "!اس کے لبوں کی بے باک گستاخیوں سے بوکھلاتی علیزے نے خفگی دکھانے کی کوشش کرتے ہوئے اسے پکارا لیکن اس کے نرم لہجے سے اپنا نام سنتے جہان کا دل ترنگ میں دھڑکا اور خماری سر چڑھ کے بولنے لگی۔

اس کی کمر کے گرد اپنا مضبوط بازو حائل کرتے ہوئے اس نے اسے خود سے قریب تر کیا تو علیزے کی دھڑکنیں منتشر ہونے لگیں۔

"ح۔۔حیدر پلیز!ہم باہر کھڑے ہیں۔ "اس نے فارم ہاوس کے کھلے لان کو سراسیمہ نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بے ساختہ اس کے ہونٹوں پہ اپنی ہتھیلی جمائی جو ہمیشہ یہاں آ کے اس کے اعصاب و حواس سلب کر دیتا تھا۔

"ڈزنٹ میٹر ریپنزل "!مخمور لب و لہجے میں بولتا ہوا وہ اس کے چہرے پہ جھکا اور ہولے سے اس کے ہونٹوں کو چھوا ہی تھا کہ عقب سے اپنے نام کی پکار پہ اس کے چہرے پہ کرختگی چھا گئی۔

"جہان حیدر شاہ "!گھمبیر لب و لہجہ اسے پل میں باور کروا گیا کہ مقابل کون ہے۔اس نے علیزے کو اپنی گرفت سے آزاد کرتے ہوئے اپنی پشت پہ کیا جو کسی اجنبی کے اچانک آ جانے پہ شرم سے ڈوب مرنے کو تھی۔

"میری اجازت کے بغیر میرے فارم ہاوس پہ میرے فیملی ٹائم میں مجھے ڈسٹرب کرنے پر تمہیں کیا بھگتنا پڑ سکتا ہے، تم گمان بھی نہیں کر سکتے خلیفہ۔ "اس کی سرد آواز میں ہلکی سی چبھن تھی لیکن سامنے والا ہر گز رعب میں نہ آیا۔

"میری فیملی ڈسٹرب ہے شاہ صاحب اس لیے میں اخلاقیات کو بھاڑ میں جھونک کے نکلا ہوں۔ "اس کے بظاہر پر سکون لہجے میں اک آگ دہک رہی تھی۔

"یہاں آنے کا مقصد کیا ہے؟ "جانتے ہوئے بھی اس نے اس کے منہ سے سننا چاہا۔

"اپنے دوست کو سمجھائیے کہ خلیفہ کسی کے کہنے پہ اپنی بیوی کو چھوڑنے والا مرد نہیں ہے شاہ صاحب۔ "اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے وہ لفظوں پہ زور دیتا ہوا بولا تو جہان کے عقب میں اس کی شرٹ تھام

کے کھڑی علیزے نے بے ساختہ سائیڈ سے تھوڑا سا سر نکال کے اس شخص کو دیکھا۔

"مجھے یاد کر رہے ہیں شاید آپ خلیفہ صاحب۔ "پر سکون اور محظوظ کن آواز پہ تینوں نے گردن گھما کے بائیں جانب دیکھا جہاں سے' بیرسٹر شہریار آفریدی 'چہرے پہ ہلکی سی مسکان لیے چلتا آ رہا تھا۔

اس شخص کو دیکھ کر خلیفہ کے چہرے پہ کڑواہٹ سی پھیل گئی تھی جسے دیکھ کر وہ خاصا محظوظ ہوا تھا۔

"کیسے ہیں بہنوئی صاحب؟ "ہاتھ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے اس نے چڑانے والے انداز میں کہا۔

"شہریار "!جہان نے تنبیہی انداز میں اسے پکارا اور انہیں ایک طرف پڑی کرسیوں پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود علیزے کا ہاتھ پکڑ کے اسے ساتھ لیے کرسی اس کے پاس کرتا اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"کیا چاہتے ہو تم دونوں؟ "جہان نے دونوں کے چہرے دیکھے۔

"ڈائیورس پیپرز پہ سائن۔ "شہریار کے برجستہ جواب پہ خلیفہ نے اٹھ کے فوراً ایک مکا اس کے جبڑے پہ رسید کیا تو جوابی مکا شہریار کی طرف سے فوراً آیا تھا۔

ان کی اس حرکت پہ علیزے کے ہونٹوں سے دبی دبی چیخ نکلی تو جہان کے چہرے پہ سردمہری چھا گئی۔

"اب اگر تم لوگوں کی غنڈہ گردی کی وجہ سے میری بیوی کے چہرے پہ پریشانی چھائی تو میں تم دونوں کا نام و نشان مٹا دینے سے گریز نہیں

کروں گا۔انسانوں کی زبان میں بات کرو۔ "جہان کی سرد آواز پہ دونوں نے مڑ کے علیزے کو دیکھا جس کے گرد جہان اپنی کرسی پہ پڑی چادر پھیلا چکا تھا۔

"سوری۔ "دونوں نے ایک ساتھ علیزے سے معذرت کی تھی۔

"میں کٹھ پتلی نہیں ہوں بیرسٹر صاحب کہ اپنے نام لگی عورت کو اس شخص کے لیے تر نوالے کی مانند چھوڑ دوں جو اس کے جسم کی نمائش امریکہ کی گلیوں میں کروانا چاہتا ہے۔ "اپنی جگہ سنبھالتا وہ شہریار کی طرف مڑتا ہوا چبھتے ہوئے لہجے میں بولا تو جہان کی پیشانی پہ بل پڑے۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا خلیفہ، تم بیفکر رہو۔ "جہان چونکہ ہر بات سے واقف تھا اس نے فوراً کہا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو تم؟ "شہریار نے غصے سے اسے دیکھا تو اس نے کوٹ کی جیب سے چند تصاویر نکال کے اس کی جانب اچھالی تھیں۔

جنہیں دیکھ کے شہریار کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا۔

"اب کیا چاہتے ہو تم؟ "جہان نے خلیفہ کا چہرہ دیکھا۔

"اپنی بیوی کی رخصتی۔ "اس نے فوراً جواب دیا تھا۔

"جو وہ نہیں چاہتی۔ "شہریار کے برجستہ ٹکڑا لگانے پہ اس نے اکتا کے اسے دیکھا تھا۔

"اُن سے پوچھ کون رہا ہے؟یہ چاہت میری ہے تو میں ہی یہ کام کروں گا ناں۔ "اس نے اسی انداز میں جواب دیا تو جہان اور شہریار نے چونک کے اس کی طرف دیکھا۔

"مطلب آپ اپنی مسز کو کڈنیپ کر کے ان کی رخصتی کروائیں گے۔ " علیزے کے اچانک بول اٹھنے پہ تینوں نے بیک وقت اس کی جانب دیکھا اور پھر خلیفہ نے آہستگی سے سر اثبات میں ہلایا۔

"اور تمہیں لگتا ہے کہ تم میرے سامنے بیٹھ کے میری کزن کو کڈنیپ کرنے کی پلاننگ کرو گے اور میں ایسا ہونے دوں گا؟ "شہریار نے اس کے سر اثبات میں ہلانے پر اس کی طرف تیکھے انداز میں دیکھا۔

"روک سکتے ہو تو روک لو۔ ویسے تمہیں اس بات پہ اعتراض نہیں ہونا چاہیے کہ یہ سب تو تمہیں دیکھ کے ہی سیکھا ہے بہت سوں نے۔ "اس کے سکون سے کہنے پر علیزے کے ہونٹوں پہ مسکان پھیل گئی۔

تبھی قدموں کی آہٹ پہ سب نے پلٹ کے دیکھا تو حماس خانزادہ اپنی ہرے جھنڈے والی گاڑی پارک کرتا گارڈز کو وہیں رکنے کا اشارہ کرتا ان کی طرف آ رہا تھا۔اسے جہان نے ہی بلوایا تھا لیکن وہ دونوں اچانک آئے تھے۔

حماس خانزادہ کے بیٹھنے پہ جب ساری بات اس کے سامنے کھولی گئی تو اس نے جہان کے چہرے کو دیکھا۔

"اب مصلحت کا وقت ختم ہو چکا ہے شاہ صاحب۔ کیونکہ اب کال منسٹری تک آ چکی ہے۔یہ تو ہمیشہ سے چلتا آیا ہے کہ پاکستان کے اونچے عہدادران کا ایسے لوگوں سے تعلق ضرور ہوتا ہے اور یہ تو پھر ایک بہت بڑا سسٹم ہے۔ "اس نے سنجیدگی سے کہنا شروع کیا۔

"ڈونٹ مائنڈ لیکن ایک مرد کی خوبصورتی کے باعث ایسا میس پیدا ہوتے پہلی دفعہ دیکھا ہے۔ آئی ایڈمائر یور بیوٹی اینڈ چارم نیس خلیفہ۔ " حماس خانزادہ نے اس کی سنہری آنکھوں میں دیکھتے مزے سے کہا تو اس کے کان کی لوئیں سرخ ہونے لگیں۔

"شکر ہے پھر ان کی نظر ہم پہ نہیں پڑی ورنہ تو تباہیاں مچتی تباہیاں۔ " شہریار نے خودپرست انداز میں کہا تو خلیفہ اس شخص کو دیکھ کے رہ گیا۔ جبکہ علیزے بے ساختہ' اللہ نہ کرے 'کہہ کے جہان کا ہاتھ تھام گئی۔

"تم اپنی پلاننگ پہ عمل کرو خلیفہ۔باقی کام ہم سنبھال لیں گے۔ "جہان نے خلیفہ کو کہا تو اس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"میرا کام اسے اس پلاننگ سے روکنے کا ہے۔رائیٹ؟ "شہریار نے پراسرار مسکراہٹ کے ساتھ کہا تو خلیفہ نے اس کی طرف دیکھا اور پھر کھل کے مسکرایا۔

"تمہیں واقعی بیرسٹری کی ڈگری کو آگ لگا کے غنڈہ گردی میں میڈل لینے چاہیے۔ "اس پہ جملہ اچھال کے وہ الوداعی ہاتھ ہلاتا وہاں سے نکل گیا۔

"حماس! سسٹم میں ہونے والی ہر قسم کی موومنٹ کو اپنے کنٹرول میں رکھنا۔ہماری چھوٹی سی لاپرواہی خلیفہ ہی نہیں اب بہت سے پاکستان کے مردوں کے لیے خطرہ بن سکتی ہے۔ "جہان نے سنجیدگی سے کہا تو وہ سر اثبات میں ہلاتا اس کے ساتھ دیگر پوائنٹس ڈسکس کرنے لگا۔

\-

"کیا؟زبردستی رخصتی لیکن کیوں؟ "مما نے حیرت سے بیٹے کو دیکھا جبکہ چھوٹے پاپا نے استفسار کیا۔

"کیونکہ رابیل اور میرا کچھ اختلاف ہوا ہے جس کی وجہ سے وہ ناراض ہیں لیکن مجھے نیکسٹ منتھ کہیں جانا ہے جہاں ان کا ساتھ ہونا ضروری ہے اس لیے یہ سب مجبوری ہے۔ "اس نے سوچ سمجھے جملے روبوٹک انداز میں کہے تھے۔

"لیکن بچے یہ دنیا والے اور بچی کی ماں کیا سوچے گی؟معاشرے کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں نا؟ "بی جان نے اسے پریشانی سے دیکھا۔

"بے فکر رہیں بی جان۔ریسیپشن آپ کر لیجیے گا تاکہ سب کی زبانیں بند ہو جائیں۔رخصتی تو سادگی سے بھی ہو جاتی ہے۔ "وہ ہر بات کا جواب سوچے بیٹھا تھا۔

"تمہارے ساتھ کون کون جائے گا اس سادہ سی رخصتی میں؟ "رحمان صاحب نے اچانک اسے مخاطب کیا تو اس نے بے تاثر نگاہیں اٹھا کے اسے دیکھا۔

"صرف میں۔ "اس کے مختصر جواب پہ سب کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ انہیں اب اس زبردستی رخصتی کا اصل مطلب سمجھ آیا تھا کہ یہ ایکچوئلی رخصتی نہیں کڈنیپ تھا۔

"بچیوں کے ساتھ ایسے معاملات نہیں کرنے چاہیے بچے۔ان کے دل بہت نازک ہوتے ہیں۔ "بی جان نے اسے سمجھانا چاہا۔

"میں جانتا ہوں بی جان۔دل تو سبھی کے نازک ہی ہوتے ہیں لیکن آپ بے فکر رہیے میں انہیں ڈی گریڈ نہیں کر رہا۔ "ایک نظر باپ پہ ڈال کے وہ سنجیدگی سے کہتا کچھ لمحوں بعد وہاں سے اٹھ گیا۔

جبکہ وہ سب ذہنوں میں مختلف طرح کی سوچیں لیے آنے والے وقت کے لیے خود کو تیار کرنے لگے تھے۔

ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھی وہ مختلف سوچوں کی یلغار میں الجھی گھر جا رہی تھی جب اس کی گاڑی جھٹکے کے ساتھ بیچ سڑک میں جا رکی۔

اس نے بیزاری سے گاڑی کو دیکھتے ہوئے دروازہ ان لاک کیا اور باہر نکلی ہی تھی کہ اسی لمحے ایک سیاہ ویگو اس کے پاس آ کے رکی اور سیاہ پینٹ کے ساتھ سیاہ ٹی شرٹ پہنے وہ سیاہ لیدر جیکٹ پہنے وہ رف سے حلیے میں باہر نکلا تو وہ ٹھٹھکی۔

"اس طرح راستہ روکنے کا مقصد کیا ہے؟ "دونوں ہاتھ سینے پہ لپیٹتی وہ سنجیدگی سے بولی تو اس نے نظر بھر کے اسے دیکھا۔

"راستہ نہیں روکا ہے بلکہ آپ کی اور اپنی منزل ایک کرنے کی کوشش ہے۔ "کہنے کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھا اور اس کے کچھ سوچنے سمجھنے سے قبل اس کی گردن کو اپنے ہاتھ سے سہلاتا وہ اس کی مخصوص رگ دبا چکا تھا۔

جس کے باعث وہ لڑکھڑاتی ہوئی اس کی بانہوں میں بکھرتی چلی گئی۔

اسے بانہوں میں سمیٹتے ہوئے وہ اپنی گاڑی کی طرف بڑھا اور بہت نرمی سے اسے بیک سیٹ پہ لٹانے کے بعد اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو چکا تھا۔

اس کی گاڑی کا رخ اپنے لگژری اپارٹمنٹ کی طرف نہیں بلکہ ' حیات حویلی 'کی طرف تھا۔

اپنے ماسٹر بیڈروم میں موجود صوفے پہ بیٹھا وہ اس کے بیڈ پہ محوِ استراحت وجود کو نرم نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

سیاہ ٹراوزر کے ساتھ سیاہ ٹاپ پہنے، وہ ڈارک براون کوٹ جسے وہ کمرے میں آتے ہی اتار چکا تھا، کھلے بالوں اور بند ہونٹوں پہ لپ اسٹک سجائے ہوش و حواس سے بیگانہ پڑی تھی۔

جب وہ اسے لیے حیات حویلی میں داخل ہوا تو سبھی افراد جاگ رہے تھے اور اس کی بانہوں میں بیہوش پڑی رابیل کو دیکھ کر حیران پریشان بھی تھے۔

جتنے وہ اس شادی کے لیے ایکسائیٹڈ تھے اتنے ہی عجیب طریقے سے ہوئی اس شادی نے انہیں پریشان کر رکھا تھا۔

چونکہ وہ بیہوش تھی اس لیے اسے سیدھا اس کے کمرے میں ہی پہنچایا گیا تھا اور اب وہ اس کے ہوش میں آنے کا منتظر تھا۔

چند منٹ مزید گزرنے کے بعد وہ اٹھا اور اس کے نزدیک بیڈ پہ جا بیٹھا۔

اس کے چہرے پہ نظریں ٹکائیں وہ آہستگی سے اس کے چہرے پہ جھکا تو نظر اس کے رخساروں پہ سایہ فگن پلکوں سے ٹکرائی۔

وہاں سے ہوتی نظر گلابی رخساروں، ہونٹوں، شفاف گردن اور پھر گردن کے نیچے تک سرائیت کرنے لگی تو اس کے حلق میں کانٹے سے اگنے لگے۔

اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کی گردن کو اپنی مضبوط انگلیوں سے چھونے لگا۔

اس کے لمس کا دہکتا احساس تھا یا اس کی پر تپش نگاہوں کی لپک، وہ ہولے سے کسمسائی تھی۔

اس کے یوں کسمسانے پہ اس کی طلب مزید بڑھی تو اس کے ہاتھوں کی انگلیاں نیک بون کو کراس کرتی نیچے کی طرف بڑھنے لگیں تو اس کی بند پلکوں میں ارتعاش سا برپا ہونے لگا۔

"مم۔۔ممی "!اس کے لب ہولے سے سرسرائے تھے جب اس نے دوسرے ہاتھ سے اس کے رخسار کو تھپتھپانا شروع کیا۔

"شش!ویک اپ۔ "اس کی گھمبیر آواز اور ہاتھ کے لمس پہ اس کا ذہن بیدار ہونے لگا۔ اگلے ہی لمحے وہ اپنی مندی ہوئی پلکیں وا کرتی اسے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

اس کے چہرے سے ہوتی نظر جب کمرے کی طرف گئی تو دماغ مکمل طور پہ ہوش میں آیا۔
وہ ایک جھٹکے سے اسے پرے دھکیلتی اٹھی تو کمفرٹر کے ہٹنے پہ سیاہ منی ٹاپ میں ملبوس اس کا وجود اپنی رعنائیاں بکھیرنے لگا۔

"ہاو ڈیئر یو۔مجھے میری اجازت کے بغیر یہاں لانے کی ہمت کیسے کی تم نے؟ "وہ بھپری ہوئی شیرنی کی مانند اس پہ جھپٹی اور غرائی تھی۔

"میں آپ کی اجازت کے بغیر بہت کچھ کرنے والا ہوں اس لیے ابھی سے اپنی انرجی ویسٹ نہیں کریں۔ "اس کے اپنے گریبان پہ جمے دونوں ہاتھوں کو تھامتا وہ گھمبیر لہجے میں بولا تو رابیل کا دل گہری کھائی میں الٹنے لگا۔

"تم نے اگر میری مرضی کے بغیر کوئی حرکت کرنے کا سوچا بھی تو میں تمہاری جان لے لوں گی دو نمبر سی ای او۔ "وہ خائف ہوتی اس سے بھی بلند آواز میں چلائی تھی جبکہ اس کے الفاظ پہ اس نے اس نے جھک کے اس کی لال ہوتی ناک کی نوک کو چھوا۔

"ڈائیورس پیپرز بھیج کے جان ہی تو لے رہی تھیں۔ "اس کے مدہم لہجے پر اس کے اندر گویا آگ سی لگی تھی۔

"ڈائیلاگ مت جھاڑو اور مجھے میرے گھر چھوڑ کے آو۔ ممی پریشان ہوں گی۔ "اس نے تیز لہجے میں کہا۔

"ممی تک تمہاری آفیشل رخصتی کی اطلاع پہنچ چکی ہے اور وہ بہت خوش ہیں۔اب باری آپ کی ہے کہ آپ اس رخصتی کے تقاضے سمجھیں کیونکہ آپ کے ٹاپ کا گہرا گلہ مجھے پریشان کر رہا ہے۔ "گہری نگاہ اس

کے وجود پہ ڈالتا وہ معنی خیز لہجے میں بولا تو وہ سر تا پا شرم و غصے سے سرخ پڑتی تابڑ توڑ مکے اس کے سینے پہ رسید کرنے لگی۔

"تم۔۔۔تم بے شرم انسان۔۔ "اس کا دل چاہا وہ اسے تہس نہس کر دے۔ جو اس کے دل و دماغ پہ قابض ہونے کے بعد اب اس کے وجود کا مالک بننا چاہتا تھا۔

"ضد نہیں کریں رابیل۔میں زبردستی نہیں کرنا چاہتا لیکن اس سب کے بغیر گزارا نہیں۔ "اس کے مزاحمت کرتے وجود کو بانہوں میں لیتا وہ رسانیت سے گویا ہوا لیکن وہ تو اس کی حرکت پہ آگ بگولہ ہو چکی تھی۔ وہ بھی تب جب ڈ تنلیر کے آنے میں دو چار دن ہی بچے تھے اور وہ کمٹمنٹ پوری کرنے والی بندی اب اک جال میں الجھ رہی تھی۔

"میں یہ بات پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ میری بانہوں میں موجود عورت دنیا کی خوبصورت ترین لیکن انوکھے انداز میں رخصت ہوئی دلہن ہے۔ "اس کا لفظ لفظ محبت کے رنگ میں ڈوبا ہوا تھا جبکہ اس کے بے لگام ہوتے لب بڑے استحقاق سے اس کے چہرے کے نقوش کو محسوس کر رہے تھے۔

تبھی اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے اس کے بالوں میں انگلیاں پھنسانی چاہی تو اس کے بے لگام ہوتے لبوں کی اچانک گستاخیوں پہ اس نے تڑپ کے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

"نہیں پلیز۔ "اس کی غصے پہ حاوی ہوتی شرم و حیا میں لپٹی مزاحمت بڑی بے ساختہ تھی۔

لیکن وہ بڑی نرمی سے اس کی آنکھوں میں جھانکتا جیسے اس کے ہر خوف کو زائل کرنے کی کوشش کرتا اس کے چہرے کو نقوش کو چھوتا

اپنے ہاتھ کی انگلیاں اس کے بالوں میں اٹکا گیا تو اس کی بانہوں میں مقید رابیل کو اپنی سانسیں سست ہوتی محسوس ہونے لگیں۔

اس کے وجود کو بانہوں میں بھرے جب اس نے اسے پیچھے کو بیڈ پہ لٹایا تو اس کا دل گویا اچھل کے حلق میں آن اٹکا تھا۔

فٹنگ والی شارٹ ٹاپ میں ملبوس رابیل کے وجود کی رعنائیوں کو مخمور نگاہوں سے دیکھتے خلیفہ کی آنکھیں یکلخت لو دینے لگیں تو مزاحمت بھولتی رابیل اس کی پیش رفت سے بوکھلاتے ہوئے اپنا رخ بدل گئی۔

رخ موڑے وہ کمرے میں چھائی معنی خیز سی خاموشی میں اپنا سانس بحال کرنے کی کوشش کر رہی تھی جب بیک گہرے گلے پہ اس کے گرم ہونٹوں کا لمس اسے لڑکھڑانے پہ مجبور کر گیا۔

"یااللہ "!اس کے ہونٹوں سے بے ساختہ سسکی سی نکلی اور وہ دونوں ہاتھوں میں اس کی شرٹ دبوچتی ایک دفعہ پھر سے مزاحمت کے لیے

خود کو تیار کرنے لگی لیکن لب بھینچتی وہ اس کا لمس خود میں اترتا محسوس کر رہی تھی جس کے ہونٹ اس کی گردن کی پشت پر جبکہ ہاتھ کانوں میں موجود ٹاپس اتارنے میں مشغول تھے۔

یوں اس کو اپنی سحر انگیز آنکھوں کے سحر سے ہیپناٹائز کرتا وہ اس کی گردن و چہرے کو اپنے لمس سے سرخ کر رہا تھا۔

"میری زندگی میں آنے اور مجھے اندھیر نگری سے باہر نکال کے اپنی ذات کے رنگوں میں الجھانے کے لیے ہمیشہ مشکور رہوں گا میری جان۔ "محبت و شدت سے کہتے ہوئے وہ ااس کی آنکھوں کو چوم رہا تھا۔

"نہیں پلیز۔ "جب اس نے اپنی ٹی شرٹ کے بٹن کھولنے شروع کیے تو اسے اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔

تبھی وہ آنکھوں میں جذبات کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر لیے اس کے نزدیک آتا اس پہ جھکا تو اس کا دل چاہا وہ کہیں غائب ہو جائے۔

اس کے مردانہ کولون کی مہک اسے اپنے اندر تک اترتی محسوس ہو رہی تھی وہ اس پہ چھایا ہوا اس کے اس قدر نزدیک تھا۔

"شش!ریلیکس سی او صاحبہ !اتنے سالوں سے بنجر ہوئے دل و وجود میں آپ کے نام، آپ کے وجود کی بدولت نکھار آیا ہے اس لیے میری بے قابو شدتوں اور جذبات کو برداشت کرنے کی کوشش کریں۔ "بھاری گھمبیر لہجے میں بولتے ہوئے اس نے اس کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے اپنی محبت کی مہر ثبت کی تو وہ سختی سے بیڈ شیٹ ہاتھوں میں جھکڑ گئی مگر اس نے بہت نرمی سے اس کے ہاتھ اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیتے ہاتھ بڑھا کے لائٹ آف کی تو اس کی گرفت میں موجود رابیل کو اپنی سانس بھی رکتی محسوس ہوئی تھی۔

اس کا دل چاہا وہ زور سے چلائے اور اس کی سلطنت سے نکل جائے جو اگر آج اس پہ حاوی ہو گیا تو اس کے پاس کچھ نہ بچے گا لیکن دنیا کو جوتے کی نوک پہ رکھنے والی رابیل اس شخص کے سحر کے سامنے ہمیشہ کی طرح بے بس تھی۔

ایک ہاتھ میں اس کے ہاتھ جکڑے وہ دوسرے ہاتھ اس کی شرٹ کو کندھے سے سرکاتے ہوئے اس کے کندھے پہ اپنا لمس چھوڑنے لگا تو مچلتی ہوتی رابیل اس کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ آزاد کرواتی زور سے اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کرتی گویا خود کو اس کے حوالے کر گئی۔

اور اندازِ سپردگی کی اس ادا پہ سرشار ہوتا وہ گزرتی رات میں اپنی جنون خیزی کے باعث اس کی سانسوں کے ڈوبنے اور ابھرنے کا باعث بنتا اس کی روح تک میں اتر گیا تھا۔

جبکہ شہرے جس نے کبھی اپنی بے باکی سے اس شخص کو زچ کرنے کا سوچا تھا اب اس شخص کو خود میں اترتا پا کے وہ سر تا پا رنگوں میں ڈوبتی جا رہی تھی۔

نیند میں ڈوبے اس نے کروٹ بدلتے ہوئے بیڈ پہ اپنا ہاتھ آگے کو پھیلاتے ہوئے اسے خود میں سمیٹنا چاہا جب خالی بیڈ محسوس کرتے اس کی آنکھ پٹ سے کھلی۔

اس نے دیکھا تو اس کا پہلو شکن آلود لیکن خالی تھا۔

اس نے نظر گھما کے کمرے میں دیکھا تو وہ صوفے پہ کسی بے جان مورت کی مانند بیٹھی ہوئی تھی جبکہ کھلے گیلے بال رات کا افسانہ سنا رہے تھے۔

"رابیل "!اس نے آہستگی سے اسے پکارا جو اس کے ہونٹوں سے اپنا نام سن کے سر تا پا سلگ اٹھی۔

اس نے فورا اپنی نم پلکیں اٹھا کے اس کی طرف دیکھا اور پھر گویا کمرے میں بھونچال سا آ گیا۔

اس نے صوفے پہ پڑے تمام کشنز اٹھا کے ایک ایک کر کے اس کی جانب اچھالنے شروع کیے جو بیڈ پہ نیم دراز تھا۔

"تم بے شرم، بد تمیز، کمینے شخص ہو۔ سڈیوس کیا ہے تم نے مجھے۔میری کمزوری کا فائدہ اٹھایا ہے۔چیٹر۔ "وہ بھیگی آواز میں گرجی تھی جب وہ کشنز کے حملے سے بچتا اپنی جگہ سے اٹھا تو اس نے لپک کے میز پہ پڑا کرسٹل واز اٹھایا۔

"کیوں بیوہ ہونا چاہتی ہیں۔ "اس کے ہاتھ میں موجود واز کو دیکھ کر اس نے فوراً کہا تو اس کے چہرے کا رنگ فوراً بدل گیا۔

جسے محسوس کر کے اس نے اس کے ہاتھ سے واز لے کے واپس میز پہ رکھا۔

"میں آنکھ کھلنے پہ آپ کو محسوس کرنا چاہتا تھا۔ "مدہم لہجے میں بولتے ہوئے وہ اس کے بھرپ ے وجود کو بانہوں میں بھرتا خود میں سمیٹ گیا۔

"خبردار! خبردار! جو اب تم نے میرے ساتھ کوئی بدتمیزی کی۔ "وہ ایک جھٹکے سے اس کی گرفت سے نکلی تھی۔

"اب یہ مزاحمت فضول ہے رابیل۔ "اس کے وجود کو نرم گرم نگاہوں سے دیکھتے ہوئے وہ دو قدم مزید اس کے نزدیک ہوا۔

"مجھے میرے نام سے مت پکارو۔ "وہ فوراً پھنکاری۔

"نزدیک آ کے حکم جھاڑیں تاکہ میں مان سکوں۔ "ہاتھ پکڑ کے واپس اس کو اپنی آغوش میں گھسیٹتا وہ اس کے گیلے بالوں میں چہرہ چھپاتا ایک بار پھر سے اس کی گردن کو نشانہ بناگیا تو وہ اس کے لمس کی شدت پہ تڑپ اٹھی۔

"پیچھے ہٹو۔ "اس کے سینے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے اسے پرے دھکیلنا چاہا جب وہ اس کے بالوں میں انگلیاں پھنساتا اس کے صبیح چہرے پہ جھکتا اس کے گلابی ہونٹوں کا جام پینے لگا جو اسے بے چین کیے جا رہے تھے۔

اس کی اس جسارت پہ اس نے بوکھلاتے ہوئے اس کے سینے سے شرٹ زور سے دبوچی تو خلیفہ نے اس کے ہونٹوں پہ گرفت مضبوط رکھتے

ہوئے اس کی کمر کے گرد بازو حائل کرتے اسے اوپر کو اٹھایا تو اس نے گھبراتے ہوئے ایک بازو اس کے گرد لپیٹتے ہوئے اپنے پیر اس کے پیروں پہ جمائے۔

اس کی بڑھتی ہوئی شدت اس کے حواس چھین رہی تھی جس کے باعث وہ آنکھیں موندتی ایک بار پھر سے اس کے سحر کا شکار ہونے لگی۔

اس کی اکھڑتی سانسوں کو محسوس کرتا وہ اس کے لبوں کو رہائی دیتا سیدھا ہوا تو نظر اس کے بھیگے ہونٹوں پہ پڑی تو ایک دفعہ پھر سے ضبط کھوتا ان پہ جھکا اور نرمی سے وہ نمی خود میں سمیٹنے لگا۔

اس کی اس حرکت پہ وہ چکراتی ہوئی اس پہ گرفت مضبوط کر گئی۔

وہ نجانے کب تک اس کی سانسوں پہ قابض رہتا۔ کہ اچانک دروازے پہ ہونے والی زوردار دستک پہ دونوں چونک اٹھے۔

اسے اپنی گرفت سے آزاد کرتا وہ دروازے کی طرف بڑھا تو وہ رخ موڑتی دونوں ہاتھوں سے اپنا چہرہ تھپتھپانے لگی اور پھر لپک کے اس کی

صوفے پہ پڑی جیکٹ اٹھا کے کندھوں پہ پھیلائی کے اس کی شدتوں کے سرخ نشانات چھپا سکے۔

دروازے پہ بڑی مما تھیں جنہیں دیکھ کے اسے ڈھیروں رونا آ گیا اور وہ ان کے سینے سے لگتی زارو قطار رونے لگی۔

"بہت۔۔بہت برے ہیں یہ۔زبردستی لے کے آئے ہیں مجھے یہاں اور پھر زبردستی میر۔۔۔۔۔" سسکتی ہوئی وہ شاید اس کے سارے راز کھول دینے کو تھی جب اس نے اسے پکارا۔

"آپ مجھے پہلے بتا دیتیں کہ آپ کا ایسا ارادہ ہے۔میں ریکارڈنگ کر لیتا تاکہ آپ تسلی سے ساری روداد اپنی ساس کو سنا دکھا لیتیں۔ "ٹھنڈے

لہجے میں کیے اس طنز پہ مما کے سینے سے لگی رابیل شرم سے پانی پانی ہو گئی تھی۔

"میرے ساتھ فضول باتیں مت کریں۔ان کو کہیں کہ مجھ سے بات نہیں کرے۔ "اس نے فوراً مما کو حمایتی بنایا۔

اسے اس وقت ممی یاد آ رہی تھیں اس لیے انہیں دیکھ کے وہ جذباتی ہو رہی تھی۔

"اوکے یہ آپ کو تنگ نہیں کرتا۔آپ چپ ہو جاو شاباش۔آپ کے لیے وقتاً فوقتاً خریدی گئی چیزیں خلیفہ کی الماری میں ساتھ ساتھ رکھ دی جاتی تھیں۔آپ تیار ہو کے نیچے آ جاو۔بی جان ملنا چاہتی ہیں اور ہاں جو ہوا ہے اسے ایڈجسٹ کرنے کی کوشش کرو کیا پتہ اس میں کوئی بہتری پوشیدہ ہو۔ "مما نے رسانیت سے اسے سمجھایا تو وہ چپ سی ہو گئی۔

"اب اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔وہ دور رہ کے میرے دل و دماغ پہ قابض ہو رہا تھا اب تو روح میں اتر چکا ہے۔اب اس سے کیسے دامن بچاؤں گی؟ "دل ہی دل میں کہتے ہوئے اس کا دماغ ڈ کی طرف مڑا۔

"اب اس کے ساتھ کی گئی کمٹمنٹ کا کیا کروں؟ "

"یہ شمشیر علی خلیفہ اور رابیل خان کون ہیں؟ "نورے نے فائل پہ چپکے ان ناموں کو دیکھتے ہوئے اسے دیکھا جو مسلسل لیپ ٹاپ پہ مصروف تھا۔

"ہیں یہ بس کچھ خاص لوگ جو ان دنوں جان کا عذاب بن بیٹھے ہیں۔ "
اس کے اس انوکھے جواب پہ وہ اسے گھور کے رہ گئی۔

"حماس تم سیدھا جواب کیوں نہیں دیتے؟ "وہ اس کے نزدیک بیٹھی تھی۔

"اگر اسی وقت سیدھا جواب دے دیتا تو کیا آپ میرے پاس یوں آ کے بیٹھتی؟ "ایک نظر اس پہ ڈالتے وہ مسکراتے ہوئے بولا تو وہ اسے دیکھ کے رہ گئی۔

"دو نمبر جیل پلٹ کمینہ۔ "وہ زیرِ لب بولی تو وہ کھل کے ہنس دیا۔

"اور اسی جیل پلٹ کمینے پہ آپ کی نظریں ٹکی ہیں۔ "اس کی آنکھوں کی گستاخی پہ وہ فوراً بولا۔

"ہاں کیونکہ وہ میرے لیے کمفرٹ زون ہے۔مجھے آج طبیعت بگڑتی محسوس ہو رہی ہے تو وومٹ کبھی بھی آ سکتی ہے نا تو۔۔۔۔۔ "اس کے کندھے پہ سر رکھتے وہ لگاوٹ سے بولی تو حماس نے کرنٹ کھا کے اسے دیکھا۔

"ناٹ اگین نورے حماس خانزادہ!میں اس وقت یہ وومٹ والا سین نہیں برداشت کروں گا۔ "اس نے اسے وارن کیا تھا۔

"وہ کس خوشی میں؟ جب رومینس کے لیے وقت نہیں دیکھتے تو اس کے لیے بھی وقت کی لمٹ نہیں۔ "وہ اسے آنکھیں دکھاتی بولی تو اس کے انداز میں وہ لبوں پہ مچلتی مسکان دباتا ہوا اس کی طرف مکمل متوجہ ہوا۔

"تو پھر کیا خیال ہے؟رومینس کر لیا جائے؟موقع بھی ہے، ٹائم بھی ہے اور بیوی بھی ہے۔ "شرارت سے کہتے ہوئے اس نے لیپ ٹاپ میز پہ رکھتے ہوئے اسے اپنی بانہوں میں جھکڑا تو وہ چلائی۔

"حماس!میں شمشیر اور رابیل کا پوچھ رہی تھی۔ "اس نے اس کے ہونٹوں پہ ہاتھ جماتے ہوئے کہا۔

"لیکن میں عارفین کی مما کے خوبصورت وجود کو دیکھ رہا ہوں۔ "خمار آلود لہجے میں کہتے ہوئے وہ اس کی گردن کے وسط پہ جھکا تو نورے نے بے ساختہ اس کے بالوں میں اپنی انگلیاں پھنسائیں۔

"عارفین کی مما سے زیادہ mi amore کے روپ میں سر چڑھ کے بولتی ہیں آپ۔ "اس کے وجود کو بانہوں میں بھرتا وہ اس کے چہرے کے نقوش کو چومتا ایک بار پھر سے اپنے منمانی کرنے والے روپ میں آ چکا تھا۔

اور اس روپ سے سرینڈر کرتی نورے نے خماری کے ہاتھوں بہکتے ہوئے ایک ہاتھ اس کے ہاتھ میں پھنسایا اور دوسرا ہاتھ اس کے بالوں میں الجھائے وہ اس میں سمٹی جا رہی تھی۔

ڈسلیر کے ساتھ جیلی اور اس نے جب پاکستان انٹرنیشنل ایئرپورٹ پہ قدم رکھے تو ڈسلیر نے پہلا میسج رابیل کے نمبر پہ ہی سینڈ کیا تھا۔

اسے میسج سینڈ کرنے کے بعد وہ تینوں اپنے لیے بھیجی گئی گاڑی کی طرف بڑھے۔

گاڑی انہیں لیے سڑک پہ رواں دواں تھی جب اچانک گاڑی کو چاروں طرف سے سیاہ ویگو سے گھیرا تو تینوں بوکھلا اٹھے۔

"یہ سب کیا ہے ڈسلیر ؟"جیلی نے ڈسلیر کو دیکھا جو خود اس صورتحال پہ پریشان ہو چکا تھا۔

"آئی ڈونٹ نو۔کون لوگ ہیں یہ؟ "وہ ویگو سے اترتے سیاہ لبادوں میں اترتے لوگوں کو دیکھ کے ٹھس ہو چکا تھا۔

"ہینڈسم کا کیا دھرا ہے یہ۔وہ جان بوجھ کے کالز لے رہا تھا اور بات اگنور کر رہا تھا تاکہ ہم یہاں آئیں۔ "تیسرے فرد نے شکست سے دوچار لہجے میں چلاتے ہوئے کہا تھا۔

کہ جس کی طلب نے یہ دن دکھایا تھا اس کے نا ملنے کا احساس اسے پاگل کر رہا تھا۔

اگلے چند لمحوں میں جہان حیدر شاہ کے بھیجے گئے کارندے، حماس خانزادہ کے اندر کی خبر دینے پر ان انسانیت کے قاتل لوگوں کو لیے ان کے مختص کیے گئے ٹھکانے کی طرف بڑھ گئے۔

کیونکہ اب ان لوگوں کے خلاف کیس لڑتے ہوئے شہریار آفریدی کو 'شمشیر علی خلیفہ 'کو انصاف دلوانا تھا جو ان کی حیوانیت کی بھینٹ برسوں پہلے چڑھا تھا۔

\---

اسے' حیات حویلی 'آئے تین دن ہو چکے تھے اور یہاں کے مکینوں نے اسے اتنی محبت دی تھی کہ وہ اُس کی زبردستی بھولنے لگی تھی۔

اور تو اور وہ ڈینیل کو بھی فراموش کیے ذہن سے جھٹکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

جس کے ساتھ اس کا دل یوں کبھی نہ دھڑکا تھا جیسے اُس کی سنہری آنکھوں کو پہلی دفعہ دیکھ کر دھڑکا تھا۔

وہ ڈینیل کو پسند کرتی تھی اور وہ اس کی پہلی کمٹمنٹ تھا لیکن اس شخص نے اس کے دل کو اپنی آنکھ کی جنبش سے دھڑکنا سکھایا تھا۔

اس شخص کی خوبصورتی، اس کے چارم کو دیکھ کر جب جب وہ اس کے نزدیک ہوتی بے باکی دکھانے کی کوشش کرتی تو اس کا دل کسی کی کہی اس بات پہ لبیک کہتا کہ

'واقعی خدا اگر مرد کو حسن دے تو عورت کو حیا نہ دے۔ "

وہ کمرے میں ٹہلتی ٹائم گزارنے کے لیے وارڈروب کھول کے اس کی چیزیں دیکھنے لگی۔

ہینگ کیے گئے کپڑے جن میں سیاہ، گرے اور بلیو رنگ کی کثرت تھی، میچنگ ٹائیاں، جوتے وہ ہر شے پہ نظر پھیرتی اس کی گھڑیوں اور کف لنکس کی کولیکشن کی طرف آئی تو نظر چونک سی گئی۔

اس نے کف لنکس اور گھڑیوں کا بغور جائزہ لیا تو ہونٹ' واو 'کے سے انداز میں گھومے۔

کیونکہ اس کی کف لنکس اور گھڑیوں کی ساری کولیکشن پہ' ایس اے کے 'کے حروف کنندہ تھے۔

مطلب کہ وہ اپنے لیے کف لنکس اور گھڑیوں کو خود ڈیزائن کرواتا تھا۔

وہ اپنے لیے خود ایک برانڈ بن چکا تھا۔

اس کی ساری چیزوں کا جائزہ لیتی وہ بیڈ پہ آ بیٹھی جہاں ڈسلیز کا میسج دیکھ کر اس کا دل سکڑنے لگا۔

اس نے اس کا میسج اوپن کیا تو جیسے روح جسم سے پرواز کر گئی۔

وہ اب اس کے میسج کے بعد اس کے نمبر سے بھیجی جانے والی کچھ تصاویر کو دیکھنے لگی جنہیں دیکھ کے اس کے سر پہ جیسے ساتوں آسمان ٹوٹ گرے۔

موبائل وہیں پھینکتی وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی، وہ ابھی دروازے تک پہنچی ہی تھی کہ دوسری جانب سے دروازہ کھولتا وہ اندر داخل ہوا تھا۔

"خیریت؟کہاں جا رہی تھیں آپ اس وقت؟ "اس کے چہرے کے غیر معمولی تاثرات کو دیکھتا وہ نرمی سے بولا تھا جب اس کو دیکھتے رابیل کی آنکھوں میں وہ تصویریں لہرائیں۔

"تمہاری غلاظت بھری پہنچ سے دور جا رہی تھی۔بلڈی ریپسٹ۔ " نفرت انگیز لہجے میں بولتی وہ پوری قوت سے چلائی تھی۔

اور اس کے کہے یہ الفاظ کھولتے ہوئے سیسہ کی مانند اس کی سماعتوں میں اترے تھے۔

"رابیل؟ "اس نے تکلیف سے اسے دیکھا جو آنکھوں میں غلط فہمی کی دبیز دھند لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کون رابیل؟ مر چکی ہے رابیل۔ کون ہے وہ لڑکی جس کی فون کالز مجھے پانچ مہینوں سے آ رہی ہیں؟ جو تمہاری ایک رات چاہتی ہے؟ میں نے ہمیشہ ہر بات سن کے نظرانداز کر دی لیکن تم نکلے کیا۔ بلڈی سائیکو پیتھ سیریل کلر اینڈ ریپسٹ۔ "متنفر لہجے میں بولتی وہ اس کے سینے پہ ہاتھ مارتی حلق کے بل چلائی تو اس کے لفظوں کی کاٹ سہتا وہ ایک دم سے اس سے دوگنی آواز میں دھاڑا۔

"ریپسٹ نہیں ہوں میں۔ ریپ کیا گیا تھا میں۔ اسی لڑکی سے جس کی فون کالز آپ کو آتی رہی ہیں۔ اور اسی لڑکی کا بھائی ہے وہ ڈیول جس نے آپ کے وجود کی بولی لگا رکھی ہے امریکہ میں۔ میں ریپسٹ نہیں ہوں۔ نہیں ہوں۔ "زور زور سے بولتا وہ ایک جھٹکے سے اسے پرے دھکیلتا ادھ کھلے دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

جبکہ اس کے لفظوں کے وار سے گھائل ہوتی رابیل بے یقینی سے ادھ کھلے دروازے سے نظر آتے رحمان صاحب کو دیکھنے لگی۔

جن کے ساتھ اس نے کبھی خلیفہ کو بولتے نہیں دیکھا تھا۔

ماضی:

شمشیر اپنے والدین کی اکلوتی اور حیات حویلی کا پہلا وارث تھا۔جس کی وجہ سے اسے ہر طرف سے سپیشل پروٹوکول ملتا رہا تھا۔

اس سپیشل پروٹوکول کا یہ نقصان ہوا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کا ایڈکٹ ہونے لگا۔وہ دن بھر جہاں بھی رہتا اسے کھانا گھر میں کھانا ہوتا اور سونا ماں کی آغوش میں تھا۔

لیکن رحمان صاحب اس کے لیے کچھ اور سوچ بیٹھے تھے۔

او لیولز سے جیسے ہی فارغ ہوا، انہوں نے فیصلہ سنا دیا کہ وہ اپنی باقی کی پڑھائی وہاں سے کرے گا۔

یہ سننا تھا کہ وہ ہتھے سے اکھڑ گیا لیکن اس کی ہر بات ماننے والے رحمان صاحب نے بضد اسے باہر بھیج کے ہی دم لیا۔

کیونکہ وہ ان کا وارث تھا وہ اسے گھر کا ہی نہیں بنانا چاہتے تھے بلکہ وہ اسے ایک گروملڈ پرسنالٹی کے طور پر دیکھنا چاہتے تھے۔

ایک تو اس کا سحر انگیز حسن اس پر ایشیائی ٹیگ، یونیورسٹی کی لڑکیاں دنوں میں اس پہ فریفتہ ہوئی تھیں۔

ان میں ایک وہ تھی ڈ نیل)جو نام کا مسلمان بنا پھرتا تھا پاکستانی لڑکیوں کو ٹریپ کرنے اور انہیں ان کے گینگ میں شامل کرنے کے لیے (کی بہن' جولیانہ'۔ جو ہمیشہ اپنی چار دوستوں اور ایک بوائے فرینڈ کے ساتھ یونیورسٹی میں پھرتی نظر آتی تھی۔

جولیانہ نے اس پہ بہت بار لائن مارنے کی کوشش کی تھی، اسے ہر پیریڈ میں ٹیز کرنے، اسے سٹاک کرنے، اسے ہر جگہ پریشان کرنے اور اپنے

حسن کے جلوے دکھا کر اپنے جال میں پھنسانے کی بہت کوشش کی تھی۔

مگر دادی اور ماں کی تربیت کا اثر تھا یا رگوں میں دوڑتے مسلمان گھرانے کے خون کا اثر وہ اس کے کسی بھی جال میں نہ الجھا۔

تو خوبصورتی کی دلدادہ جولیانہ اس کی طلب میں پاگل ہونے لگی۔وہ رات گزارنے کے لیے لائے ہر لڑکے میں شمشیر کو تلاش کرنے لگی لیکن۔۔۔

اس کی حالت نیم پاگل ہونے کو تھی کیونکہ وہ شمشیر علی خلیفہ کی خوشبو کی بھی عادی ہونے لگی تھی اور سائیکو پیتھ جولیانہ اس طلب میں اس ہوس میں جیسے اندھی ہو گئی۔

اس لیے اس نے وہ کریہہ پروگرام بنایا اور حسبِ معمول رات کی کافی پینے کے بعد پیدل چلتے شمشیر کو اپنے بوائے فرینڈ کی مدد سے کڈنیپ کر کے اپنے فلیٹ میں لے گئی۔

اپنے فلیٹ میں لے جانے کے بعد ناصرف اس نے بلکہ اس کے بوائے فرینڈ سمیت اس کی دوستوں نے اس کے وجود کی دھجیاں سی بکھیر دیں۔

وہ جو ہمیشہ خود کو سنبھال کے رکھتا تھا اسے ہوس کے مارے ان افراد نے بھنبھور کے رکھ دیا۔

انہوں نے دو ہفتے اسے اپنے پاس رکھا تھا اور زبردستی شراب پلانے کے بعد اپنی ہوس پوری کرتے اور اس کے وجود کو سگریٹ سے داغ دیتے۔

دو ہفتوں کے بعد جب رحمان صاحب اس کے اتنے دن کال ریسیو نہ کرنے پہ اپنے دوست کے بیٹے جہان حیدر شاہ تک پہنچے تو اس نے فوراً امریکن ایمبیسی سے رابطہ کیا جس کے باعث پولیس کے حرکت میں آنے پر اسے سڑک کنارے پھینک دیا گیا۔

خوش قسمتی سے اپنے کام سے وہاں گئے جہان حیدر کو جب سڑک کنارے ایک پاکستانی ملنے کی اطلاع پولیس سے موصول ہوئی تو وہ خود

اسے دیکھنے ہاسپٹل گیا تھا اور وہاں سے ملنے والی شاکنگ خبر سن کے وہ دنگ سا رہ گیا۔

اسے بے ساختہ اس خوبصورت شخص پہ رحم سا آیا جو ہوش میں آنے پہ چلانے لگتا اور خود کو نوچنے لگا تھا۔

اس کی اس حالت کو دیکھ کر جہان حیدر شاہ اسے اپنے ساتھ لے گیا۔

یہ جہان حیدر شاہ اور حماس خانزادہ ہی تھے جنہوں نے اسے اس ٹروما سے نا صرف نکالا تھا بلکہ اس کی شخصیت کو اس حد تک پالش کیا تھا کہ وہ ایک مکمل پرسنیلٹی کھڑی کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

اس سارے تکلیف دہ فیز کے بعد وہ لڑکیوں سے اس حد تک متنفر ہو گیا کہ کچھ عرصہ تو ماں کو بھی نزدیک نہ آنے دیتا تھا مگر پھر آہستہ آہستہ ان کے ساتھ نارمل ہو گیا۔

اگر وہ معاف نہیں کر سکا تو صرف رحمان علی تھے۔جو اس کے بقول اس کی ساری بربادی کے ذمہ دار تھے کہ نا وہ اسے باہر بھیجتے نا اس کے ساتھ یہ سب ہوتا۔

سال ہا سال بیت گئے تھے لیکن اس کے گرد پھیلا خول نہ ٹوٹا تھا۔

مگر اب وہ آہستہ آہستہ واپس لوٹ رہا تھا کہ اس کی جذباتیت سب بہا کے لے گئی۔

رحمان صاحب نے اسے بتایا کہ وہ ان لوگوں کو کڑی سے کڑی سزا دینا چاہتا تھا۔اور اس میں جہان اور حماس بھی اس کے ساتھ تھے جن کے ساتھ اس کا تعلق ہمیشہ پردے میں رہا تھا۔

اور اچانک جولیانہ کی آنے والی فون کالز ان کے لیے مددگار ثابت ہوئی تھیں کہ اس سے انہیں اس کو ٹریپ کرنا آسان ہو گیا تھا کہ اب وہ ایک پورا سسٹم بنا چکی تھی جو لڑکوں کو یونہی نشانہ بناتے اور لڑکیوں کو اس گینگ کا حصہ بناتے تھے۔

رحمان صاحب کے منہ سے ساری روداد سنتی رابیل کے رونگھٹے کھڑے ہو گئے۔

ایسی تکلیف، ایسی زلت و اذیت؟ اس کی آنکھوں سے بہتے آنسووں میں تیزی آئی تھی۔

معاشرے کا ایک المیہ بن چکا تھا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف عورت کی عزت پہ ہی حملہ ہو سکتا ہے لیکن یہاں تو مرد بھی محفوظ نہ تھا اور وہ بھی عورت کے ہاتھوں؟

اور اس سے بڑا المیہ تھا کہ اس پہ بات نہیں کر سکتے تھے کہ یہ مردانگی کے خلاف تھا۔

اس کے دل میں اس کے لیے ڈھیروں محبت ابھر رہی تھی جو اتنے اذیت ناک ٹرومے سے باہر نکل آیا تھا۔

اسے اب یاد آ رہا تھا کہ اس کے نزدیک آنے پہ وہ اذیت کا شکار کیوں نظر آتا تھا۔

نجانے کیا کچھ تھا جو یاد آ رہا تھا اور اسے رلا رہا تھا۔

مرے ہمنشیں، میرے ہمسفر
تجھے کیا پتا، تجھے کیا خبر
مرے لب پہ ٹھہری ہوئی تھی جو وہ ہزار صدیوں کی پیاس تھی
تجھے پا کے مجھ کو لگا ہے یوں
مجھے صرف تیری تلاش تھی
مرے ہمنشیں،مرے ہمسفر
تجھے کیا پتا تجھے کیا خبر

مرے دل میں جتنا بھی پیار ہے

وہ ترے لیے ہے ترے لیے!

میں نے برسوں جس کے لیے لکھا

مرے خواب جس سے سجے رہے

وہ فقط ہے تو، تیری ذات ہے

تجھے کیا پتا، تجھے کیا خبر!

تجھے سوچ کر، تجھے چاہ کر

مرے ہمنشیں یہ یقیں ہوا

تو ہی منزلوں کا سراغ ہے

تو ہی تیرگی میں چراغ ہے

ہے تو ہی وہ جس کے لیے ہوں میں

مری زندگی، مری شاعری

مرا دن بھی، شام بھی، رات بھی

مری خامشی، مری بات بھی

تیرے بن جو گزری گزر گئی

بھلا اس کا کوئی شمار کیوں

مری زندگی ترا ساتھ ہے

ترا پیار میری حیات ہے

مرے ہمنشیں مرے ہمسفر

تجھے کیا پتا، تجھے کیا خبر

ترے پیار سے جو بجھی ہے اب

وہ ہزار صدیوں کی پیاس ہے

"حسن! مجھے شہر اپنے بھائی کے اپارٹمنٹ لے کے چلو۔ "کچھ دیر بعد وہ اپنے گرد بڑی سی چادر لپیٹے دھلے چہرے پہ لپ اسٹک لگائے حسن کے سامنے کھڑی تھی۔

جس نے ایک نظر رات کے دس بجاتی گھڑی اور دوسری نظر شعلہ جوالہ بنی بھابھی کو دیکھا۔

"اس وقت؟ خلیفہ نے کہا تھا کہ ان دنوں آپ کا گھر سے نکلنا سیف نہیں ہے۔ "اس کو فوراً یاد آیا تھا۔

"اب سیف ہے۔ تم لے کے چلو مجھے۔ ناراض ہوا ہے تمہارا بھائی مجھ سے۔ "وہ جیسے روہانسی ہوئی تھی۔

"پھر آرام سے ادھر ہی رہیں۔ناراضگی میں وہ بہت بے مروت ہو جاتا ہے۔ "حسن نے سن کے ٹھس سے انداز میں کہا تو وہ بھنا سی گئی۔

"مجھے اس سے زیادہ بے مروتی دکھانی آتی ہے۔جلدی لے کے چلو۔ " وہ آنکھیں دکھاتی ہوئی بولی تھی۔

"بی جان کو بتایا ہے؟ "حسن اپنی جگہ سے اٹھتا ہوا بولا۔

"سب کو بتا کے آئی ہوں۔اور سب سے ٹپس بھی لے آئی ہوں۔ "وہ جلدی سے بولی اور تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی اس کے پیچھے لپکی تھی۔

"ذرا سیانی نہیں ہیں آپ۔ناراض ہے تو آپ زیادہ ناراضگی دکھائیں۔دیکھتی آپ کہ کیسے سر کے بل چل کے آتا۔"گاڑی سٹارٹ کرتے حسن کی زبان بھی سٹارٹ ہو گئی تھی۔

"سر کے بل کیوں چلواوں میں؟کیکڑا نہیں بنوانا میں۔اور ویسے بھی اس دفعہ زیادہ ناراض کر دیا ہے۔نیکسٹ ٹائم نہیں مناوں گی۔"اپنے گرد چادر اچھے سے لپیٹے وہ اس کی بات کے جواب میں سکون سے بولی۔

تقریباً ڈیڑھ سے دو گھنٹے بعد جب وہ اس کے اپارٹمنٹ کے سامنے پہنچے تو چوکیدار نے حسن کو پہچان کے فوراً گیٹ وا کیا۔

گاڑی اندر لے کے جانے کی بجائے وہ رابیل کو اترنے کا اشارہ کرتا اسے ساتھ لیے اندر کی طرف بڑھا اور پھر اپنی معیت میں اسے اُس کے کمرے کے دروازے کے سامنے لا کھڑا کر دیا۔

"گڈ لک۔ "اسے آہستگی سے وش کرتا وہ وہیں سے واپس پلٹ چکا تھا جبکہ وہ ڈوبتے دل کو مضبوطی کے درس دیتی ہولے سے ڈورناب گھمانے لگی۔

ڈورناب گھمانے پر دروازہ کھلا پا کے اس نے ڈھیروں شکر ادا کرتے جب کمرے میں قدم رکھا تو تاریکی اور سگار کی بو نے اس کا استقبال کیا۔

اندازے سے قدم آگے بڑھاتی وہ کمرے میں داخل ہوئی تو آہٹ کی آواز پہ اوندھے منہ لیٹے خلیفہ نے ہاتھ بڑھا کے سائیڈ لیمپ جلا کے گردن گھمائی تو نظر جیسے ساکت رہ گئی۔

"مجھ پر ہائپر ہونے سے پہلے میری سوری سن لو۔ آئی نو میں نے بہت ہارش ورڈز کا استعمال کیا ہے لیکن وہ تصاویر اور میسجز دیکھ کے میں پاگل ہو گئی تھی۔تم نے کچھ دن پہلے ہی مجھ سے ریلیشن بنایا تھا اور جس صورتحال میں ریلیشن بنا تھا اس کے بعد یہ سب جب سامنے آیا تو مجھ

سے برداشت نہ ہوا۔ "اس کے کھلتے لب دیکھتی وہ اسے چپ رہنے کو بولتے ہوئے خود تیز تیز لہجے میں بولنے لگی۔

"اوکے۔اب آپ واپس جا سکتی ہیں۔ "اس کی ساری بات کے جواب میں وہ سرد مہری سے بولتا واپس منہ تکیے میں چھپا چکا تھا۔

"واٹ؟میرا مطلب ہے آئم سوری دیکھو می۔۔۔۔۔۔ "وہ اس کی پشت دیکھتی پھر سے بولی تھی۔

"سی او صاحبہ!میں آپ کا معذرت نامہ سن چکا ہوں۔اب آپ جا سکتی ہیں۔ "قطعی اجنبی لہجے میں بولتا وہ کمفرٹر منہ تک کھینچ گیا۔

"تمہاری تو۔۔۔۔" اس کے اس رویے پہ وہ نم ہوتی آنکھوں سے اس کے کمفرٹر میں ملفوف وجود کو دیکھتی آگے بڑھی اور اس کے باہر نظر آتے ہاتھوں کو تیزی سے چادر کے اندر موجود ہاتھ میں پکڑی ٹائی سے باندھنے لگی۔

اس کی اس حرکت پہ اس نے تیزی سے سر جھٹکتے ہوئے چہرے سے کمفرٹر ہٹایا۔

"یہ کیا فضول حرکت ہے؟ "وہ دبے دبے لہجے میں غرایا لیکن وہ اثر لیے بغیر اس پہ جھکی اس کے ہاتھوں کو مضبوطی کے ساتھ ٹائی سے باندھ چکی تھی۔

"میں ذرا تفصیل سے آپ سے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔اونہوں اسے کھولنے کی کوشش نہ کریں مسٹر سی ای او۔میں پاؤں اور منہ بھی باندھ

دوں گی۔ "اپنے مخصوص پر اعتماد لہجے میں بولتی وہ وہیں اس کے قریب براجمان ہوتی اس پہ جھکی تھی۔

"جو ہوا بہت برا تھا بہت ہی زیادہ برا۔اتنا برا کہ میں اس کے متعلق بالکل بات نہیں کرنا چاہتی لیکن میں اس برے کو اپنے ساتھ سے اچھا بنانے کی کوشش ضرور کر سکتی ہوں۔جو کہا ہے اسے میری جذباتیت سمجھ کے معاف کر دو کیونکہ میں تمہاری ذات اور ملیحہ کے ساتھ کی گئی کمٹمنٹ میں الجھی ہوئی تھی ایسے میں وہ سب سامنے آیا تو مجھے لگا کہ میں جو تمہارے چارم کا شکار ہوئی تم درحقیقت میرے نہیں ہو۔مگر ایسا کچھ نہیں تھا اور ایسا کچھ نہ ہونے پہ میں رب کی انتہائی شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے تمہارے لیے اور تمہیں میرے لیے چنا۔کیونکہ مجھے یہ سنہری کٹورے بہت پسند ہیں۔ "اس پہ جھکی وہ بڑے نرم اور پیار بھرے لہجے میں بولتی ہوئی اس کی آنکھوں پہ جھکی اور ان کو اپنے ہونٹوں سے چھونے لگی۔

تو اس کے تڑپتے بھڑکتے دل کو جیسے قرار آیا تھا مگر وہ یونہی ساکت و جامد پڑا رہا تھا۔

"تم کچھ کہو گے نہیں؟ "اس کی خاموشی اسے پریشان کرنے لگی تھی۔

"مجھے سونے دیں۔ "مختصر انداز میں کہتا وہ اس کو آنکھیں پھاڑنے پہ مجبور کر گیا۔

وہ چند لمحے حیرت و بے یقینی سے اسے گھورتی رہی اور پھر ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹی۔

"اوکے سو جاو۔ "اطمینان سے کہتے ہوئے اس نے اپنے گرد لپیٹی بڑی سی چادر ہٹائی تو بیڈ پہ چت لیٹے خلیفہ کی گردن میں گلٹی سی ابھر کے معدوم ہوئی تھی۔

بلڈ ریڈ کلر کی خوبصورت ساڑھی، جس کے سلیو لیس بلاوز کا گہرا گہرا اس کی رعنائی چھپانے میں ناکام ہو رہا تھا۔شیفون کی ساڑھی کا مکمل سمیٹ پی کندھے پہ یوں پن اپ تھا کہ اس کی کمر کی گدازیت بلاوز سے جھلک رہی تھیں۔

اس کی بے خود نگاہیں خود پہ محسوس کرتی رابیل نے اک ادا سے جب کمر پہ بکھرے بال دونوں ہاتھوں سے سمیٹ کے دائیں کندھے پہ ڈالے تو ڈوریوں سے بندھے بلاوز کے بیک گلے میں لٹکتے موتی دیکھ کر اس کا دل اچھل کے حلق میں آن اٹکا تھا۔

"چونکہ تم سونا چاہتے ہو اس لیے میں بھی سونے کو پریفر کروں گی۔لیکن جگہ میں اپنی مرضی کی چنوں گی؟ "بال کندھے پہ بکھرائے وہ اس کی طرف مڑی تو ایسے ہوشربا سراپے کے ساتھ وہ اس پہ جھکی اور اس کی گردن کو ہونٹوں سے چھوتی سر اس کے سینے پہ ٹکا گئی تھی۔

"آپ کیا کرنے کی کوشش کر رہی ہیں؟ "اس کے بالوں سے اٹھتی مہک کو خود میں انہیل کرتا وہ بھاری لہجے میں بولا تھا۔

"آپ کو سڈیوس کر رہی ہوں۔ہونے کا ارادہ ہے یا نہیں؟ "چہرہ اٹھا کے اس کی آنکھوں میں جھانکتی وہ شرارتی لہجے میں گویا ہوئی تو اس کے ہونٹوں پہ نظریں ٹکائے خلیفہ نے اپنے بازووں کو حرکت دی اور بندھے ہوئے ہاتھوں کو اس کی کمر کے گرد لے گیا۔

"آپ کی لپ اسٹک کے ڈارک شیڈز مجھے پسند نہیں ہے سی او صاحبہ۔ " مخمور لہجہ، خمار آلود نظریں، بھاری سانسیں اور ڈوریوں کی مدد سے بندھے بلاوز میں جھکڑی کمر پہ سرسراتی انگلیوں کا لمس رابیل کے دل کی دھڑکنوں میں انتشار برپا کر رہا تھا۔

"تم ختم کر دو۔ "کپکپاتے ہونٹوں کے ساتھ وہ خود سپردگی کے عالم میں بولی تو اس انداز پہ بہکتے سرشار ہوتے خلیفہ نے کروٹ بدل کے اسے نیچے لٹایا اور خود اس پہ جھکتا اس کے ہونٹوں پہ سجے اس گہرے رنگ کو ختم کرنے لگا۔

اس کی بڑھتی شدت اس کی خود سپردگی اور پیش رفت کی وجہ سے مزید بڑھتی جا رہی تھی۔

"میں آپ سے محبت نہیں کرتا تھا۔بلکہ میں کسی سے بھی محبت نہیں کرتا تھا۔ میں نے آپ سے نکاح شہریار کے کہنے پہ کیا تھا۔وہ میرا دوست ہے اور ڈائیورس پیپرز اور نوٹس یہ سب ایک ڈرامہ تھا۔آپ کو ڈ سے بچانے کے لیے۔ میں نے یہ نکاح شہریار کے کہنے پہ کیا تھا لیکن رفتہ رفتہ میں آپ کی ذات میں الجھنے لگا تھا۔ مجھے عورتوں کی

قربت زہر آلود لگتی تھی۔ لیکن جب جب آپ زبردستی میرے نزدیک آئیں میں اس قربت کا عادی ہونے لگا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ میں اس سب کا عادی نہ ہوں کیونکہ میرا وجود داغدار تھا۔میں آپ کو داغدار نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن دماغ پہ دل حاوی ہونے لگ گیا۔ اور شہریار کے کہنے پہ کچھ عرصے کے لیے جوڑے گئے اس تعلق کو میں دل کے کہنے پہ ہمیشہ کے لیے قائم رکھنے پر ڈٹ گیا۔آپ نے ٹھیک کہا جو ہوا بہت برا تھا۔لیکن آپ کا ساتھ مجھے اس سب سے باہر لے آیا ہے۔ "اس کے چہرے کے نقوش کو چھوتا وہ پہلی دفعہ اس سے اپنے دل کی باتیں شیئر کرتا ہوا بول رہا تھا۔

اور اس کی باتوں کو سنتی رابیل اس کی آنکھوں کے بھنور میں الجھتی جا رہی تھی۔

"تمہاری آنکھیں بہت بے لگام ہیں مسٹر سی ای او۔یہ مجھے بھٹکا دیتی ہیں۔ "وہ جیسے اپنی ہار، اپنی بے بسی کا اعتراف کر رہی تھی۔

"اور آپ ساری کی ساری مجھے بھٹکا دیتی ہیں۔ "اس نے گھمبیر لہجے میں کہتے ہوئے اس کے سینے پہ لب جمائے تو وہ کانپ اٹھی۔

"شمشیر "!بے ساختہ اس کے ہونٹوں سے اس کا نام کسی نشیلی سرگوشی کی مانند نکلا جو اسے بہکاتا چلا گیا۔

اپنے ہاتھوں پہ بندھی ٹائی کو اپنے دانتوں کی مدد سے کھولتا وہ اس کے کندھوں سے بلاوز سرکاتا اس کے کندھوں کو اپنے لمس کی حدت سے مہکانے لگا تو وہ اس کی گردن میں بازو الجھاتی ایک ہاتھ اس کے بالوں میں الجھا گئی۔

ایک کے بعد ایک پردہ گرائے وہ سارے فاصلے سمیٹتا پوری شدت کے ساتھ اس کے وجود میں اترتا کاملیت کی حدوں کو چھونے لگا اور وہ ڈوبتی ابھرتی دھڑکنوں کے ساتھ اس کے گرد بازو حائل کرتی اس کی شوریدگی

کو سہنے لگی جو اس کی بے باکی کے مقابلے میں ایسے مظاہرے کرتا کہ وہ شرم سے پانی پانی ہو جاتی تھی۔

اپنی بکھری ہوئی ساڑھی میں ملبوس وہ اس کے گرد بازو لپیٹے اس کی محبت کی شدتوں کو محسوس کرتی ان پلوں پہ سرشار ہوتی پلکیں موند گئی۔

"شاہ ویر!ہالے کا دھیان رکھیں بیٹا۔ "لان کے سرے پہ کھڑی علیزے نے بیٹے کو ہدایت دی۔

حیدر کے کافی دنوں کے بعد فارغ ہو کے گھر آنے پہ وہ سب آج فارم ہاوس پہ جمع ہوئے تھے۔

"بھابھی!لالے بلا رہے ہیں آپ کو روم میں۔ "وہ بچوں کے ساتھ لگی ہوئی تھی جب زینی کے پیغام دینے پہ وہ خفیف سی ہو گئی تھی۔

"واللہ ہم سب نے کچھ نہیں سنا کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اس فارم ہاوس میں آ کے آپ کے شوہر کے اندر ماضی جنم لینے لگتا ہے۔اس لیے آپ سکون سے جائیں۔بچے ہم سنبھال لیں گے۔ "اس کے چہرے کو دیکھتی مہرماہ کی زبان تیزی سے چل رہی تھی۔

اس کی باتوں پہ سرخ پڑتی وہ ایک نظر کھیلتے بچوں کو دیکھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

"آپ ایسے کیوں کرتے ہیں۔سب اتنا تنگ کرتے ہیں۔ "وہ کمرے میں آتے ہی خفگی بھرے لہجے میں گویا ہوئی تو صوفے پہ سیاہ شلوار قمیض پہنے بیٹھے جہان نے نظر بھر کے اسے دیکھا۔

"اور جو مجھے آپ کی دوری تنگ کرتی ہے اس کا کیا؟ "بھاری لہجے میں بولتا وہ اپنی جگہ سے اٹھا تو اس کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوئیں۔

"حی۔۔حیدر!اب بچے بڑے ہو رہے ہیں۔ "اس نے اپنے تیئں بہت مضبوط جواز پیش کیا تھا۔

"بچے بوڑھے بھی ہو جائیں تو آپ کے لیے میری دیوانگی کم نہیں ہو سکتی ریپنزل۔ "دیوانگی بھرے لہجے میں کہتا ہوا وہ اسے اپنی بانہوں میں حصار میں جھکڑ گیا۔

"حیدر "!اس کی مونچھوں کی چبھن اپنی گردن پہ محسوس کرتی وہ خود میں سمٹی تھی۔

"آپ کو نہیں لگتا کہ اب ہالے کے لیے کوئی بہن آ جانی چاہیے؟ "اس کے نقوش کو اپنے لبوں سے چومتا وہ بھاری لہجے میں گویا ہوا تو اس کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔

"آ۔۔آپ؟ "وہ شرم و حیا سے چور ہوتی اسی کے سینے میں چہرہ چھپانے لگی۔

"کیا خیال ہے؟اس دفعہ بھی ٹوئنز نہ کریں؟ "اس کے شرارتی انداز پہ وہ مزید بوکھلائی تھی۔

"حیدر "!اس نے خفگی سے اسے دیکھنا چاہا جو اس کے گلے میں لپٹا دوپٹہ ہٹا کے صوفے پہ اچھال چکا تھا۔

اور اگلے چند لمحوں میں وہ اسے بیڈ پہ لے کے بیٹھا اس پہ چھایا ٹوٹ کے اس پہ اپنی دیوانگی برساتا اسے اپنی محبت و جنون کے سمندر میں بہکاتا چلا گیا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"آپ۔۔۔آپ ایسے کیوں ہیں شہریار؟ "وہ زچ ہوتی گویا ہوئی تو شہریار نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اسے دیکھا اور پھر اس کے رخساروں کو زور سے چومتا ہوا اسے گڑبڑا سا گیا۔

"کیونکہ میں آپ کا شوہر ہوں۔ "کمال سادگی کا مظاہرہ کرتا وہ اسے ہی موردِ الزام ٹھہرا گیا۔

"پھر میں ایسی کیوں نہیں ہوں؟ "اس کے چہرے کو دیکھتی وہ متبسم لہجے میں اسے تنگ کرنے کو گویا ہوئی۔

"تو آئیں ناں ایک عدد کلاس آپ بھی لے لیں۔ "ایک جھٹکے سے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتا وہ اسے خود پہ جھکاتا ہوا گھمبیر لہجے میں بولا تو پل بھر کے لیے گھبرائی۔

لیکن اگلے ہی پل اپنی پوری ہمت مجتمع کرتی اس کی کشادہ پیشانی پہ جھکی اور اپنے کپکپاتے لب وہاں دھرے۔

پھر اس سحر انگیز آنکھوں پہ جھکی پھر رخسار اور پھر۔۔۔۔۔

وہ اس مقام پہ آتی بے اختیار جھجھکی تھی لیکن دوسری جانب وہ اس کی اس پیش قدمی پہ بہک چکا تھا وہ بنا کسی جھجھک کے خود پہ جھکی فرشتے کے ہونٹوں کو چھونے لگا تو وہ بھی زور سے پلکیں موندتی ان لمحوں کو محسوس کرنے لگی۔

"بب۔۔بس شہریار!ہم مورے کے کمرے میں ہیں۔ "کچھ لمحوں بعد وہ حواس کنٹرول کرتی پیچھے ہٹی تو اس نے خماری سے اس کے نم ہونٹوں کو دیکھا۔

"کیا خیال ہے اپنے کمرے میں چلیں؟ "اس کے معنی خیز لہجے سے سٹپٹاتی فرشتے اسے پرے دھکیل کے زحلے کی طرف متوجہ ہو گئی لیکن شہریار کے ہونٹوں پہ مچلتی شوخ دھن اس کے ارادوں کا پتہ دے رہی تھی۔

جس پہ رات کے پہر شرماتا ہوا چاند بادلوں کی اوٹ میں چھپ گیا۔

سفید ٹراوزر کے ساتھ پنک لانگ شرٹ پہنے وہ کندھوں پہ چادر رکھے آج پہلی دفعہ اس حلیے میں اس کے ہمراہ آفس جا رہی تھی۔

جب رحمان صاحب نے اس کو شکریہ کہتے ہوئے اس کا سر تھپکا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ یہ شکریہ ان باپ بیٹے کے آپسی تعلقات بہتر بنانے کے لیے تھا۔

جب جولیانہ اور اس کے گینگ کو حیدر کی کسڈ ٹ ی میں لے جایا گیا تو اسی کی بدولت امریکن نیشنلٹی ہولڈرز کو پاکستان میں شہریار کی وجہ سے ایسی کڑی سزا ہوئی تھی کہ ایسا گھناونا کھیل کھیلنے والے عبرت حاصل کریں۔

اور یہی وجہ تھی کہ برسوں بعد وہ دل کے زخم بھرنے پہ مکمل خوش اور ہر بوجھ سے آزاد نظر آنے لگا تھا۔

"آج سنوکر کھیلیں گی میرے ساتھ؟یا پھر لفٹ میں چلیں گی؟ "معنی خیزی سے اسے دیکھتے ہوئے وہ اسے ساتھ لیے کمپنی میں داخل ہوا تھا۔

"نہیں جم چلتے ہیں۔ "مسکراہٹ ہونٹوں میں جمائے وہ سکون سے بولی تھی تو وہ کچھ دیر آفس کا کام حاتم کو سمجھانے کے بعد اسے ساتھ لیے جم کی طرف بڑھا۔

"آپ کریں اپنا کام۔ "اسے کہتی وہ مختلف آلات کا جائزہ لینے لگی جبکہ وہ اپنی ایکسرسائز کرتے ہوئے اسے دیکھنے لگا جو اس کی طرف بڑھ رہی تھی۔

اسے پش اپ کرتے دیکھ کر اس کی آنکھیں شرارت سے مسکرائیں۔

وہ آگے بڑھی اور اس کی کمر پہ بیٹھ گئی جو اس کے بیٹھنے پہ بھی پش اپ کرتا رہا۔

مگر چند پش اپس کے بعد اس نے ہاتھ بڑھا کے اسے کھینچا اور وہ ششدر سی اس کے نیچے لیٹی اسے پش اپ کرتا ہوا دیکھ رہی تھی۔

"یو آر سو وکڈ مسٹر سی ای او۔ "وہ اس کی حرکت پہ دبا دبا سا چلائی جو نیچے ہوتا تو اس کے ہونٹوں کو اپنے ہونٹوں سے چومتا جا رہا تھا۔

جبکہ وہ آنکھوں میں چاہت کے رنگ لیے، دھڑکتے دل کے ساتھ اسے دیکھے گئی، جس کی پیشانی پہ پسینے سے چپکے بال، سنہری آنکھوں کی چمک، گردن سے ٹپکتا پسینا اسے ہیپناٹائز کرنے لگا۔

اگلے ہی لمحے اس نے اس کی ٹی شرٹ کو گلے سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اپنی طرف کھینچا اور لب اس کے ہونٹوں پہ رکھے۔

"آپ ایک بار پھر سے مجھے سڈیوس کر رہی ہیں سی او صاحبہ؟ "اس کے چہرہ پیچھے ہٹانے پہ وہ بے باک نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا جو اس کے الفاظ پہ سرخ ہوتی اسے دیکھنے لگی۔

"اونہوں میں تو کسی کی کہی اس بات پہ مہر لگا رہی تھی کہ خدا اگر مرد کو ایسا حسن دے تو عورت کو حیا نہ دے۔ "شرارت بھرے معنی خیز انداز میں بولی تو شمشیر نے جھک کے اس کی گردن کو چوما۔

"تو پھر پکی مہر لگائیں ناں۔ "اس کی گردن کو اپنے لمس سے دہکاتا وہ اس کے گلے میں اٹکے دوپٹے کو سرکانے لگا تو وہ بوکھلائی۔

"نن۔نہیں میں اب بس۔مجھے جانا ہے۔ "اس نے اس کے نیچے سے نکلنا چاہا جب اس نے اس پہ گرفت مضبوط کرتے اس کے کندھے سے شرٹ کھسکائی۔

"ایسی کی تیسی آپ کے جانے کی۔ "پرشدت انداز میں کہتا وہ اسے کھکھلانے پہ مجبور کر گیا اور اس کی کھکھلاہٹ کو اپنی سماعتوں میں جذب کرتے شمشیر نے مسکراتے ہوئے اس کی پیشانی پہ اپنے لب رکھے۔

جس نے اپنے خوبصورت ساتھ سے اس کی بے رنگ زندگی کو رنگوں سے بھر دیا تھا۔

ختم شد۔۔۔۔۔